حزب البحر کے عاملین کے لئے ایک نایاب تحفہ

عالمانہ و عارفانہ شرح حزب البحر

المسمّٰی بہ

ھوامع

صاحب حزب البحر

شیخ المشائخ امام طریقت ابوالحسن شاذلیؒ

شارح حزب البحر

محدث اعظم حضرت مولانا شاہ ولی اللہ فاروقی دہلویؒ

تصحیح و تسہیل

مفتی قاسم غازی بلندشہری

غفر اللہ لہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصــــــیلات

- نام کتاب : شرح حزب البحر المسمّٰی ہوامع
- مؤلف : حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
- مترجم : مولانا عبدالاحد مجتبائی دہلویؒ
- تسہیل : مفتی قاسم غازی بلندشہری غفراللہ لہ
- حسب حکم : قاری محمد اکرم صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم
- زیرِ نگرانی : مولانا محمد ہارون صاحب قاسمی نعمانی بلندشہری دامت برکاتہم
- سن طباعت : محرم الحرام ۱۴۴۸ھ جولائی 2026ء
- کمپیوزنگ : مُفتی محمّد ناظم علیمی قاسمی 7536030211

ملنے کا پتہ:

خانقاہ عالیہ فیض رحیمیہ، پلکھنی، ضلع، سہارنپور، یوپی، الہند

موبائل نمبر: 9012157981

خانقاہ نعمانیہ معرفت ربانیہ، شکارپور، ضلع بلندشہر، یوپی الہند

موبائل نمبر: 9719654712/9045386205

''اہل سنت والجماعت اِس بات کے قائل ہیں کہ جو دعائیں
ہمارے اکابرین سے منقول ہیں وہ یقینا بابرکت ہیں لیکن جوتاثیر
اورمقبولیت قرآنی ومسنون دعاؤں میں ہے وہ ہرگزکسی اوردعاء
میں نہیں ہوسکتی لہذاہمارے دل میں سب سے زیادہ اہمیت
قرآنی ومسنون دعاؤں کی ہونی چاہیئے۔'' (از راقم الحروف)

خوبصورت اشعار

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تا دمِ آخر وردِ زباں اے میرے اللہ
لا الٰہ الاّ اللہ .... لا الٰہ الاّ اللہ

(خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ)

فهرست

۱	پیش لفظ	۸
۲	تقریظ حضرت الحاج قاری محمد اکرم صاحب سہارنپوری مدظلہ العالی	۱۰
۳	تقریظ حضرت مولانا محمد ہارون صاحب قاسمی نعمانی بلندشہری دامت برکاتہم	۱۲
۴	تقریظ حضرت مولانا پیر حافظ محمد اقبال قریشی دامت برکاتہم	۱۳
۵	مختصر تعارف شیخ ابوالحسن شاذلیؒ	۱۶
۶	مختصر تعارف شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۱۷
۷	پہلا ہامعہ: کمال تدبیر کو پہچاننے کے بیان میں	۱۹
۸	دوسرا ہامعہ: اِس بیان میں کہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کی ہمت کو قبلہ کون سی تجلی تھی	۲۱
۹	تیسرا ہامعہ: اُن بعض کلموں کی تشریح جو طلسمِ الہی کے بیان میں	۲۵
۱۰	چوتھا ہامعہ: اُس نسبت کے بیان میں جو شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کو رحمتِ الہی کی تقسیم میں ملی تھی	۲۸
۱۱	پانچواں ہامعہ: ہیکل کلیہ کے بیان میں	۳۰
۱۲	چھٹا ہامعہ: حزب البحر کے الہام ہونے والے واقعے کے بیان میں	۳۷
۱۳	ساتواں ہامعہ: دوسرے طرح کے مشخصات کے بیان میں	۳۸
۱۴	آٹھواں ہامعہ: اُن معانی کے اقسام کے سمجھنے کے بیان میں جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں	۴۲

۱۵	نواں ہامعہ: قرآن عظیم کے حروف مقطعات کے معانی کے بیان میں	۴۷
۱۶	دسواں ہامعہ: دعوت ملکیہ کی حقیقت اور اُس کے اجمالی اشارے کے بیان میں	۴۸
۱۷	گیارہواں یامعہ: حزب البحر کے اُن بعض خواص کے بیان میں جو فقیر کو نورِ توفیق سے دریافت ہوئے	۵۱
۱۸	بارہواں ہامعہ: حزب البحر کی اسناد کے بیان میں	۵۴
۱۹	حزب البحر مع ترجمہ وتشریح	۵۶
۲۰	فقرہ نمبر۔ ۱	۵۶
۲۱	فقرہ نمبر۔ ۲	۶۱
۲۲	فقرہ نمبر۔ ۳	۶۹
۲۳	فقرہ نمبر۔ ۴	۷۱
۲۴	فقرہ نمبر۔ ۵	۷۶
۲۵	فقرہ نمبر۔ ۶	۸۱
۲۶	فقرہ نمبر۔ ۷	۸۶
۲۷	فقرہ نمبر۔ ۸	۹۰
۲۸	فقرہ نمبر۔ ۹	۹۴
۲۹	فقرہ نمبر۔ ۱۰	۹۶
۳۰	فقرہ نمبر۔ ۱۱	۹۷
۳۱	فقرہ نمبر۔ ۱۲	۱۰۲
۳۲	فقرہ نمبر۔ ۱۳	۱۰۵

۳۳	فقرہ نمبر۔ ۱۴	۱۰۶
۳۴	فقرہ نمبر۔ ۱۵	۱۰۹
۳۵	فقرہ نمبر۔ ۱۶	۱۱۱
۳۶	فقرہ نمبر۔ ۱۷	۱۱۳
۳۷	فقرہ نمبر۔ ۱۸	۱۱۶
۳۸	فقرہ نمبر۔ ۱۹	۱۱۷
۳۹	حزب البحر کی زکوۃ ادا کرنے کا طریقہ	۱۲۰
۴۰	حزب البحر کے مختلف وظائف مع فوائد وطریقہ	۱۲۰
۴۱	دعائے حزب البحر اور اس کے پڑھنے کا طریقہ	۱۲۶
۴۲	حزب البحر پڑھنے اور اس کی زکوۃ ادا کرنے کے دیگر طریقے	۱۲۹
۴۳	حزب النصر پڑھنے کا طریقہ	۱۳۴
۴۴	دعائے حزب النصر	۱۳۶

پیشِ لفظ

الحمد لله الذی خلق الانسان لیفیض علیه النعم و الصلوة و السلام علی النبی الاطهر الاکرم ۰ امّا بعد!

زیرِ نظر کتاب ''ھوامع'' امام ابو الحسن شاذلیؒ کی مشہور و معروف الہامی دعاء ''حزب البحر'' کی عالمانہ و عارفانہ الہامی شرح ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محدث اعظم حضرت مولانا شاہ ولی اللہ فاروقی دہلویؒ کو حزب البحر پڑھتے وقت الہام فرمایا تھا، شاہ صاحبؒ نے اِس کتاب کو فارسی زبان میں تحریر فرمایا تھا پھر حضرت مولانا عبد الاحد دہلویؒ نے اِس کا اردو ترجمہ کیا لیکن اِس ترجمہ کے بہت سے الفاظ ایسے ہیں جنکا موجودہ دور میں سمجھنا بالخصوص عام لوگوں کے لئے بہت مشکل ہے۔

دادا شیخ قاری محمد اکرم صاحب سہارنپوری اور میرے مربی میرے شیخ مولانا محمد ہارون صاحب قاسمی نعمانی بلندشہری اطال اللہ عمرہما وزاد فیوضہما کے فیوض و دعاؤں کا ممنون و مشکور ہوں کہ اِن دونوں حضرات کی توجہات عالیہ سے اللہ تعالیٰ نے بندۂ عاصی کو اِس ترجمہ کی تسہیل و تصحیح کرنے کی توفیق عطاء فرمائی اور تہہ دل سے شکر گزار ہوں حضرت مولانا پیر حافظ محمد اقبال قریشی مدظالہ العالی کا جن کو اِس وقت اللہ تعالیٰ نے حزب البحر کی ایسی نسبت عطاء فرمائی ہے جو پورے برِّ صغیر میں موصوف کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے اور حضرت والا نے عاجز کو بھی حزب البحر کی اِس عظیم نسبت و اجازت سے سرفراز فرمایا ہے۔

اِس میں متن، ترجمہ اور شرح کو الگ- الگ میں پیش کیا گیا ہے اور حسبِ ضرورت بعض مفید توضیحات بھی شامل کئے گئے ہیں تاکہ قارئین کے لئے سمجھنے میں آسانی ہو، اِس کاوش کا مقصد صرف ترجمہ وتشریح پیش کرنا نہیں ہے بلکہ حزب البحر کے معانی و مطالب کو عام مسلمانوں کے لئے آسان اور قابلِ فہم بنانا ہے تاکہ وہ اِس مبارک دعاء کو شعوری طور پر پڑھ سکیں اور اِس کے روحانی فوائد سے مستفید ہوسکیں، اللہ تعالیٰ اِس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرفِ قبولیت عطاء فرمائے اور اپنے بندوں کے لئے اِسے نافع بنائے اور شارح، مترجم و مسہّل اور پوری امت مسلمہ کے لئے ذریعۂ نجات و مغفرت بنائے۔ آمین یارب العالمین!

نوٹ: بندۂ ناچیز کے علم کے مطابق اِس شرح کی ایک مدت سے طباعت بند ہو چکی تھی اسلئے کوئی دوسرا نسخہ اِس کا میسر نہ ہوسکا اور انٹرنیٹ پر بھی صرف یہی ایک نسخہ موجود ہے اسلئے اِس قارئین کرام سے گزارش ہیکہ مطالعہ کے دوران اگر کوئی لغزش نظر آئے تو از راہِ کرم عاجز کو ضرور اطلاع کریں تاکہ آئندہ طباعت میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

راقم الحروف
العبد قاسم غازی بلندشہری
غفر اللہ لہ

تقریظ

حضرت الحاج قاری محمد اکرم صاحب سہار نپوری مدّظلّہ العالی

خلیفہ ومجاز: حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ وحضرت اقدس مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلویؒ

الحمدلله ربّ العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین امّا بعد!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

اے میرے اللہ! تیرے انعام واحسان اِس قدر ہیں کہ کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں اور تیری حمد وثنا کس طرح بیان کروں تو نے ہمارے اوپر قطب نبوت رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ فگن فرمایا ہے کہ جس کے اثرِ فیضان سے اصحابِ کبار اور آلِ اطہار کو رشد وہدایت کا سرچشمہ بنایا اور اولیاء کرام کو انوار وہدایت سے مالا مال فرمایا اپنے قرب کا وسیلہ ٹھرایا حتی کہ عارف باللہ قطب الارشاد مقبول بارگاہ حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی نوراللہ مرقدہٗ کو شمعِ ہدایت بنا کر ہم نااہلوں کے لئے رہبر ورہنما بنایا آپ کی صحبت بابرکت میں رہ کر ہم نا اہلوں کو کچھ ایسے نایاب تحفے عطاء کئے گئے جو بے مثال ہیں۔

حضرت والا سے احقر کا تعلق مستقل اٹھارہ سال تک رہا اور اُس دور میں حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی نوراللہ مرقدہٗ جیسا عالم ربانی، عامل باعمل اور نیک پارسا شخص اپنی مثال آپ تھا، آپ کے پاس اپنے اکابرین و بزرگانِ دین کے عملیات و روحانیت کا عظیم ذخیرہ عطیات کی صورت میں موجود تھا، انہیں عطیات میں سے ایک ''حزب البحر'' بھی ہے جس کے بارے میں حضرت نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ''حزب البحر دشمن کے لئے ایک ننگی تلوار ہے''۔

یہ عاجز کے پاس ایک بہت بڑی نعمت ہے ایک مرتبہ کا واقعہ ہیکہ جب میں مدرسہ مرادیہ میں پڑھتا تھا تو میرا گزر ایک راستے سے ہوا وہاں ایک صاحب تھے جو حضرت مفتی مظفرحسین صاحبؒ کے تربیت یافتہ تھے اور اپنے زمانے کے صاحب عمل بزرگ تھے میری

اُن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے حزب البحر سنائی اور پڑھائی اِس کے بعد احقر سے فرمایا کہ "قاری صاحب آپ بھی اِس عمل کو کریں"۔

چنانچہ احقر نے اپنے شیخ کی بات مانی اور کئی مرتبہ اُسی طریقے پر جس طرح سے یہ عمل کتاب میں لکھا ہوا ہے اُس کے مطابق اِس عمل کو انجام دیا اور اب مریدین ومتوسلین کے فائدے کے لئے اِس کتاب کو شائع کر دیا گیا ہے، حضرت کی بھی یہی تمنا تھی اور کئی مرتبہ احقر سے بھی فرمایا تھا کہ یہ کتاب مریدین ومتوسلین کے لئے شائع کر دی جائے، یہ ایک ہی نسخہ تھا جسے حضرت نے احقر کو عنایت فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ "اِس کو شائع کرا دینا میری بھی اِس میں شمولیت ہو جائیگی"، لیکن اتنا وقت نہ مل سکا کہ حضرت کی حیاتِ مبارکہ میں اِس کی اشاعت ہو پاتی تاہم اب اِس حکم کی تعمیل کی جا رہی ہے۔

ہر کس وناکس کو یہ عمل فائدہ نہیں دیتا بلکہ صاحب اِجازت وصاحب نسبت لوگ اِس عمل سے حقیقت میں فائدہ اٹھاتے ہیں لہذا مجازین کو چاہئے کہ ہر شخص کو اِس عمل کی اجازت نہ دیں بلکہ جو حضرات صاحب نسبت ہیں یا اصحابِ نسبت سے تعلق رکھتے ہیں انہیں کو اِس عمل کی اجازت دیں تا کہ اِس کا حقیقی فائدہ حاصل ہو سکے نیز جو طریقہ کتاب میں درج ہے اُسی کے مطابق اِس عمل کو انجام دیا جائے۔

نوٹ: احقر نے حضرت مولانا محمد ہارون صاحب بلند شہری کو اِس عمل کی اجازت دی ہے جو ہمارے خلیفہ ومجاز بھی ہیں اور اِس کتاب کی اشاعت بھی انہی کے ذریعے وجود میں آئی ہے جس میں احقر کی بھی شمولیت ہے۔

مولانا محمد ہارون صاحب نے ہمارے پاس حاضر ہو کر اِس عمل کو پڑھا ہے اور اِمسال بھی وہ ماہِ صفر میں اِس عمل کو دوبارہ کرینگے، مولانا محمد ہارون صاحب ایک صاحب نسبت بزرگ ہیں اور ہم نے انہیں حزب البحر پڑھنے اور دوسروں کو بتانے کی اجازت بھی دی ہے۔

فقط والسلام

احقر محمد اکرم غفرلہ

بانی وشیخ ومرشد: خانقاہ عالیہ فیض رحیمیہ، پلکھنی، سہارنپور

بروز۔ بدھ: یکم محرم الحرام ۱۴۴۸ھ مطابق: 17/جون/2026ء

تقریظ

حضرت مولانا محمد ہارون صاحب قاسمی نعمانی بلند شہری دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز: حضرت اقدس مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلّہ العالی

الحمدللہ ربّ العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم. امّابعد!

جناب حضرت مولانا قاری محمد اکرم صاحب مدظلہ نے احقر کو حزب البحر (جس کے مصنف شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ ہیں، متوفی ۱۲۵۸ء اور شارح محدث کبیر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہیں، متوفی ۱۷۶۲ء، اِن دونوں حضرات کے مختصر حالات عزیزم مفتی محمد قاسم صاحب شکارپوری نے قلم بند کردئے ہیں) کی تصحیح، ترتیب، تسہیل اور از سرنو طباعت کا حکم فرمایا لیکن احقر اِن دنوں کافی مشغول رہا جس کی بنا پر یہ کام ٹلتا رہا اور ادھر قاری صاحب کا حکم تاکیداً آتا رہا تو پھر احقر نے قاری صاحب ہی کے مشورے سے یہ کام ہونہار فاضل صالح اور محنتی مرید عزیزم مفتی محمد قاسم صاحب کے حوالہ کیا نیز موصوف کمپوٹر چلانا بھی جانتے ہیں، الحمدللہ عزیز موصوف نے اِس پوری کتاب کی تصحیح، ترتیب، تسہیل اور طباعت کا کام بہت محنت سے کیا۔

مجھے امید ہیکہ یہ تسہیل شدہ حزب البحر قارئین کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی، دعاء ہیکہ اللہ تعالیٰ قاری اکرم صاحب کے سایہ کو امت پر تادیر قائم فرمائے اور عزیز موصوف کو مزید تصنیف و تالیف میں ملکہ پیدا فرمائے اور علم وعمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین

محمد ہارون قاسمی غفرلہ
خادم جامعہ فاروقیہ انوارالعلوم شکارپور، بلندشہر

تقریظ

حضرت مولانا پیر حافظ محمد اقبال قریشی مدّظلّہ العالی
سجادہ نشین: خانقاہ قریشیہ راولپنڈی پاکستان

الحمد للہ و کفٰی و الصلوۃ و السلام علی سید الرُّسل و خاتم الانبیاء و علٰی آلہ الطیبین و ذرّیتہ المبارکین و صحابتہ الاکرمین و ازواجہ امّھات المؤمنین صلوۃً موصولۃً تتردّدُ الی یوم الدین ٭ امّا بعد!

دعاء حزب البحر دنیا کی مقبول ترین طاقتور ترین دعاؤں میں سے ہے حل المشکلات کے لئے اِس کو مجرب مانا جاتا ہے تمام بڑے اللہ کے نیک اولیاء نے اِس دعاء کو اپنا وظیفہ بنایا ،محدث اعظم حضرت مولانا شاہ ولی اللہ فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور اِسی طرح بڑے بڑے اولیاء اِس دعاء کو اپنے عمل میں لائے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اِس کی عالمانہ و عارفانہ شرح لکھی اور اِس کو اپنے وظیفے میں رکھا۔

شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جو مراکش کے رہنے والے تھے اور مراکش کے قریب مشیش نامی ایک گاؤں میں اِن کی پیدائش ہوئی اور وہیں انہوں نے بچپن گزارا اور اِن کے شیخ عبد السلام مشیش رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کے خلیفہ تھے اور وہ جہاد میں شہید ہوئے۔

جب اسپین میں مسلمانوں کے خلاف نصرانیوں نے بہت بڑی جنگ کا آغاز کیا تو اُس مشکل گھڑی میں شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں نبیؑ کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے عطاء کردہ اِس دعا کو اپنا وظیفہ بنایا اور انہوں نے باقاعدہ طور پر اِس کو آگے لوگوں کو سکھایا اور اپنے مرشد عبد السلام مشیش رحمۃ اللہ کی خدمت میں رہ کر آپ نے اسباق طے کئے اور جس غار کے اندر بیٹھ کر شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ باقاعدہ طور پر چلہ کشی کی اور کتابیں لکھیں، ہم اُس غار میں یہاں سے سفر کر کے پہنچیں اور شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گاؤں جو مراکو میں مراکش شہر سے تقریباً 2200 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اللہ کریم نے اپنے خاص

فضل و کرم سے ہمیں پہنچایا۔ **اللھم لک الحمد و لک الشکر ۔**

شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گاؤں میں اُس غار کے اندر جہاں آپ نے وقت گزارا وہاں ہم نے چلہ کیا اور حزب البحر کی اعلیٰ ترین سند سینہ بہ سینہ حاصل کی۔

حضرت مولانا قاسم غازی بلند شہری جو سرزمین ہند سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے ایک بہت اہم کام سرانجام دیا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شرح حزب البحر المسمی بہ ھوامع جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا تھا اِس میں تخریج و تسہیل کا کام کیا ہے اور اِس کو مزید سنوارا اور حزب البحر کو عوام کے لئے پیش کیا چونکہ آج مشکلات کا دور ہے جادو، جنات، بیماریاں، پریشانیاں ہر طرف عام ہیں اور لوگ اِس پریشانی کی گھڑی میں جب اپنی مشکلات کا حل تلاش کرتے ہیں تو حزب البحر سے مضبوط عمل کوئی نہیں ہے۔

چونکہ حزب البحر کی مضبوط اجازت اور سند اِس وقت میں اللہ کے فضل سے ہمارے پاس موجود ہے دنیا کے مقبول ترین اولیاء نے ہمیں اِس کی اجازت دی اور باقاعدہ طور پر شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گاؤں میں بہت ہی کم لوگ پہنچ سکے ہیں اور اللہ نے ہمیں پہنچایا اور اِس کی سند عالی وہاں سے سینہ بہ سینہ ہم نے حاصل کی، الحمد للہ۔

جامع مسجد الشیبی و خانقاہ قریشیہ راولپنڈی پاکستان میں ہر سال ماہ صفر میں حزب البحر کا تین روزہ اعتکاف چلہ کا روحانی، تربیتی و اصلاحی اجتماع ہوتا ہے جس میں پوری دنیا سے سب سے زیادہ تعداد میں افراد شریک ہوتے ہیں اور اِس طرح سے اِس کی اجازت آگے لوگوں میں منتقل کی جاتی ہے اِسی لئے مولانا قاسم غازی بلند شہری حفظہ اللہ نے مجھ سے رابطہ کیا اور اپنی اِس کاوش کو ہمارے سامنے پیش کیا جب اِن کی اِس محنت کو ہم نے دیکھا تو دل باغ باغ ہو گیا اللہ تعالیٰ اِن کی زندگی میں برکت دے اور اِن کے قلم کی طاقت کو مزید مضبوط بنائے کہ انہوں نے بہت اہم کام سرانجام دیا اِن کی اِس محنت کی وجہ سے بہت سی مخلوق خدا تک حزب البحر پہنچے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

میری طرف سے تمام کتاب پڑھنے والوں کو اور حزب البحر کی تلاوت کرنے والوں کو خواہ مرد ہوں یا خواتین دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں اُن کو اجازت حاصل ہے اور میں اُن (حزب البحر پڑھنے والوں) کو اپنے سلسلے میں اجازت بھی دیتا ہوں۔

اور میں اللہ کے حضور دعاء گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا قاسم غازی بلند شہری حفظہ اللہ کی زندگی میں برکت عطاء فرمائے اور اِن کو مزید دین کی محنت کے لئے قبول فرمائے اور اِس کتاب کو جو انہوں نے محنت کی ہے مقبولیت عامہ عطاے فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم!

منجانب: خاکپائے اصحاب واہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محمد اقبال قریشی حفظہ اللہ
خادم خانقاہ قریشیہ راولپنڈی پاکستان
المرقوم: 2026-06-23 (۷/محرم الحرام/ ۱۴۴۸ھ)

مختصر تعارف صاحب حزب البحر

شیخ المشائخ حضرت امام طریقت ابوالحسن شاذلیؒ

ولادت باسعادت اور نام و نسب

آپ کی ولادت ۵۹۳ھ مطابق ۱۱۹۷ء کو بلاد مغرب مراکش کے شمال میں اطلس پہاڑیوں کے نشیبی علاقے کے گاؤں ''غمارہ'' میں ہوئی، وہاں سے آپ نے قصبہ شاذلہ، تیونس کی طرف رہائش اختیار کی اسی نسبت سے آپ شاذلی کہلاتے ہیں۔

آپ کا اسم گرامی علی بن عبداللہ اور کنیت ابوالحسن ہے، آپ کا سلسلۂ نسب گیارہ واسطوں سے امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوتے ہوئے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

تعلیم و تربیت

آپ نے ابتدائی تعلیم اور حفظِ قرآن مجید اپنے قصبے ''غمارہ'' میں حاصل کی پھر شاذلہ میں تحصیلِ علم کیا پھر مزید حصولِ علم کے لئے ''فاس'' کی طرف سفر کیا، یہاں تمام علوم شرعیہ اور فقہ مالکی کی تحصیل فرمائی، پھر آپ عراق تشریف لائے اُس وقت عراق علوم اسلامیہ کا مرکز تھا اور یہاں مختلف شیوخ سے علم حاصل کیا۔

آپؒ قطب الاقطاب شیخ عبدالسلام بن مشیشؒ سے بیعت ہوئے اور مجاہدات اور منازل سلوک طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

وفات حسرت

آپ کا وصال ۲۰؍ ذو القعدہ ۶۵۶ھ، مطابق ۱۸؍ نومبر ۱۲۵۸ء پیر کے دن ۶۳ سال کی عمر میں ہوا، آپ کا مزار وادی ''حمیثرا'' مصر میں ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائیں! درجات بلند فرمائیں! اور قبر کو منور فرمائیں!

آمین یارب العالمین!

مختصر تعارف شارح حزب البحر

محدث اعظم حضرت مولانا شاہ ولی اللہ فاروقی دہلویؒ

ولادت باسعادت اور نام و نسب

آپ کی ولادت عظیم مغل بادشاہ حضرت اورنگ زیب عالم گیرؒ کی وفات سے چار سال پہلے ۱۴/شوال/ ۱۱۱۴ھ بدھ کے دن طلوعِ آفتاب کے وقت قصبہ ''پھلت''، ضلع مظفر نگر، صوبہ اتر پردیش، ملک ہندوستان میں ہوئی۔

آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد شاہ عبد الرحیمؒ کو شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے خواب یا مراقبہ میں ایک نیک صالح لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور یہ وصیت کی کہ جب بچہ پیدا ہو تو اُس کا نام میرے نام پر ''قطب الدین احمد'' رکھنا، مگر جب آپ پیدا ہوئے تو والد صاحب وصیت بھول گئے اور آپ کا نام ولی اللہ رکھ دیا، پھر ایک مدت کے بعد وصیت یاد آئی تو دوبارہ آپ کا نام ''قطب الدین احمد'' رکھ دیا اسلئے آپ کا پورا نام ''ولی اللہ قطب الدین احمد'' ہے تاریخی نام ''عظیم الدین'' کنیت ''ابو عبد العزیز'' اور ''ابو الفیاض'' ہے۔

آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم و تربیت

پانچ سال کی عمر میں آپ نے تعلیم شروع کی اور سات سال کی عمر میں قرآن کریم کی تکمیل فرمائی اور ساتویں سال کے آخر میں فارسی و عربی کے ابتدائی رسائل پڑھنا شروع کئے اور ایک سال میں اُن کو مکمل کر لیا، اِس کے بعد آپ نے صرف و نحو کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور دس سال کی عمر میں نحو کی معرکۃ الآراء کتاب شرح جامی تک پہنچ گئے، اِس کے بعد

علوم عقلیہ ونقلیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پندرہ سال کی عمر میں تمام درسی علوم سے فارغ ہو کر درس وتدریس کا آغاز فرمایا۔

اِس عرصہ میں آپ نے اکثر کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور اُن ہی سے بیعت ہو کر سترہ سال کی عمر میں بیعت وارشاد کی اجازت حاصل کی۔

جب آپ کی عمر تقریباً تیس سال تھی اُس وقت آپ نے فریضہ حج ادا کیا پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور شیخ ابوطاہر کُردی مدنی ؒ سے بخاری شریف سماعت فرمائی اور صحاح ستہ (بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف) مؤطا امام مالک، مسند دارمی اور امام محمد کی کتاب الآثار کے اطراف اُن کے سامنے پڑھے اور بقیہ کتابوں کی اُن سے اجازت حاصل کی پھر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور شیخ وفداللہ مالکی مکی ؒ سے مؤطا امام مالک پڑھی اور شیخ تاج الدین حنفی قلعی مکی ؒ کے درسِ بخاری میں چند دن شرکت کی اور اُن سے صحاح ستہ و دیگر کتابوں کے اطراف سنے اور تمام کتبِ حدیث کی اجازت حاصل کی۔

الغرض حجاز مقدس میں چودہ مہینہ طویل قیام فرمایا اور اِس مدت میں دو حج کئے اور حرمین شریفین کے محدثین عظام سے خاطر خواہ استفادہ کرنے کے بعد چھ مہینہ کا سفر کر کے ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔

وفات حسرت

۲۹ رمحرم الحرام ر ۱۱۷۶ھ مطابق ۲۰ ر اگست ر ۱۷۶۲ء ہفتہ کے دن ظہر کے وقت آپ نے انتقال فرمایا اور اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم ؒ کے مزار سے متصل دہلی کے مشہور قبرستان ''مہندیان'' میں آپ کے جسدِ خاکی کو سپردِ خاک کیا گیا، اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے والدین کی مغفرت فرمائیں! درجات بلند فرمائیں! اور قبروں کو منور فرمائیں۔ آمین یارب العالمین!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ!

فقیر ولی اللہ کہتا ہیکہ یہ چند کلمے ہیں جو میرے دل میں ''حزب البحر'' پڑھتے وقت الہام ہوئے ہیں اور وہ ایک مشہور دعاء ہے جو ''شیخ عالی مرتبہ ابوالحسن شاذلیؒ'' کو الہام ہوئی ہے اور ان کلموں کا میں نے ''**ھَوامِع**'' نام رکھا ہے اسمیں ایک مقدمہ اور ایک مقصد اور ایک خاتمہ ہے، اسمیں کئی نکتے یعنی باریک باتیں ہیں جن کے جان لینے سے ''حزب البحر'' کے معنی بھی سمجھ میں آجاتے ہیں اور عارفوں کے کلام کا سمجھنا بلکل آسان ہو جاتا ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ.

﴿مقدمہ﴾

پہلا ہامعہ:

کمالِ تدبیر کو پہچاننے کے بیان میں ہے

یہاں سے دعاء کے قبول ہونے کا سبب معلوم ہو جاتا ہے اور ''حزب البحر'' اللہ تعالیٰ کی بڑی معرفتوں میں سے ایک مقبول دعاء ہے اسلئے کہ طریق بہت سے ہیں، ایک یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ کے بے پناہ کمالات ہر وقت ہیں جو شمار نہیں کئے جاسکتے مگر اُن کی کُلّیات چار قسموں میں منحصر ہیں: (۱) کمالِ ابداع، (۲) کمالِ خلق، (۳) کمالِ تدبیر، (۴) تدلّی اور اِن چاروں قسموں کی شرح وتفصیل ہماری دیگر کتابوں سے معلوم کرنی چاہئے، یہاں تو ہم صرف علمِ تدبیر کے کچھ راز بیان کرینگے اِس کے بعد بڑے شعبوں میں سے ایک شعبہ تدلّی کا ہے اُسے بیان کریں گے اسلئے کہ یہاں صرف دو چیزوں کو بیان کرنا ہے ایک یہ کہ دعائے حزب البحر کی قبولیت کا سبب کیا ہے دوسرے یہ کہ شیخ ابو الحسن شاذلیؒ کی ہمت کا قبلہ اللہ کی تجلّیوں میں سے کون سی تجلّی تھی۔

جاننا چاہئے کہ جب نفس رحمانی (وہ ابتدائی تجلّی جس کے ذریعے ساری کائنات وجود میں آئی) کاظہور ہوا تو سب سے پہلے اُس میں تجلّیٔ اعظم ظاہر ہوئی اور اُس نے سورج کی کرنوں کی طرح اپنا قہر سب نقطوں میں بھیجا پھر ہر طرف اُسکا غلبہ ہوگیا، اِس کے بعد جو عقل کے رتبے میں پیدا ہوا اُس کا عکس مادّے میں پڑنے لگا اور مادّے میں مختلف قسم کی استعدادوں کی وجہ سے وہ عکس کی صورتیں اپنی تمام قوتوں اور لوازموں کے ساتھ ایک کے بعد ایک ظاہر ہوئیں پھر جب متفرق طبیعتیں علوی وسفلی ہوچکیں تو یہ سب ملکر ایک شخص ہوگیا اور اُس نے مَبدَاء المبادِی سے ایک اور حاجت پیش کی کہ یہ حقائق مُتکَثِّرہ یعنی یہ بہت سی چیزیں وحدتِ ترتیبی کے طور پر واحد ہو کر ایک شخص ہوگیا اور ہوسکتا ہیکہ اب یہ شخص بھی محض خیر سے تشبیہ اختیار کرے اور یہ بھی ممکن ہیکہ اُس تشبیہ یعنی محض خیر سے خلاف ہو جائے اب جودِ مطلق کی ضرورت پڑی اور اُس کو خیرِ محض سے مشابہ کیا اور کسی کو کسی کے مشابہ کرنا بھی اُسی وقت ہوتا ہے جب بعض چیز کو بڑھائے اور بعض کو گھٹائے اور یہ گھٹانے یا بڑھانے کا جو فعل ہے اِس کا نام ''تدبیر'' ہے، اِس فعل کی اصل چونکہ ایک ہے اِس اعتبار سے کہ ایک ہی جگہ سے صادر ہوا ہے اور اِس اعتبار سے کہ اُس کا محل اور قابل بہت ہیں تاکہ اُن میں طرح ۔طرح سے ظہور کرے لہٰذا اصلیں بہت زیادہ ہو جائینگی اِس اعتبار سے کہ قوتِ وجوبیّہ نے عالَم میں تصرُّف کیا پھر تمام حقیقتوں کو قبضے میں لائے اور کسی حقیقت کو خواہ وہ جوہریّہ ہو، عرضیّہ ہو، علویّہ ہو یا سُفلِیّہ ہو کسی کو نہ چھوڑا تاکہ اُس کی تمام قوتیں سیدھی ۔سیدھی کامل ہو جائیں، شریعتِ مطہرہ نے اِس باریک بات کو اِس طرح بیان فرمایا ہے کہ ''تنہا بلا واسطہ قدرتِ وجوبیّہ کے علاوہ کوئی مؤثر حقیقی نہیں ہے'' اور اسباب کے واسطے سے سب کاموں کا ہونا یہ اللہ کی ایک سنت ہے اور یہ بھی ممکن ہیکہ ہر جگہ قدرتِ وجوبیّہ خلافِ عادت ظاہر ہو جائے اور اسباب کی کمی و زیادتی اور اُن سے کاموں کے ہونے نہ ہونے کے طریقے بہت سے ہیں اور اُس کی مختصر تقریر یہ ہیکہ ہم یہ کہیں وہ جس ممکن کو چاہے پیدا کرسکتا ہے تو اِس اعتبار سے تجلّیٔ اعظم بہت سی صفاتوں سے متّصف ہوگئی اور اُس کے بے شمار نام ہوگئے اور اُن بہت سے ناموں میں تین نام بنیادی ہیں ایک ''اللہ'' ہے جو اُس تشخص اور تعیُّن کے طریقے پر جو اُس تجلی کی جہت سے ہوا اور دوسرے ''قادریّہ'' ہے اِس وجہ سے کہ تمام ممکنات پر جو نفسِ رحمانی ہے وہ سب کے سب کوئی صورت اختیار کرلے تو اُس کو یہ قدرت

اور تعیُّن کے طریقے پر جو اُس تجلّی کی جہت سے ہوا اور دوسرے ''قادریّہ'' ہے اِس وجہ سے کہ تمام ممکنات پر جو نفس رحمانی ہے وہ سب کے سب کوئی صورت اختیار کر لے تو اُس کو یہ قدرت حاصل ہے اور تیسرے ''علیم'' ہے اِس اعتبار سے کہ عالَم کی وہ تمام حقیقتیں جو مرتبۂ عقل میں ثابت ہونے والی ہیں اُس تجلّی کے سامنے حاضر ہیں اور حقیقتوں کے پیدا ہونے کے اسباب کی چار کلّیات ہیں ایک ''قوتِ عُنصُریّہ'' اور دوسری ''قوتِ فلکیّہ'' اور تیسرے ''ہیئاتِ مثالیہ'' اور ملاءِ اعلیٰ کی دعائیں اور جو ملاءِ اعلیٰ میں مل جائے اور چوتھی ''طِلسمِ الٰہی (اللہ کا راز) کی ہیئتیں'' اور جو اِن سے متعلق ہو، قصہ مختصر یہ کہ بعض اوقات محض خیر کی مشابہت مختصر ہوتی ہے ، پاکیزہ نفسوں کی دعائیں یہ گروہ اپنی ہمتوں کی کوشش سے کسی مطلوب کو طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مدبِّر (تدبیر کرنے والا) ہونے کی حیثیت سے اِن کی ہمتوں میں قبض و بسط کے ساتھ تصرّف کرتا ہے اور عالَم کو اُس طلب کا تابعدار کرتا ہے۔ **قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَیَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیۡدُھُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ.**

دوسرا لامعہ:

اِس بیان میں ہے کہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کی ہمت کا قبلہ کونسی تجلّی تھی

جب اللہ تعالیٰ نے کمالِ تدبیر کو مدبَّر اور تربیت یافتہ کر لیا تو اُس وقت آسمان اور زمین اور جو کچھ زمین میں ہے سب اندھیری رات کی طرح تاریک تھا پھر حکمتِ الٰہی نے چاہا کہ اِس نقصان (تاریکی) کو دور کرے اور اِس پریشانی کو انتظام سے بدلے تو عالَم میں ایک ایسی تجلّی ظاہر ہوئی جس سے حقیقتِ واجبہ ظاہر ہوگئی پھر اسی نورانی تجلّی نے افلاک اور ملائک اور افضل انسان اِن سب کے نفسوں سے تَجَرُبَت (روحانی بیماریوں) کو نکال دیا اور لباسِ مثال پہنایا اور یہی نورانی تجلّی جو ایک آگ کے مانند تھی اُسکو ایندھن مقرر کیا اسلئے کہ آگ کے لئے ایندھن چاہئے پھر ایک تَجَرُبَت اُس پر پروانے کی طرح گرنے لگا اور آگ کے درمیان پڑنے لگا اور وہاں سے اپنی خودی سے مُبرّا (پاک وصاف) اور ناپید ہونے لگا اور ہمیشہ کی سعادت کا نصیبہ لینے لگا اور اُس کے شعلے کا بھڑکنا دوگنا ہونے لگا اور آگ کی سطح میں

تجرّ بت زمانیت خاصّہ جتنے بھی تھے اُن میں کچھ تمیز نہ تھی سب ایک ہی تھے لیکن ناپید ہونے
کے بعد ایک سفید اور چمکتی ہوئی راکھ اُس تجرّ بت کی آگ کے قریب بیٹھتی جاتی تھی جیسی
تنّور میں کوڑا ڈالتے ہیں تو اکثر آگ اُس کو کھالیتی ہے اور کچھ تنّور کی تہ میں بیٹھ جاتی ہے تو
اُس راکھ کے اجزاء میں تمیز ایک دوسرے سے اِس طرح ظاہر ہوئی کہ سب جدا۔ جدا معلوم
ہونے لگے اِس طرح عالَم کا کارخانہ ہر ایک کے جدا۔ جدا ہونے سے منتظم (انتظام کیا ہوا) ہو
گیا، اصل طینتِ کلّیہ نے جیسے اُس تجلّی کا تقاضہ کیا اِسی طرح اُن امور کا تقاضہ کیا کہ اُن تجرّ بت
کو اپنے اندر کھینچے اور اپنی سطح وحدانی ناپید کرے اور راکھ کے وہ چمکتے ہوئے اجزاء جو آگ کی
تہ میں بیٹھ گئے تھے اُن کو امرِ بسیط کا خادم بنادے تاکہ جو کلّیہ امرِ غیب سے نازل ہوں وہ
اُس نفسوں میں جزئیت کا لباس پہنے اور عالَمِ محسوس میں اِس طرح اثر ڈالیں جیسے کوئی چیز جزئی
کو محسوس کرتی ہے، "**ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ**" یعنی اللہ عزیز و علیم اُس جماعت سے
اندازہ کرتا ہے جو ایسے ہیں کہ امورِ کلّیہ غیب سے نازل ہوئے اور انواعِ حیوان کا ٹھکانا بن
گئے وہ "حاملانِ عرش" (عرش کا اٹھانے والے فرشتے) ہیں جو اُن سے کم ہیں اور کسی قدر اُن
امور کا اٹھایا ہے وہ "حافّین حول العرش" ہیں (وہ فرشتے جو عرش کے ارد گرد گھومتے ہیں) اور
اِن کے علاوہ بہت سارے نفوس ہیں جو اصل فطرت ہیں وہ حافّین حول العرش کے مشابہ ہو
گئے ہیں مگر سعادت نے اُن کو وہاں تک نہیں پہونچایا کہ وہ آگ میں جا کر ناپید ہو جائیں اور
پروانے کی طرح اُس میں جا پڑیں بلکہ اُن کی مثال ایسی ہے جیسے عاشق اپنے معشوق کو دور
سے گھورے تو یہ تجلّیٔ اعظم میں کس قدر غائب ہو کر حیران و پریشان ہوں، یہ گروہ ایسا ہے جیسا کہ
آگ کے قریب کی ہوا روشن ہوتی ہے اور جو آگ کے قریب ہوتا ہے وہ آگ سے اُسے
الگ جانتا ہے اور جو شخص آگ سے اِس طرح دور ہو کہ اُس کے اور آگ کے درمیان ظلمت
ہو وہ اُس روشن ہوا اور اُس آگ کے جوہر کے مل جانے کی وجہ سے جس قدر ضعیف جانتا ہے
تو اُس کی نظر میں کچھ تو اتّحاد معلوم ہوتا ہے اور کچھ بیگانگی اور جدائی یا جیسے آفتاب کی شعاع سے
ہوا روشن ہوتی ہے وہ اسی طرح اپنے مقام میں مضبوطی سے کھڑے ہیں اور اُن سے کم رتبے
کے اور بہت سے لوگ ہیں جن کی مثال اُن ڈھانچوں اور گمان کی سی ہے جو حقائق اور اسرار
سے خالی ہوں اور یہ گروہ اُس ہوا کے مانند ہے جو سورج کی روشنی کا عکس پڑنے کی وجہ سے

اپنے۔اپنے مرتبے کے بقدر نورانی ہوجاتی ہے اور جیسے ایک شہد کا گھڑا ہے کہ اُس میں سے کچھ شہد رِستا ہے جس پر مکھیاں آجاتی ہیں لہذا یہ گروہ بھی سعادت رکھتے ہیں اور اِن گروہوں کا نام ''عِلیُو ن'' ہے اور جس جگہ اِن علیون کا سایہ پڑ جائے بس وہی جنت ہے خواہ وہ جگہ زمین پر ہو یا عالمِ مثال میں ہو یا کہیں اور ہو اور علیین کے مقام پر اِس قدر رحمت و رضا اور سرور و خوشی اور اطمینان برستا ہے کہ انسان میں اُس کو بیان کرنے کی طاقت نہیں ہے اور جہاں اُس مقامِ علیین کا سایہ پڑا وہاں اُس مقام نے وہ رحمت و رضا اور سرور و خوشی بھیج دی جیسے اُس جنّت کے اچھے۔اچھے اعمال اور رفیق اسلئے کہ جب جنّت اپنی اصل صورتِ نوعیہ کی طرف رجوع کرتی ہے تو اُس وقت اُس کی آنکھ، کان اور زبان وغیرہ سب ہوتے ہیں اور ہر عضو ایک قوّتِ لذت بھی رکھتا ہے اور رحمت و سرور کا تقاضہ یہ ہیکہ ہر رحمت کا ایک قبلہ ہوتا ہے کہ اُس کی طرف متوجہ ہونے سے وہ رحمت و سرور کامل و مکمل ہو جائے جیسا کہ اولیاء اللہ کو کشف سے اِس بات کا علم ہوا ہے، اِس عالم میں ہمیشہ ایسے بہت سے افراد پیدا ہوتے ہیں کہ جب بھی اُن میں سے کوئی بھی ایک مرجاتا ہے تو فوراً اُس کی جگہ ویسا ہی کوئی فرد پیدا ہو جاتا ہے ایسے افراد ''ابدال واخیار'' کہلاتے ہیں عالَم کا نظام انہیں حضرات سے متعلق رہتا ہے، اِسی طرح طلسمِ الٰہی میں بہت سے درجات ہیں اور ہر درجے میں ایک جماعت کا ہر وقت موجود ہونا ضروری ہے اور جس وقت جُودِ الٰہی (اللہ کی صفتِ عطاء) کسی فرد کو اُس مقام سے بلند کرے اور اُس کو نورِ اعظم میں ناپید ہونے سے مشرف فرمائے تو ضروری ہیکہ اُس فرد کی جگہ کوئی دوسرا قائم ہوتا کہ وہ مرتبہ خالی نہ رہ جائے جیسے ایک ایسی چھت جو چار ستونوں پر قائم ہو اور ایک شخص اُن ستونوں کو نکال لے اور اُن کی جگہ دوسرے ستون لگا دے، بعض حکیموں کا کہنا ہیکہ اہلِ زمین میں بعضے ایسے پروانوں کو اِس طور پر کہ فلاں بن فلاں ہے بھول ہی جاتے ہیں حالانکہ تدبیرِ غیب میں وہ اقامت کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں تو اُن کے اوصافِ کاملہ میں سے کسی وصف کے موافق نام رکھ لیتے ہیں جیسے: جبرئیل، اسرافیل وغیرہ تو اُن کا یہ فقرہ فقیرؔ کے نزدیک مسلّم نہیں ہے لیکن اِس کا منشاء اور ماٰخذ فقیرؔ کے نزدیک مسلّم ہے غرض یہ تجلّی حقائق وجوبیہ کے طریقے پر ہے اور تجلیات الٰہیہ اور طلسمِ حکمتِ رحمانیہ کا اجمال ہے اگر یہ تجلّی نہ ہوتی تو ارادۂ مُتجدِّد ظاہر نہ ہوتا اور طبیعت کے مشابہ ہو جاتا یعنی ایک ہی حال پر رہتا اور اللہ جلَّ شانہٗ کسی فرد سے دریافت

نہیں ہوتا اسلئے کہ ہر انسان کا ادراک اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو صورتِ خیالیّہ اور وہمیّہ سے اِس طور پر خالی ہیکہ کہ اجمال کی شرح کو وہ ٹھیک ٹھیک قائم نہیں کرسکتا اور اُس صورتِ خیالیّہ کو ایک پشت پناہ چاہئے اور امام کی صورتِ خیالیّہ اور وہمیّہ کا پشت پناہ اُن تجلّیات کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور اگر یہ نفوس اور داعیۂ کلیّہ یعنی مقتضیاتِ کلیّہ نہ ہوتے تو بطورِ بدل رسولوں کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا اور شریعتوں کا قائم کرنا اور فرعونوں یعنی شریعت نہ ماننے والے متکبّروں کا ہلاک کرنا ہوتا اور اگر یہ نفوس تجلّیٔ الٰہی کی طرف نہ کھینچے جاتے تو حشر کے دن سوال و جواب اور حساب و عذاب ظاہر نہ ہوتا اور اگر یہ اطمینان و سرورِ علّیین میں نہ ہوتا تو اہلِ جنّت کے لئے عالَمِ جنّت میں طرح طرح کی نعمتیں نہ ہوتیں اور ہر تجلّیٔ الٰہی اِس اعتبار سے کہ اُس سے حقیقت واجبہ ظاہر ہو تو ہر شخص کی نظر میں تجلّیٔ الٰہی ہے اُس کے واسطے اُس کے حق میں اُس کی تعریفیں ہیں اور جو حقیقتِ مُمثّلہ ہے جس سے کشفِ ذات ہوتا ہے وہ عرشِ رحمٰن ہے اُس کے حق میں واجب کے واسطے اُس کے اعتبار کی رُو سے، بس یہی عرشِ مثال کی حقیقت ہے جس پر رحمٰن مستوی ہے یہاں جاننا چاہئے کو مادّے سے مُجرَّد ہے اُس کو مقابلے کے طریقے پر بعض رنگ اور شکل کی طرف راہ حاصل ہے نہ کہ اُس سے مُتَّصِف اور مشتبہ ہونے کے طریقے پر یعنی وہ عالَمِ تجرُّد میں رحمت کے جاری ہونے کی تقسیم میں ایسی جگہ واقع ہوا ہے کہ رنگ و شکلیں اور آوازیں عالَمِ محسوس میں اُس جگہ واقع ہوئی ہیں اور اِن کو پہلے حکماء کی اصطلاح میں صَنم (وہ تجلیاتِ صفاتی جو سالک کے دل میں نازل ہوتی ہیں) و اُقنُوم (ہر چیز کی اصل و بنیاد) کہتے ہیں، محسوس اُس مجرّد کا صنم ہے اور مجرّد محسوس اُس اقنوم کا ہے اور شریعت میں اُسے عرش اور اِستوا علی العرش کہتے ہیں اور اُس کی دو مثالیں ہیں: ۱۔ اعداء (دشمنوں) کی ترتیب موتیوں کی لڑی کے ساتھ، ۲۔ درخت کی مکمل صورت اگنے سے لیکر درخت بننے تک اور شکل کے ساتھ، اِن مثالوں کو ذہن میں لا، کاغذ پر درخت کی جو صورت لکھی ہوئی ہے وہ ضرور اُس صورتِ نباتیّہ مجرّد کی تفسیر کررہی ہے خلاصۂ کلام یہ ہیکہ کی نیت کا قبلہ یہی تجلّی ہے وہ اُسے دیکھتا ہے اور بڑی گہرائی سے اُس میں غور کرتا ہے اور اِس معاملے میں اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اُس سے سوال کرتا ہے اور اُس سے اِلتجا کرتا ہے۔

تیسرا ہامعہ:

اُن بعض کلموں کی تشریح ہے جو طِلسمِ الٰہی کے بیان میں ہیں

یہ کلمے وقت کی گنجائش کے اعتبار سے ضرورت کے وقت کہے جاتے ہیں اور میرِ عقل کی وجہ سے معانئِ الٰہی میں اِس مقابل سے ظاہر ہوتا ہے اور اہلِ ملّت کے مخالف قولوں کی تطبیق کے اجمال کی وجہ یہاں ظاہر ہوتی ہے اور مبدا میں طِلسمِ الٰہی کے صادر ہونے کی وجہ یہاں مقرر کی جاتی ہے، جن لوگوں کو نفسِ ناطقہ (عقل وشعور رکھنے والی روح) کو طبیعت کی پردوں سے رہائی ملی اگرچہ کسی بھی وجہ سے ملی ہو پھر وہ غیب کی طرف متوجہ ہوئے انہوں حقیقۃ الحقائق کے کچھ کمالات معلوم کر لئے اور کچھ سے غافل رہے اسلئے کہ انسان کے بس میں نہیں کہ وہ اِن سب کمالات کو معلوم کر سکے ہر ایک اپنی ذاتی استعداد کے مطابق اللہ کی تجلّیوں میں سے کسی تجلّی کی اور اُس کے کمالاتِ وُجوبیّہ میں سے کسی کمال کی طرف متوجہ ہوا پھر وہی تجلّی اُس کی ہمت کا قبلہ بن گئی پھر اُس نے جو کہا اُسی تجلّی سے کہا اور جس کی طرف اشارہ کیا وہ بھی وہی تجلّی تھی چنانچہ ایک جماعت تو اللہ کے کمالِ اِبداع کی طرف متوجہ ہوئی تو اُس نے نفسِ کلّیہ کو دیکھا کہ وہ بہت سی جگہ میں ظاہر ہوا جیسے: دریا اور اُسکی موجیں کہ اُس کے باطن سے وحدتِ وجودی (وجود دینے والے کا تنہا ہونا) کا ترانہ جوش مارتا ہے اور ایک جماعت اللہ کے کمالِ خَلق کے میدان میں بہت دور چلی گئی اور ہر صورتِ نوعیّہ کو دیکھا کہ اپنے۔اپنے لوازم کا تقاضہ کر رہی ہے کیا صورتِ عرضیّہ و جوہریّہ اور کیا اَجرامِ فلکیّہ اور کیا اجسامِ عُنصریّہ تو یہ لوگ حکمتِ طیّبہ کی باریکیوں میں پڑ گئے جس کے نتیجے میں علمِ نجوم وطلسم اُن کے دل میں ظاہر ہوا اور ایک جماعت نے کمالِ تدبیر میں غور کیا تو عالَم کو تدبیرِ وجدانی میں وابستہ پایا اور دیکھا کہ اُس تدبیر نے صورتِ نوعیہ کو بلکل گھیرا ہوا ہے اور قبض و بسط (تنگی و کشادگی) سے اُن میں تصرّف کر رکھا ہے اور اَجرامِ عُلوِیّہ کو مطلق العنان (بے لگام) چھوڑ رکھا ہے کہ اُس کے احکام اُس کی وجہ پر موالید (جمادات، نبادات اور حیوانات) میں ظاہر ہوں اور نہ اجسام کو چھوڑ رکھا ہے کہ اُن کے مقتضیٰ اپنی وجہ پر سیدھے۔سیدھے ظاہر ہوں اور ماضی بعید میں دیکھا گیا کہ ہر نجومی اور طبیب کی پیشانی پر لکھا ہوتا تھا "حَفَظْتَ شَيْئاً وَ غَابَتْ عَلَيْكَ الشَّيْءَ" اُس سے بھی بلندی

پر گئی اور مدبّر کی حقیقت کو ثابت کیا اور ایک کو **مُدَبِّرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ** کی جماعت نے بنا اُن کی کوشش وفکر کے تجلّیِ اعظم سے آگاہ کر دیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی کے وجود کو ثابت کیا ہے اور جس کے وہ قائل ہوئے ہیں یعنی تمام رسولوں پر، تمام شریعتوں پر اور مرنے کے بعد اللہ ربّ العزت کے دیدار ہونے پر ایمان لانا یہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا راستہ ہے اور یہ سب فطرتی ہے کہ اللہ ربّ العزت نے انسان کی طبیعت میں اُس کو پیدا کیا ہے اور اِس کا مکلف بنایا ہے، اگر مراتبِ اُولیٰ یعنی کمالِ اِبداع، کمالِ خلق اور کمالِ تدبیر اُس شخص کو معلوم ہوں اور اُس مقام یعنی تجلّیِ اعظم کی بحثوں میں غور کرے تو اُس کو مبارک اور خوش خبری ہو اور اگر مراتبِ اُولیٰ نظر میں نہ ہوں تو یہ ''جہل بسیط'' ہے **اَلْجَهْلُ الْبَسِيطُ اَقْرَبُ لِلْخَلَاصِ مِنَ الْجَهْلِ الْمُرَكَّبِ** یعنی جہل بسیط رہائی کے لئے جہل مرکّب سے بہت زیادہ قریب ہے کہ جہل مرکّب نہایت ہی بُرا ہے۔

سب شریعتوں میں سب سے زیادہ کامل شریعتِ محمدیہ نے تدلّی کی بحث کو شریعت کا ظاہر بنایا ہے کہ اُس پر مؤاخذہ جاری ہے اور تدبیر کی بحث کو شریعت کا باطن بنایا ہے یعنی جو اُس کے لائق ہیں اُن کو ظاہر کیا ہے اور کمالِ اِبداع وکمالِ خلق سے سکوت کیا ہے اسلئے کہ خلقت کی مصلحت اِسی میں ہے اور عالَم کو یہ ارشاد اچھی طرح سے کمال کو پہونچے کہ یہ ہی ہمارے اشارے کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جو ہم نے کہا ہے کہ شیخ کی ہمت کا قبلہ کون سی تجلّی ہے اور یہاں سے دونوں فریقوں کے مطابق ہونے کی وجہ ظاہر ہوگئی جس میں وہ آپس میں جھگڑتے ہیں اور وہ جھگڑا یہ ہیکہ ایک فریق کہتا ہے کہ اختیارِ فعل اور فعل کا پیدا کرنا اللہ کے اختیار میں ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا خود ہی خالق ہے، پہلے فریق نے صاحبِ شریعت کے اشارہ کرنے سے محنتِ تدبیر سے آگاہ ہوکر **مُدَبِّرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ** کا قہر اور غلبہ تمام مخلوقات پر جانا اور دوسرے فریق نے صاحبِ شریعت کی صراحت کرنے سے اسبابِ ذاتی کے ذریعے ٹھہرا رہا جیسا کہ رعایا اپنے عقل واختیار میں مستقل ہوتی ہے پھر بادشاہ اُس کو اپنے احکامات کا مکلف بنا دیتا ہے وضعِ الٰہی خلقت کی حقیقت سے جوش مار رہی ہے اُس کی ذات کے حوالے کیا جس طرح تدبیر وجود کی بحث میں صورتِ نوعیّہ وماہیّہ اور اُن کے لوازم مدبّر قابل ظرف گنے جاتے ہیں جیسا کہ حکمتِ خلق میں تعدّد موجودات میں برقرار رکھا

جاتا ہے بعد اِس کے کہ غلبۂ اِبداع نے سب لپیٹ دیا ہے اور یہ کہنے کی گنجائش ہیکہ ”اُس کا یا میرا یا تیرا کچھ نہیں“ ، ”ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دادر“ یعنی ہر بات کے کہنے کا ایک (مناسب) وقت ہونا چاہئے اور نکتے کو اُس کے (مناسب) مقام پر رکھنا چاہئے اور جو ہم نے کہا ہے کہ ”حکمتِ الٰہی اُس تدلّی کی مقتضی ہوئی“ اِس سے دو چیزیں مراد ہیں ایک تو مِنۡ حَيۡثُ جَمِيۡعِ الۡمَبۡدَاءِ یعنی مبداءِ کُل نے جو ممکن کی وضع پر پورا کمال کیا ہے اُس نکتے کو بھی خالی نہ چھوڑا کہ ایسے فرد کا لباس پہن کر جو عالَم کے سب افراد سے بہت کامل ہو شاہانہ تصرّف فرمائے تمہارے خیال میں یہ نہ آئے کہ وہ فرد جو ظہور کی جگہ ہو سکے وہ زید و عمرو ہے، نہیں ہرگز نہیں اللہ کی قسم وہ ایسا فرد ہونا چاہئے کہ جس کا حکم تمام ممکنات میں جاری ہو، ہر۔ہر ممکن اُس کے سامنے حاضر ہو اور ہر شئی کی جدا۔جدا ملکوت ایک ساتھ اُس کی نظر میں ہم شکل ہو اور سب کامل صفتوں سے حقیقت میں متّصف ہو۔

اُس کی فردیّت اور شخصیّت اِس قدر ہیکہ حدوث و امکان کے بعضے احکام میں اُسے جلوہ افروز کیا ہے اور وجوب و امکان کی دو قوسین آپس میں مل گئی ہوں اور حقیقتِ جامعہ کی یہ صفت اِس کے علاوہ ہے کسی اور میں نہیں ہو سکتی، ہاں اِس حقیقتِ جامعہ کے عکس اور آئینے بہت ہیں جنہوں نے مادّے کی استعداد کے بقدر طرح۔طرح سے ظہور کیا ہے اور اِس حقیقتِ جامعہ کا نام شیخ ابن العربیؒ کے نزدیک ”حقیقتِ محمدیہ“ ہے اور اِس فقیر کے نزدیک ”تدلّیٔ کُل“ ہے سو ایک تو اِس طرح ہوئی اور دوسری مِنۡ حَيۡثُ التَّدۡبِيۡرِ ہے جو عالَمِ غیر حقیقی سے تشبیہ پیدا کرے جیسا کہ تدلّی کے حکموں کی قسموں میں ہم نے بیان کیا ہے۔

یہاں جاننا چاہئے کہ جب تجلّیٔ صُورِی کسی کے خیال میں ظاہر ہو یا تجلّیٔ معنوی کسی کے وہم میں آئے تو یہ اِسی تجلّی کا نمونہ ہے اور آخرت میں جس جگہ تجلّی ہوگی وہ ایسے طِلسم کا سایہ ہوگا اور یہ جو ہم نے کہا تجربت پروانے کی طرح ناپید ہو جاتے اُس سے ہماری غرض یہ ہیکہ انا کا علمِ مطلق انا سے بدل جاتا ہے ایسے غَیبت ہوتی ہے جس میں ہوش نہیں آتا اور ایسی غفلت جس میں ہوشیاری نہیں بلکہ اُن کے جوہر کا مُنقلب ہونا ایسی حقیقت سے ہے کہ جو ہر عرش ہو سکے اور یہ جو ہم نے کہا شعلہ زنی اور آگ کا بھڑکنا دوگُنا ہو جاتا ہے اِس بات کا اشارہ ہے کہ ایک حقیقتِ بسیط طرح۔طرح کے مختلف رنگ دکھلاتی ہے اور غیب الغیب میں اُس کے لئے

کمال ہے اور یہ حقیقت اُس کی شرح کرتی ہے۔

چوتھا لامعہ:

اُس نسبت کے بیان میں جو شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کو رحمتِ الٰہی کی تقسیم میں ملی تھی

وہ عبارت اِلتجا سے ہے اور کلام اللہ میں ''وَیُحِبُّوْنَہٗ'' سے پہلے ''یُحِبُّھُمْ'' کیوں ہے اُسکا راز یہاں ظاہر ہوتا ہے حضراتِ صوفیہؒ کے اقوال کی مطابقت اِس میں ہے کہ درویشی کیا ہے یہاں ظاہر ہوتی ہے اور شہود کے اشکال کا حل حرکتِ ارادیہ سے پہلے مراد کی معرفت ہے اسی وجہ سے جو معتبر ہو وہ اِس مقالے سے ہوتا ہے، سالک جانتا ہیکہ مصلحتِ کلیّہ نے چاہا کہ پاکیزہ نفسوں کے گروہ پروانے کی طرح نورِعرش سے ناپید ہوں اِسی وجہ سے نورِعرش کی روشنی کمال کو پہونچی اور ارادۂ کلیّہ کے خادم کو اللہ اور اُس کی مخلوق کے درمیان واسطے ہیں ظہور میں آئیں اور اُن نفسوں میں کیفیات کا بدلنا جاری رہے چھت کے ستونوں کے بدلنے کی طرح تو اُن نفسوں کا حال اُن لکڑیوں کے حال سے جو آگ بھڑکانے کے لئے ہوتی ہیں اِسی طرح وہ تیل جو چراغ روشن کرنے کے لئے ہوتا ہے اور ہر نفس اِس قابل نہ تھا جو اِس دولت کو حاصل کرسکے بلکہ اِس کے لئے ایسا نفس چاہئے جو نہایت پاکیزہ ہوتا کہ وہ اِس دولت کو حاصل کرنے کے لائق ہوسکے، اِسی طرح ہیئتوں اور احوال کے اُس کی استعداد نہ تھی بلکہ صرف چند ہیئتیں اور احوال ہی اِس مقام کے لائق ہیں اِس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ اُن نفسوں کی پہلے تربیت کرتا ہے اور ایک حالت سے دوسری اُس سے اچھی حالت میں پہنچا دیتا ہے جیسے پانی کو دیگ میں جوش مارنے سے وہ ناپید ہوجاتا ہے اور ہوا میں بدل جاتا ہے تو جس وقت پانی سخت برف تھا برف سے خالص پانی بننے تک بہت سے مرحلوں سے گزرا ہے اِسی طرح نفس جب اُس کا تزکیہ نہیں ہوا تھا وہ پہلے سطحِ عرش میں ناپید ہوا پھر وہ اپنی انانیت کو بھول گیا اِس درمیان نفس بھی بہت سے مرحلوں سے گزرا جو شمار نہیں کئے جاسکتے اور اِن میں سے بہت سے مرحلے تو ایسے ہیں جن کا نفس کو بھی علم نہیں تھا اور اُن نفسوں میں سلوک کا ارادہ بھی متمثّل نہیں ہوا تھا اور بعضے مرحلے ایسے تھے کہ اُن نفسوں کی ظاہری تبدیلی میں ارادۂ شیخ کا دخل

تھا اور معنیٔ علم کو جدا۔ جدا رکھا تھا جیسا کہ تم نے جان لیا ہوگا کہ نفسوں میں ہر جگہ ایک علم کی جستجو ہوتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہیکہ اصلاح کے ارادے سے درجہ بدرجہ چڑھنے کا نام ''سلوک'' ہے اور اِن حالاتِ مختلفہ کا نام ''نسبت'' ہے اور ایک حالت کا نام ''عشق'' ہے، ایک حالت کا نام ''استغراق'' ہے جو کہ اللہ کی یاد میں ہوتا ہے، ایک حالت کا نام ''اِلتجاء وصدقِ اِنقیاد'' ہے، ایک حالت کا نام ''تخلّق باخلاق اللہ'' ہے (اللہ والے اخلاق کے ساتھ متصف ہونا) اور یہ سب لقب اگرچہ امرِ جامع میں برابر ہیں مگر ہر ایک معنی بذاتِ خود ایسے ہیں جو دوسرے میں نہیں پائے جاتے۔

جب ازل میں ہر ایک کا نصیب مقرر کیا گیا تو یہ نسبتیں بھی مصلحتِ کلیہ کی وجہ سے تقسیم کر دی گئیں تھیں اور یہ بیان بہت طویل ہے، قصہ مختصر یہ ہیکہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کی نسبت ''اِلتجاء کی نسبت'' ہے اور غرض اِس اِلتجا سے ایک ایسی حالت ہے جیسے شبنم کے وہ قطرے جو طلوعِ آفتاب ہونے کے بعد پھٹ جاتے ہیں اور اُس کی بوند۔ بوند مر جاتی ہے اِس حالت کا اگر شبنم کو علم ہو جاتا تو یہ ناپید ہونا اُس کے علم میں ایک صورت کو ظاہر کرتا اور وہ اپنی طاقت سے آزاد ہونے کی کوشش کرتا حالانکہ وہ اپنے کمالِ تعظیم سے اپنے آپ میں گھل جاتا ہے اور اُس کو دیکھنے کی تاب نہ لانے کی وجہ سے بیہوشی کی سی حالت میں ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اپنے سے نظر پوشی کرنے اور اگر کوئی حرکت کرنے والا اُس میں باہر سے کوئی خواہش ڈالے تو وہ ایسے شخص کی مانند ہے جو چلتے۔ چلتے تھک جائے اور اپنے میں چلنے کی قوت نہ دیکھے اور چلنے سے محتاج ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو عاجز محسوس کرنے لگے بس اِسی کیفیت (اپنے اندر عجز و انکساری) کا پیدا ہونا ہی نسبتِ اِلتجا کا کمال ہے، اور چونکہ انسان اِس نسبت کو ہمیشہ باقی رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اکثر اوقات اِس میں تجلّی ہو جاتی ہے اور اِلتجا کے بدلے اُس کا نمونہ اختیار کرتے ہیں اور وہ نمونہ یہ ہیکہ سوال میں الحاح و زاری اور ایسی چیز کا طلب کرنا جس میں دنیا و آخرت کی بہتری ہو، جس طرح جونک آدمی کے جسم میں اپنا منھ لگا دیتی ہے اسی طرح اللہ کی رحمت بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتی ہے جس کو وہ اپنے اندر داخل کرتا ہے پھر وہ ایسا انسان ہو جاتا ہے گویا کہ طلب و اِلحاح کے سوا اُس کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہیکہ یہاں کچھ طلبِ دہشت نہیں ہے اور مراد کی صورت صرف دل کو غیر اللہ سے پاک کرنا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہیکہ یہ نسبت سب نسبتوں پر فائق ہے اِس وجہ سے کہ اِس کو تجلّیٔ اعظم سے قرب حاصل ہے اگرچہ ہر نسبت کو دوسری نسبتوں پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

احادیث کی کتابوں میں جو کتاب الدعوات محدثین نقل کرتے ہیں اُن دعاؤں کی حقیقت اور اُن کی اِلحاح وزاری کی کیفیت کو صرف وہی سمجھ سکتا ہے جو نسبتِ التجا کے ساتھ صاحب نسبت ہوا ہو۔

لہذا یہ بات جان لی گئی کہ ولایت کی حقیقت ایک ایسی کشش ہے جو تدلّیٔ اعظم کے درمیان سے مصلحتِ کلیہ کے واسطے سے تمام انسانوں کی نسبت جوش مارتی ہے اور اُن میں پاکیزگی پیدا کرتی ہے۔

کلام اللہ میں **يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ** پر مقدم ہے اور اولیاء اللہ میں سے ہر ایک اُن نسبتوں کو بیان کرتا ہے جو اُن کو حاصل ہوئی ہیں۔

بس ولایت تصوف اور درویشی کی یہی حقیقت ہے اور یہ سب بیان ایک طرف ہے کہ ولایت کی حقیقت کے لوازم کا کچھ کہنا ولایت کا جزء نہیں ہے وہاں حرکت طبع مقدم ہے جیسے خاک کا نیچے کو اور آگ کا اوپر ہونا اور مراد کا تصور وجودِ قوتِ علمیہ کی ضرورت سے ہے اِس لئے کہ جہاں قوتِ علمیہ ہے وہاں حال کا سایہ بھی ضرور ہوگا۔

پانچواں ہامعہ:
ہیکل کلیہ کے بیان میں ہے

حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث وہ ہیں جو کاملین کے نفوس میں نسبت اِلتجا کو پیدا کرتے ہیں اور وہ قطب الارشاد ہیں اور یہاں سے ظاہر ہوتا ہیکہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کو حزب البحر کا الہام اُن کی روحانی معراجوں میں سے ایک معراج ہے اور جو الہام جزئیہ ہیں وہ اُن میں سے نہیں ہیں۔

یہاں خوب معلوم ہوتا ہیں بہت سی دعاؤں اور تصرفات کے راز جو نبیؐ اکرم ﷺ کی زبان مبارک پر مختلف حالات و اوقات میں جاری ہوئے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو جس نے نسبت اِلتجا میں تربیت پائی ہو مخلوق کی رہنمائی کرنے کے لئے مقرر کرتا ہے اور پھر لوگ اُس کی بات قبول و رد کرنے میں مختلف معاملے کرتے ہیں اور بشری حاجتیں و طبعی ضروریات اُسے ہر طرف سے گھیر لیتی ہیں ایسے وقت میں اُس کو ہر حال کی نسبت ایک خاص التجا ہوتی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اِس کا مطلب ہیکہ وہ اپنی کمال نسبت میں از خود آہستہ چل رہا ہے اور اگر از خود رفتہ کو حاجت سے کیا ہوا کام ہو تو ہم حاجتوں کا کلیہ بیان کرتے ہیں:

اُن حاجتوں میں سے ایک تو طلب عصمت ہے اور اِس کے معنی یہ ہیں کہ اُس کو جو بصیرت حاصل ہوئی ہے اُس بصیرت سے وہ جانتا ہیکہ اُس کی پاک روح کو چرند و پرند کی طاقتوں کے درمیان کسی مصلحت کے واسطے قید خانے میں قید کیا ہے اور اِس قید میں خطروں و خواہشوں کے تیر و سپر ہر طرف سے پھینکے جاتے ہیں اور ان تیروں کی بارش میں عاجز و بیچارہ ہو کر رب کریم سے التجا کرتا ہے اور اپنی طاقت سے قطع نظر کرتے ہوئے دربارِ الٰہی میں ہاتھ پھیلا کر عرض کرتا ہے: **نَسْئَلُکَ الْعِصْمَةَ فِی الْحَرَکَاتِ وَالسَّکَنَاتِ الخ ∘**

اور اُن حاجتوں میں سے ایک طلبِ کرامت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ملاء اعلیٰ کی ہمتیں سورج کی کرنوں کی مانند اُس عارف کے نفس کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں اور موقع بموقع اُس کے دل میں اِس طرح الہام کرتے ہیں جس سے اُسے لوگوں کے دلوں کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور سچی فراست عطاء ہو جاتی ہے اور اُس کے رفیقوں کے دلوں میں اُس کی نسبت بہت لطیف الہام کرتے ہیں یا عالم مثال میں اُسے مختلف چیزیں دکھاتے ہیں پھر جب عالَم شہادت اور عالَمِ مثال آپس میں مل جاتے ہیں تو اُس میں بہت سی خلاف ِعادت چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن خود کسی کو نظر نہیں آتی اور اُس کے چلنے سے کسی بھی ظاہری سبب کا عوام کو علم نہیں ہوتا بلکل اِسی طرح ملاء اعلیٰ کا الہام اور عالَمِ مِثال کے مشاہدات ہیں جو خود تو دکھائی نہیں دیتے لیکن ہوتے ہیں اور نفع پہنچاتے ہیں اور اِس کے آثار بھی عالم میں ظاہر ہیں لہٰذا پھر یہ عارف قبلہ رو ہو کر گڑگڑا کر اللہ سے سوال کرتا ہے: **وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رِیْحًا طَیِّبَةً الخ ∘**

اور اُن حاجتوں میں سے ایک وہ ہے جو علومِ الٰہیہ طلب کرنے اور اچھے مقام مانگنے میں مشغول رہتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے "قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" قوت عقلیہ علمیہ کی بدولت وہ عارف سب سے زیادہ سخی ذات (اللہ رب العزت) سے بھوکے کی طرح رزق مانگتا ہے اور اُس کی گفتگو اُس کی طلبِ حال کو ظاہر کرتی ہے لیکن ظاہراً سوال کرنے سے انکار کرکے اُس آیت کی تلاوت کرتا ہے جو نبیٔ پاک ﷺ پر پردۂ غیب سے اسماء وصفات کے اہم اور بنیادی اصول کو ظاہر کرتی ہے یعنی عارف یہ کہتا ہیکہ میں آپ سے ایسا فیض چاہتا ہوں جو ولایت کے ظہور میں اُس کتابِ الٰہی کے نزول میں بہترین ہو جو نبیٔ پاک ﷺ پر نازل ہوئی ہے اور وہ فیض ربّانی اخلاق کا نمونہ ہو اور اُس کے ہر نام کا نمونہ وہاں نظر آئے "**هُوَ، اللّٰهُ، عزيزٌ، عليمٌ، مُنْزِلُ الْكِتَابِ، غَافِرُ الذُّنُوْبِ، قَابِلُ التَّوْبِ، شَدِيْدُ الْعِقَابِ، ذِی الطَّوْلِ وغيرهم**" جو اُلوہیت اور مراجعیت میں یکتا ہیں اور انہیں ناموں کا اثر اولیاء کاملین کی صفات ہیں اور یہ بیان بہت طویل ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہیکہ وہ عجز و انکساری کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے بشارت حاصل کرتا ہے اور پھر پڑھتا ہے "**تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ**" گویا وہ زبانِ حال سے کہتا ہے "**وَفِیْ نَفْسِیْ حَاجَاتٌ وَفِيْكُمْ فِطَانَةٌ، سُكُوْتِیْ سُوَالٌ وَعِنْدَكُمْ بَيَانُهٗ**" یعنی میرے دل میں حاجتیں ہیں اور تم میں دانائی ہے، میری خاموشی سوال ہے اور اُس کا بیان تمہارے پاس ہے۔

اور اُن حاجتوں میں سے ایک معاش میں آسانی کی طلب ہے اسلئے کہ وہ جانتا ہے کہ حصولِ معاش میں آسانی ضرور ہونی چاہئے سوداگری یا کھیتی یا قرض لینا یا دینا، وکالت، کھانا پکانا یا کھانا اور دوستوں کی صحبت اختیار کرنا وغیرہ۔

اُس شخص کی مرادیں پوری نہیں ہوسکتی ہیں جب تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے ارادے کی طرف توجہ نہ کرے پھر وہ اُس کے سامنے عاجزی کرتا ہے اور آسانی طلب کرتا ہے اور اُن چار حالتوں کا ذکر کرتا ہے جن کا بڑا اندیشہ ہے:

پہلی: وہ مشقت جو نفس و بدن کو اس معاملے میں ہوتی ہے۔

دوسری: وہ غلطی جو کسی خیر کو سوچنے میں ہوجاتی ہے۔

تیسری: وہ کمزوری جو اُس کو اور اُس کے کارندوں کو اِس کام میں ہوتی ہے۔
چوتھی: وہ مزاحمت جو انسان نفع کو حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے کے لئے کرتا ہے، اِن چار حالتوں کو ذکر کرنے
کے بعد وہ کہتا ہے: "**اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا الخ**"
اُن حاجتوں میں سے ایک ظلمت اور آسمانی بلاؤں سے پناہ مانگنا ہے اور اُس کی حقیقت یہ ہیکہ عارف تدلیٰ اعظم کو یاد کرتا ہے اور اُس کے اُن نوروں کا خیال کرتا ہے جو عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور اُن نوروں کو اپنی چادر بناتا ہے گویا کہ اُس نور نے اُس کے ظاہر و باطن کو گھیر لیا ہے اور اُن نوروں کے واسطے سے ہر بلا کا علاج طلب کرتا ہے چونکہ عالمِ نفس اور عالمِ شہادت دونوں باہم مقابل ہیں اور یہ بات طے ہیکہ اُس نفس اور شہادت کی قوت کے بقدر اور اُس کی پناہ و نور میں ہو جانے کے بقدر ملاء اعلیٰ سے اُس کے ضرر کو دور کرنے کے لئے الہام نازل ہوتے ہیں تو اِس وقت محقق عارف تین مرتبہ اِس دریا میں غوطہ لگاتا ہے پہلے تو اُن نوروں میں جو زمین پر نازل ہوئے ہیں اور پھر حقیقتِ عرش میں لٹکتا ہے اور تیسری بار حقیقتِ واجبہ میں تدلیٰ اعظم کی تجلّی کی حیثیت سے عاجزی کرتا ہے اور کہتا ہے: "**بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا الخ**"۔
اُن حاجتوں میں سے ایک تسخیرِ عالَم کی طلب ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کی رہنمائی کے لئے اُس کو مقرر کرتے ہیں جس کا نفس مدنی ہو (اُس کے نفس سے مسلسل دوسروں کے نفس میں چنگاری لگے) جس کی وجہ سے اُن سے فرمابرداری اور اطاعت کا ظہور ہو اور حقیقت میں یہ چنگاریاں اُس عارف کے لئے فرمابردار ستارے کے مانند ہونگی خواہ اُس کا ستارا شمس ہو، مشتری ہو یا زہرہ ہو ہر ایک کا رنگ الگ۔ الگ ہے اور اس میں بہت طویل کلام ہے اور انسان میں نفس کے شراروں کی تاثیر اصل تدبیرِ الٰہی ہے خواہ وہ نفس مدنی ہو (ایسا نفس جس کی توجہ سے عالَم میں ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جن کے نفوس باطنی امراض سے پاک ہوں) خواہ وہ نفس خبیثہ ہو (ایسا نفس جو باطنی امراض کی وجہ سے ناپاک ہو) اور ایسے نفس کو "عائن" (جس کی نظر روحانی نقصان کا سبب بنے) کہتے ہیں خواہ نفس تیز ہو جس میں شمس و مریخ کی قوتیں مل جائیں اور اِس کو صاحبِ نعمت اور صاحبِ عزیمت کہتے ہیں جس نے بنا

تدبیرِ مؤثر کے اُس کو جانا اور وہ کام کی حقیقت کو نہ پہنچا اِس لئے تدبیر الٰہی کی بنا تعدیل وقوی عالَم پر ہے اور ایک کی تربیت کے لئے دوسرے کو ذریعہ بنانا اور ایسا اِس لئے ہے تاکہ اللہ کی طرف سے ملنے والی نسبت حاصل ہو سکے جب لفظ "مُؤَثِّرْ" ث کے کسرے کے ساتھ واقع ہو تو حکمتِ مطلقہ (ایسی حکمت جس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہو) کا تقاضہ ہوا کہ یہ لفظ "مُؤَثَّرْ" ث کے فتحہ کے ساتھ بھی آنا چاہئے تاکہ تاثیر کا حکم جاری ہو چنانچہ الہام کبھی حالت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی دو نسبت والوں میں موافقت کرنے کے لئے بطورِ تصرّف ہوتا ہے اور ظاہر میں اُس نفس سے منسوب ہوتا ہے جیسے کوئی کھیتی کرنے والا اِس کو "زرّاع" کہتے ہیں۔

زمین فطرۃً اگنے کے لئے ہے اور بیج بھی بذاتِ خود پیدا ہونے کے لئے ہے اور اپنی مثل کا خواہاں ہے اور پانی میں اگانے کی خاصیت ہے اور فصل کو اگانے کی کوشش کی اُس شخص نے جسے "زرّاع" کہتے ہیں کیونکہ وہ بعض لحاظ سے وجودِ مراد (ہر وہ چیز جو زمین سے اگتی ہے) اور اُس کے اگنے میں کسان کی کوشش ظاہری سبب بنتی ہے اِسی وجہ سے اُس کو زرّاع کہتے ہیں ورنہ حقیقۃً زمین سے کسی بھی چیز کا اگانا یہ صرف اللہ کا کام ہے، **قال اللّٰہ تعالیٰ: ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۰** ترجمہ: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (بتاؤ میرے بندو! زمین سے پھل اور غلّے) کیا تم اگاتے ہے یا ہم (اِن سب کو) اگانے والے ہیں۔

اِسی طرح پورے عالَم میں ظاہر ہونے والی تاثیرات کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہر چیز کی خاصیت وہ اُس کی صرف ظاہری شکل ہے ورنہ ہر چیز اور اُس کی خاصیت کے درمیان نورِ تدبیر کو رکھ کر قدرتِ الٰہی کی تاثیر سب کی گردنوں میں باندھ دی گئی ہے اور کھیتی کے تذکرے میں بندوں اور اللہ کے فعل درمیان ایک نہایت باریک نکتہ ہے اُس میں خوب غور کیا کرو۔

خلاصۂ کلام یہ ہیکہ صاحبِ ارشاد کا نفس دیغ میں پڑی ہوئی تڑپتی ہوئی مچھلی کی طرح ہے کہ وہ بھی اِسی طرح اللہ کے سامنے تڑپتا ہے اور زبانِ حال سے اپنے لئے تسخیر اور اپنی قوم کے لئے تاکید طلب کرتا ہے اور اپنے اِس حال کو اپنے الفاظ کے سائے میں بھیجتا ہے اور پھر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنی لڑکھڑاتی زبان سے اللہ سے کہتا ہے: "**فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ الخ**"۔

انسانِ کامل اور اپنی ذات ایک دریا ہے مختلف الآثار کے تمام افراد کی وسعت رکھنے کی وجہ سے اور تسخیرِ طلب میں درجہ بدرجہ وہ عمومیت پیدا کرتا ہے اور پھر کہتا ہے: ''سَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ وَ سَخِّرْ لَنَا كُلَّ شَيْءٍ'' منجملہ اُن تمام منکرین اور منافقینِ طریقت کے لئے بد دعاء ہے اور اُن مخلصین کے لئے نیک دعاء ہے جنہوں نے طریقت (تصوف) سے وابستہ ہو کر اپنے آپ کو سنوارا ہے اور ایسے ہی مخلصین کے بارے میں کہا گیا ہے ''اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْ اُمَّتِهٖ'' ترجمہ: شیخ اپنی قوم یعنی مریدین کے درمیان ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت کے درمیان ہوتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو بندوں کی رہنمائی کے لئے منتخب کرتا ہے تو اُس کے دل میں بندوں کو نصیحت کرنے کا داعیہ پیدا کرتا ہے اور اُس کو کام کرنے کا طریقہ بھی عطاء کرتا ہے اور اُس پر خانوادوں (خلفاء و مریدین) کو جمع کرتا ہے اور اُس کے لئے اپنی معرفت کا دائرہ بہت وسیع کر دیتا ہے اور جو اُس کی طریقت کا منکر، دشمن، منافق یا کھوٹا ہو (ایسا شخص جو اپنے شیخ کے کامل ہونے یا اُس کے طریقۂ کار پر اپنے دل میں شکوک و شبہات کو جمع کرے) تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا ہی میں گمراہ، رسوا اور نکما کر دیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہیکہ یہ معنی اُس کے ذہن کی تختی میں نقش ہو جاتے ہیں اور عادت اللہ کے جاری ہونے کے موافق اُس سے دعاء کرتے ہیں کہ یک بارگی دشمنوں کے مقابلے میں ہمت کے پاؤں زمین میں جما کر عزتِ الٰہی اور رحمتِ اِلٰہی کے واسطے سے اُس قوم کی رہائی چاہتا ہے جو اِس ہلاکت سے بذاتِ خود رہا نہیں ہو سکتی اور پھر وہ اللہ کے سامنے اپنا وہ معاملہ پیش کرتا ہے جو اُس کے اور قوم کے درمیان ہے یعنی قوم کا اُس کو پریشان کرنا اور اُس کا اُن تمام پریشانیوں کو برداشت کرنا، کہ جب وہ اُس ولی کے مقابلے کے لئے سامنے آتے ہیں تو وہ بہت ہمت کر کے اللہ سے سوال کرتا ہیکہ اے اللہ! (آپ کا عذاب یعنی اُن کی گردنوں میں طوق کا پڑنا اور اُن کے مکروں کی وجہ سے اُن کے کان، آنکھیں اور دلوں کا بیکار ہو جانا اور ذلت و حقارت کا غُبار اُن کے منہ پر پڑنا جس کے نتیجے میں اُن کی شکلیں بگڑ جائینگی) اُن پر نازل نہ فرما اور اللہ سے درخواست کرتا ہیکہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سرکشی نہ کریں اسلئے کہ یہ لوگ آپس میں جھگڑا کر کے اُس کے طریقے کی رونق کو کھو دینگے پھر اِس دعاء کے بعد وہ تلاوت کرتا ہے

"یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ الخ" پھر اپنے مخلص و مطیع ساتھیوں کو اپنی دعاء میں شامل کرتا اور اُن کا نائب بن کر عاجزی اور گریا وزاری کرتا ہے اور دین و دنیا کی بہتری کے لئے دعاء کرتا ہے اور کہتا ہے: "وَانْصُرْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ النّٰاصِرِیْنَ" وہ امور جو اُس کو پیش آتے ہیں اُن میں اہل اللہ کے تین مذہب ہیں:

۱۔ مبتدی (وہ مرید جس کا تصوف میں ابھی ابتدائی دور چل رہا ہے) جس نے قدرتِ کاملہ کو ثابت کرنے میں اللہ رب العزت کی تعظیم میں اور یادِ الٰہی میں بہت مجاہدہ کر کے اپنے اندر روحانی قوت جمع کی ہے لیکن ابھی تک اُس پر تقدیر کا راز اور اللہ کے مقابلے میں ہر چیز کے بے حیثیت ہونے کا راز ابھی نہیں کھلا ایسے افراد سوال میں مبالغہ کرتے ہیں اور اپنے ہر معاملے میں کسی شیخ کامل کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بہت عاجزی کرتے ہیں۔

۲۔ متوسّط (وہ مرید جو تصوف کی ابتداء سے تو آگے بڑھ چکے ہیں لیکن ابھی تک انتہاء تک نہیں پہنچے) اُن پر تقدیر کا راز کھل گیا ہے اور وہ اسباب کی کثرت کو اللہ کی وحدانیت کا ظہور سمجھتے ہیں جیسے گھڑی کی مختلف سوئیاں جو مختلف سمتوں میں گھومتی ہوئی نظر آتی ہیں لیکن حقیقت میں وہ سب ایک ہی مشین کے تابع ہوتی ہیں بلکل اسی طرح دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اسباب یہ سب بھی ایک ہی اللہ کے تابع ہیں بس فرق یہ ہیکہ اہلِ دنیا اِن اسباب کو اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اسلئے وہ سمجھتے ہیں کہ سب کچھ اِنہیں سے ہو رہا ہے اور اہلِ معرفت اِن کو اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اسلئے وہ سمجھتے ہیں کہ اِن سب کے پیچھے صرف تنہا اللہ کی قدرت اور اُسی کا نظام ہے جس کا اِدراک ظاہری آنکھوں سے کبھی نہیں ہوسکتا بلکہ رب کی معرفت ہی سے ہوسکتا ہے اور یہ حضرات صرف اِسی نکتے پر اِکتفا کرتے ہیں کہ ہم زیادہ دعاء نہیں کرینگے اسلئے کہ اللہ کو ہمارے حال کی خبر ہے لہذا اُس کے سامنے اظہارِ حال اور سوال کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

۳۔ منتہی (وہ خاص الخاص مریدین جو تصوف کی انتہاء کو پہنچ چکے ہیں اور انتہاء سے مراد اتباعِ سنت، کبائر سے اجتناب اور دوسروں کی صحیح رہنمائی کی صلاحیت کا پیدا ہو جانا ہے ورنہ حقیقۃً تصوف کی کوئی انتہاء نہیں ہے) وہ اِس تفصیلی علم سے مشرف ہوئے اور معمول کے لئے علّتِ تامہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ حادث (فناء ہو جانے والی چیز) کے حق میں متعدد امور

کے علاوہ نہیں ہوسکتی ،اُن امور میں سے بعض وہ قسم ہیں جنہیں اہلِ زمین ''اختیارات و ذات الانفس'' کہتے ہیں اور بعض خواص طبعیہ ہیں اگر اطاعت کا جذبہ سب میں برابر ہوتا تو یہ سب اختیارات محض حکم کی تعمیل ہوتی (جہنم کے خوف اور جنت کے شوق کے بغیر حکم ماننا صرف اِس وجہ سے کہ یہ اللہ کا حکم ہے)،اِس عالم کا صدور اللہ تبارک تعالیٰ کی صفتِ فیاضیت کا ظہور ہے۔

چھٹا لامعہ:

حزب البحر کے الہام ہونے والے واقعہ کے بیان میں

معتمد لوگوں نے یہ واقعہ نقل کیا ہیکہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ شہر قاہرہ میں تھے کہ حج کا زمانہ قریب آگیا حضرت نے اپنے مریدین سے کہا کہ ہمیں غیب سے اشارہ ہوا ہیکہ اس سال ہم حج کریں لہٰذا سفر کے لئے جہاز تلاش کرو مریدین نے بہت کوشش کی لیکن ایک بوڑھے نصرانی کے جہاز کے علاوہ کوئی اور جہاز نہ مل سکا آخر کار حضرت اپنے مریدین کے ساتھ جہاز پر سوار ہو گئے جب جہاز چل دیا اور قاہرہ کی عمارت سے باہر نکل گیا تو اچانک ہوا مخالف سمت میں چلنے لگی جس کی وجہ سے جہاز کا آگے بڑھنا مشکل ہوگیا اور ایک جمعہ وہیں ٹھہرے رہے اور وہاں سے قاہرہ کے پہاڑ نظر آرہے تھے اِس حالت میں وہ مریدین جو شیخ کی عقیدت ومحبت میں کمزور تھے وہ طعنہ دینے لگے کہ حضرت آپ نے تو کہا تھا کہ ہمیں حج کا حکم ہوا ہے اور یہاں حال یہ ہیکہ ہوا مخالف چل رہی ہے اور ہم ابھی تک یہیں رکے ہوئے ہیں اِس بات سے شیخ کو بہت تکلیف ہوئی لیکن شیخ نے بردباری کا مظاہرہ فرمایا اور خاموشی اختیار فرمائی اور اِن طعنوں کو کڑوے گھونٹ کی طرح پی گئے اُس دوران جب شیخ قیلولہ فرما رہے تھے کہ خواب میں اِس دعاء (حزب البحر) کا الہام ہوا پھر جب بیدار ہوئے تو شیخ نے اِس دعاء کو پڑھنا شروع کر دیا اور جہاز کے ملّاح (کشتی چلانے والے) کو بلا کر فرمایا کہ اللہ کا نام لیکر لنگر اٹھادو اُس نے کہا کہ حضرت اگر ہم اِسی وقت لنگر اٹھا دینگے تو مخالف ہوا ہمیں واپس قاہرہ پہنچادیگی شیخ نے فرمایا کہ اپنے دل میں وسوسے پیدا نہ کرو بلکہ جو ہم کہہ رہے ہیں اُس پر عمل کرو اور پھر

اللہ کی قدرت کا نظارہ دیکھنا چنانچہ جیسے ہی اُس نے لنگر اٹھایا تو اچانک ہوا موافق سمت میں اتنی تیزی کے ساتھ چلنے لگی کہ ہم بہت جلد بخیر وعافیت ، آسانی وسہولت کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچ گئے اِس منظر کو دیکھ کر اُس بوڑھے نصرانی کے لڑکے مسلمان ہو گئے اور وہ نصرانی اپنے لڑکوں کے مسلمان ہونے سے بہت غمگین ہو گیا رات کو جب وہ سویا تو خواب میں دیکھتا ہیکہ شیخ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جنت میں جا رہے ہیں اور اُس کے بیٹے بھی اُسی جماعت میں ہیں اُس نے چاہا کہ وہ بھی اپنے بیٹوں کے ساتھ جنت میں چلا جائے تو فرشتوں نے اُسے روک دیا اور کہا کہ تم جنت میں نہیں جا سکتے اسلئے کہ تمہارا دین اِس جماعت کے دین سے الگ ہے اِس کے بعد جب صبح وہ بیدار ہوا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور پھر اُس نے ایسا مجاہدہ کیا کہ ولایت کے بہت بلند مقام تک پہنچ گیا اور اُس اطراف کے لوگ اُس کے پاس اپنی اصلاح کی خاطر آنے لگے۔

اِس سفر میں جب لوگوں نے شیخ کی مخالفت کی جس سے آپ کو قلبی تکلیف ہوئی تھی تو اُس وقت شیخ نے اپنے مخالفین پر غلبہ پانے اور تسخیر بحر (سمندر کو اپنے تابع کرنے کے لئے) ''**فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا** سے **فَاِنَّکَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ**'' تک پڑھا پھر **یٰسٓ** کی چند آیتیں قلبی بے قراری کو دور کرنے کے لئے **یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ** سے **فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ**'' تک تلاوت کیں پھر اِس کے بعد ظاہری و باطنی شرور سے اپنی حفاظت کے لئے اور اپنے دشمنوں کو دور کرنے اور خاموش کرنے کے لئے سورہ غافر کی چند آیات ''**حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ** سے **اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ**'' تک تلاوت فرمائیں۔

ساتواں ہامعہ:

دوسری طرح کے مشخصات کے بیان میں ہے جو اُن ہیاکل کلیہ سے قوائے سیّارات کی جہت سے لاحق ہوئے ہیں جو عارف کے نفس میں پوشیدہ ہیں

یہاں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہیکہ انسان کے نفوس میں قوائے سیّارات (وہ روحانی طاقتیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نظامِ کائنات میں حرکت اثر اور تدبیر کا ذریعہ بنتی ہیں یہ کوئی

مستقل یا خودمختار قوتیں نہیں ہیں بلکہ امرِ الٰہی کے تابع ہیں) کا پوشیدہ ہونا اور بعض چیزوں کا بعض سیاروں کی طرف منسوب کرنا اکثر اہلِ وجدان (باطن میں حقائق پانے والے اِن کا معیار اتباعِ شریعت، تواضع اور دوامِ ذکر ہے) کے نزدیک مسلّم ہے اِسی واسطے اعمالِ تصریفیہ (اللہ کے حکم سے صادر ہونے والے وہ روحانی اعمال جو کسی ولی یا صاحبِ حال سے صادر ہوتے ہیں جن کے ذریعے قلوب پر اثر، احوال میں تبدیلی اور بعض اوقات کسی چیز یا حال میں بھی تصرف ہو جاتا ہے) میں مدد لیتے ہیں اگرچہ شریعت میں اِن سے نفی و اثبات شامل نہیں ہوتی ہیں۔

اور یہ بات بھی یہاں سے ظاہر ہو جاتی ہیکہ ولی کی اکثر کرامتیں اور علومِ وجدانیہ (وہ علوم جو صرف دل میں پائے جاتے ہیں نہ کہ صرف سنے یا پڑھے جائیں جن سے اُس کوکب کے اندازے کی قدر ہوتی ہے جو اِس میں پوشیدہ ہیں)، جس طرح امّہاتِ سفلیہ (عالمِ عناصر کی وہ بنیادی حقیقتیں جن سے مادّی اجسام، کیفیات و مرکبات وجود میں آتے ہیں اور عام طور پر اِس سے مراد آگ، پانی، مٹی اور ہوا ہوتے ہیں) موالید (وہ موجودات جو امہاتِ سفلیہ سے بن کر پیدا ہوتی ہیں جیسے: جمادات، نباتات وحیوانات وغیرہ) کے نفوس میں تاثیر رکھتے ہیں کہ "جَآءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰی ذٰلِکَ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَ مِنْهُمُ الْاَسْوَدُ" اِسی اختلاط کے مطابق اولادِ آدم وجود میں آئی ہیں اِن میں سے بعض سرخ رنگ کے ہیں اور بعض سیاہ رنگ کے ہیں۔

اِسی طرح آبائی علویہ (عالَمِ بالا کے وہ اسباب جو امہاتِ سفلیہ سے مل کر موالید کا سبب بنتے ہیں) بھی تاثیر رکھتے ہیں لیکن اِن کی تاثیر پوشیدہ اور دقیق ہے جیسے زمین پر آدمی کا سایہ یا آئینے میں دیکھنے والے کی صورت کا سایہ دونوں ایک طرح سے آدمی سے مناسبت رکھتے ہیں اِسی وجہ سے سر، دو ہاتھ اور دو پاؤں اُس کے ظاہر ہوتے ہیں اور دیکھنے والے کی صورت سے آئینہ رابطہ رکھتا ہے اِسی سبب سے زید کی صورت عمرو کی صورت سے ممتاز ہوتی ہے اگرچہ آئینہ چھوٹا ہو یا بڑا، صاف ہو یا گندہ، گہرا ہو یا ابھرا ہوا یا پالش کیا ہوا ہی کیوں نہ ہو بہرحال اُس میں صورتوں کے اختلاف ظاہر ہوں گے اور اصل حکم طبعیہ کلیہ کا ہے اپنے کواکب سے منسوبات کی طرف اصل نسبت کرنے میں اسلئے کہ اِس میں ہاں اور نہیں کی گنجائش نہیں ہے اور شجر کی صورتِ مکاشف کو شجر کے ساتھ اور آگ کو حرارت کے ساتھ اور پانی کو برودت کے ساتھ کس

نے جوڑا یا صفرا کو آگ کی میراث اور بلغم کو پانی کی میراث کس نے بنایا یہ سب طرح -طرح کی صورتیں طبعیہ کلیہ کی ہیں کہ نفسِ رحمانی نے اُس کو اٹھایا اور اپنی جزئیات میں برتا۔

غرض یہ کہ جب علوم وجدانیہ کے اعتبار سے اِس بات میں کوئی شک نہیں رہا کہ نفس کلیہ نفس جزئیہ ہوتا ہے اور اُس کی صورت عالَم میں پوشیدہ ہوتی ہے، اگر خارج میں آفتاب اُس وقت اپنے شرف میں ہو تو یہاں شمس اپنے شرف میں ہوگا اور اگر وہاں زہرہ اپنے گھر میں ہو تو یہاں بھی اپنے گھر میں ہی ہوگا اور تدبیر الٰہی ہر نفس سے جو اُس میں پوشیدہ ہیں اس انداز سے معاملہ کرتی ہیں اور ہر معنیٰ متضایف (ایسی دو چیزیں جو ایک دوسرے کے لئے لازم ہوں) کا مقابلہ درست کرتی ہے کہ اُس کا حکم جاری ہو اور عالَم بمنزلۂ ایک قالب کے ہے کہ ماہرانہ طریقے پر اُس کو اپنے نفس میں متعیّن کرلیا ہے اور ہر گُل کی ایک نظیر اور ہر گھاس و خاک کا ایک جواب پہلی حالت میں مرتّب کردیا ہے اِس کے بعد سرخ، سبز اور سفید ڈورے اِس وجہ سے چھوڑے ہیں تاکی آخر کو اُس حالت میں لوٹائے اگر کوئی ایسا کرے یعنی پیدا کرے کہ اُس کے نفس کے گھر میں مرّیخ زہرہ کو محبت کی نظر سے دیکھنے والا ہو تو دوستی سے تو ضرور خارج میں واجب ہے کہ ایک دوسرا نفس ایسا ہو کہ اُس کے نفس کے خانے میں زہرہ مرّیخ کو اُسی نسبت سے دیکھنے والا ہو جو شروع میں تھی تاکہ مراتب عشق ظہور میں آئیں اور اگر دشمنوں کے گھر میں ایسا کوکب ہیکہ کہ صاحب اُس کے بیت النفس کا ہے تو ضرور خارج میں کوئی عدد پیدا کرنا چاہئے جس کے بیت النفس میں کوکب صاحب بیت الاعداء ہووے اور اگر عورات کے عشق و عداوت میں ظاہر کے اعتبار سے کوئی سبب نہ ہو تو ضرور کوئی الہام اور تقریب وخواب کا الفرَاق مصدر تدبیر سے نازل ہوگا تاکہ وہ حالت ظاہر ہو کہ عارف کے نفس سے شرارے گریں لوگوں کے نفسوں میں اور لوگ اِسی سبب سے اُس کے پاس جمع ہوتے ہیں تو ضرور وہ اُس کے کوکبِ پوشیدہ کے موافق ہوتا ہے۔

اگر زحل ہے تو ترکِ لذت گوشہ نشینی اور جانبِ قدیم کی علامت کا ہونا حاضرین کے نفسوں میں چھپا ہوا معلوم ہوگا اور اگر شمس ہے تو غلبہ اور فرمارورائی اور اگر مشتری ہے تو علم وشریعت و دانائی اور شیخ الاسلام ہونا اور اگر زہرہ ہے تو دوستی و محبت وطہارت و اشارۂ خفیہ بجانب غیب اور جو قمر ہے تو صاحبِ امر وخلقت ہیں واسطہ اور سفیر و ایلچی ہونا اور علیٰ ھذا القیاس اُس کا

معاملہ لوگوں سے اور لوگوں کا معاملہ اُس سے اور کرامات وواقعات وعلوم اُس کی انہیں رنگوں سے رنگین ہوں گی اور یہ بحث بہت طویل ہے اِس کی شاخیں بہت زیادہ ہیں۔

بنی آدم کی کوشش علمِ طلسم ہے اور تعویذات میں سب اِس کا عکس ہے قصہ مختصر یہ ہیکہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ جنودِ زہرہ میں سے ہیں اُن کو زہرہ کی سعادت پر پیدا کیا اور پاکیزگی، خوشی، دوستی، لطف اور غیب کی طرف پوشیدہ نظر سے دیکھنا اور رنج ومشقت اور اعمالِ شاقہ سے دور ہونا اور ترکِ لذت وانقطاع اور خدا کا تقرّب ڈھونڈنا اور دشمنوں کے جنگ ومقابلے سے باز رہنا اور باطن کی نورانیت وملائکہ کے صفات سے متصف ہونا اور سبعیہ وشہویہ گندگیوں سے اور ناپاکیوں اور جزئیہ خطروں سے دور رہنا یہ سب شیخ کا خلق جبلّی تھا جب یہ دعاء غیب سے شیخ کی طرف متوجہ ہوئی تو قوتِ زہرہ نے اُن ہیاکل کلیہ کو سیکھ لیا اور اُن عمومات کو اپنی منسوبات کے موافق متعین کیا اُس الہام کے مانند جو کسی فردِ بشر پر نازل ہو اور وہ اُس کو اُس کا خزانہ خیال کرے پھر وہ الہام عربی، فارسی یا ترکی ہو جائے حالانکہ وہ الہام صرف معنی تھے جو تمام لغات سے خالی تھے اُس جواب کے مانند جسے ملک رؤیا کسی پر القا کرے اور اُس کو استعدادِ نفس مانوس صورتوں کے اور مالوف عادتوں کے لباس پہنائے اور وہ تعبیر کا محتاج ہو جائے اور تعبیر بتانے والا ایسا ہونا چاہئے کہ اُن صورتوں سے انتقال کرے اور مراد یہ ہیکہ خواب کی حقیقت کو پہنچ جائے پس نصرت یہاں صرف ظہورِ طہارت اور انقیادِ بشر ہے اُس صفت کے ثبوت کا قہر دشمنوں کا جڑ سے اکھیڑنا اور نہ قوم پر مالکانہ غلبہ اور مقامِ دعا میں فقرے کے ساتھ اِس طور پر داخل ہوئے ہیں جو زہرہ کی طرف نسبت کرنے میں واقع ہوئے اور ریح طیبہ کو بقیہ کرامت وعافیت وسلامتی طلب کیا اور یُسر کو سب امروں میں عافیت اور تائیدِ غیب کے ساتھ سوال کیا۔

یہاں عزیز ورحیم یا عزیز وقہار اور عزیز وقہار نہیں کہا بلکہ یہ جانا کہ اگر شیخ جنودِ زہرہ میں سے ہے تو قوائے مریخ کا کارفرما ہے کہ وہ کہتا ہے **"وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ وَشَاهَتِ الْوُجُوْهُ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ"** اسلئے کہ وہ افراد آدم میں سے ہے اور آدمی کے لئے ضروری ہیکہ قوائے افلاک کی ترکیب میں تو ہر کوکب کے لئے لوازم ہیں اگرچہ ضعف کی وجہ ہی سے ہوں اور شہرت وحفاظت اور نظامِ صالح اور اولاد ازواج کے لئے اُس

میں محبت نہ ہو اور فی الجملہ کوئی زہرہ کی طرف ایسا منسوب نہیں ہے جس میں جنگ و مدافعت نہ ہو لیکن ہر ایک لازم منسوب ہونے میں کبوتروں کی لڑائی کا حکم رکھتا ہے اور کبوتروں کا اپنے بازوؤں سے آپس میں مغاضبہ و مدافعہ ایسا ہے جیسے بہائم کا عادۃً لڑنا اور اور درندوں کا غلبہ کرنا بیخ کنی کی گنجائش رکھتا ہے اور وَاطْمِسْ وامْسَحْ علٰی مَكَانَتِهِمْ وَشَاهَتِ الْوُجُوْهُ اگر صلح ہے تو اپنے کمالِ یسر کے لئے زیادہ نہیں ہے یہ بات ایک دور باش کہتا ہے، واللہ اعلم۔

آٹھواں ہامعہ:

اُن معانی کی اقسام کے سمجھنے کے بیان میں جو کتاب اللہ و سنّتِ رسول اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں

بطونِ قرآنِ پاک کے معانی یہاں ظاہر ہوتے ہیں اور کلمۂ مرتضویہ کا راز اور کتاب اللہ کا فہم جو بندۂ مؤمن کو دیا جاتا ہے اور یہاں ظاہر ہوتے ہیں حضراتِ صوفیہ کے بہت سے وہ اقوال کو قرآن پاک کے اشارات و اعتبارات سے متعلق ہیں سوائے اُن معانی کے جن کا اہلِ زبان اعتبار کرتے ہیں اور بہت سی کتابیں اور رسالے اِن کے واسطے تصنیف ہوئے ہیں اور کچھ معانی ایسے ہیں جن کو اہل اللہ کام میں لاتے ہیں اور اُس لفظ کے ایسے معنی نقل کرتے ہیں جن کو ظاہری علم رکھنے والے نہیں سمجھتے اور اِن معنی کو سن کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں یا پھر انکار کر دیتے ہیں حقیقت میں دلالت ایک چیز کا دوسری چیز کی طرف کسی علاقے کے سبب منتقل ہونا ہے اور وہ علاقہ کبھی وضع ہے، کبھی طبع اور کبھی عقل ہوتا ہے اور کبھی انتقال ایک خطرے کا دوسرے خطرے کی حدیثِ نفس میں ہوتا ہے جو ہم صورتِ ذہنی کی طرف نظر کرنے کے ساتھ انتقال کرتے ہیں اور کبھی ہوتا ہے کہ اُس کی ضد کو ہم یاد کریں دیکھئے نفس میں کس قدر استعداد ہے اور کس قسم کا خیال میں خزانہ ہے اِس کا خلاصہ کنجی کے باب میں بیان کرتے ہیں اور ہم اُس کے سوا سامع کے ذہن کو پہچانتے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ہر کلام کی ایک حالت

ہوتی ہے جو متکلم کے نفس میں پیدا ہوئی ہے اور وہ حالت اُس کلام کی حامل ہوتی ہے مثلاً: نوحہ میں حزن (غم) کی حالت اور فرحیہ اشعار میں خوشی کی حالت تو اُس کلام کو عارف سنتا ہے تو کچھ اُس کی حالت کی طرف انتقال کرتا ہے اِس کو اُس کلام کا باطن کہتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارف اُس کلام کو پڑھتا ہے اور اُس کی خصوصیات کی طرف اِلتفات کرتا ہے اور اُس کی نظر اُسی حالت کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور یہ کلام اُس کے لئے بمنزلۂ عینک کے ہو جاتا ہے جیسا کہ تم نے دیکھا ہو گا کوئی دوست یا دشمن چھایا سخت کہتا ہے تو اُس کی نظر اُس کی دوستی پر ہوتی ہے اور اُس کے لطف اندوز ہونے کو یاد نہیں رکھتا یا نظر اُس کی دشمنی پر ہوتی ہے تو اُس کلام کی نفرت کو یاد نہیں رکھتا اور اُس کی طرف کچھ اِلتفات نہیں کرتا اور اِسی طرح کبھی ''سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ وَ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ'' تلاوت کرتا ہے اور اُسکو اِلتجا کی پرورش کا سبب اور سب سے الگ ہونے اور رب سے ملنے کا سبب سمجھتا ہے تو بس یہی حالتِ نادر آیت کا باطن ہوتی ہے کبھی کہا کرتے ہیں کہ ''فلاں سالک اہلِ فلاں آیت'' ہے تو اُس سے مراد وہی حالت ہوتی ہے یا آیت میں کسی فعل کی برائی یا کسی امر کی تعریف کا ذکر ہو اور اُس برائی یا تعریف کا مدار ایک وصف ہوتا ہے جو اُس فعل کی جگہ سے ہو یا اُس کے جزئیات ولوازم سے ہو تو عارف کی نظر انتقال کرتی ہے اُس حقیقتِ کلیّہ کی طرف اور مقام الفاظ میں آیت کے اُسی حقیقت کی طرف التفات ہوتا ہے مثلاً: حضراتِ انبیاء علیہم السّلام سے عِناد و جِدال (نفرت ولڑائی) آیاتِ قصص میں حضرت نوحؑ وہودؑ و صالحؑ و لوطؑ و شعیبؑ کا مبداء ندامت وہی سب عناد وغیرہ سے ہے۔

اور اُن میں سے ایک یہ ہیکہ عارف کسی اسم یا آیہ کو تلاوت کرتا ہے اور اُس کی تلاوت میں بہت کثرت کرتا ہے تو اُس اسم کی حقیقتِ مثالیہ صاحب سے جوش کرتی ہے اور تلاوت کرنے والے کے نفس میں اُس کا واقع ہونا یا اُسکے نفس میں واقع ہونا جس کی نیت سے تلاوت کرتا ہے بڑا عظیم ہوتا ہے قسم حال سے مناسب نفس کے اُس کو ''جمالی'' کہتے ہیں یا اُس کے نفرت والے اُس کو ''جلالی'' کہتے ہیں وہ صورتِ شستانیہ تاثیر کرنے والی جو اُس اسم کے صاحب سے عالم مثال کی طبیعت کے واسطے سے جوش کرتی ہے عارفین اِس کا اعتبار کرتے ہیں اور اِس کو بُطونِ اسم ذاتیہ کہتے ہیں اسی سبب ہم کہتے ہیں: یَا عَلِیُّ یَا رَحِیْمُ

سے نَسْئَلُکَ الْعِصْمَةَ تک اور اُنْصُرْنَا سے حَافِظِيْنَ تک اور وَهَبْ لَنَا سے قَدِيْرٌ تک اور يٰسٓ سے غٰفِلُوْنَ تک اور بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا سے آخر تک جمال میں داخل ہے بے قراری اور گھبراہٹ کے وقت اُس کو مضبوطی سے پکڑنا نفع دیگا اور جو آیات اور اذکار جمال میں داخل ہیں تری اور خشکی دونوں کی بے قراری میں نفع بخش ہے اور جو جلال میں داخل ہیں وہ دلی تعلقات کو ختم کرنے میں اہلِ اولاد اور اہلِ اموال کے لئے نفع بخش ہے مثلاً: يَا قَهَّارُ ذَاالْبَطْشِ الشَّدِيْدِ اَنْتَ الَّذِیْ لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهٗ يَا قَاهِرُ وَ يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ اور نفع کے لئے شرط دونوں فریق کے لئے کثرتِ تلاوت ہے اور انتظار کر اُس صورتِ مثالیہ کا جو اسم کے صُلب (پیچھے) سے جوش کرتی ہے۔

اور اُن میں سے یہ ہیکہ جب کوئی شخص ذکر یا عمل کرتا ہے تو ملائکہ مؤکل اُس کے صحیفۂ اعمال پر لکھتے ہیں اِس وجہ سے کہ اُس کا ثواب دنیا و آخرت میں اُس صورتِ مرقومہ (لکھی ہوئی صورت) سے پیدا ہوا اور اِس مقام سے حضرت نبیٔ پاک ﷺ نے ہر عمل کا ثواب الگ الگ بیان فرمایا ہے اور وہ صورت مرکب ہوتی ہے قوائے سبعیّہ وشہویّہ وعقلیّہ کے جمع ہو جانے سے مختلف صورتوں میں قلت وکثرت اور ضعف قوتِ مثال کے وقت کے ساتھ اِس فقیر کو اِس واقعہ کی تعریف کی وجہ سے علم عظیم ملا ہے اور وہاں بہت قسم کے عمل نظر میں آئے اور ہر عمل کے اخلاط کہ کس قدر قوتِ شہوت ہے اور کس قدر قوتِ سبعیّت ہے اور قوت عقلیّہ اُس میں کس قدر جمع ہوئی وہاں سب دکھائی دی اور قوتِ مثالیہ جو نَسَمہ کے مضمحل ہونے کے وقت پیدا ہوتی ہے وہ اور ہے اور جو قوت اُس کے مبدأ میں ہے وہ اور ہے یہاں پہلی قوت مراد ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ کبھی کلمہ کی صورت کے معنی کلماتِ الٰہیہ میں ہوتے ہیں غیر محسوس تلاوت کرنے والے کے نفس کے ساتھ خوشی اور سرور کی قسم سے یا نفس کے لطیف اور باریک ہونے کی قسم سے یا اُس کے نورانی ہونے سے عارف اُس کو اِس قبیل سے آیت کے معنی کہتا ہے: وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وغیرہ کے ایک خاص معنی ہوتے ہیں اور کبھی کوئی ذکر مقرر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں عارف کے دل میں اِس ذکر کا نور پیدا ہوا ہے اور وہ اِس ذکر کے اہل میں سے ہے اور وہ بھی اُس ذکر کا ایک بطن ہے۔

اور اُن میں سے یہ ہیکہ بعض اسماء اور بعض آیات بعضے صفاتِ الٰہیہ پر دلالت کرتی ہیں اور اُس صفات کے پیدا ہونا عارف کے نفس میں ایک کیفیت کو ظاہر کرتا ہے وہ کیفیت ایک مدلولات سے اُس آیت اور اسم کی ہوتی ہے اور کبھی کیفیت اُس صفت کے ثبوت کے واسطے ذاتِ الٰہی کی مدد ہوتی ہے جو اُس شخص کے وہم وخیال میں حاضر ہوتی ہے اور باطن کے حواس کو گھیر لیتی ہے اِس کو عارفین کی اصطلاح میں اُس آیت کا مراقبہ کہتے ہیں اور اُس آیت کی تجلّیٔ معنوی کہتے ہیں جس وقت عارف وہ آیت پڑھتا ہے تو وہ اُس کیفیت کو سمجھتا ہے اور پھر اُس کیفیت سے انتقال کرے یا مقاماتِ سلوک میں سے کسی مقام پر دلالت کرے مثلاً: توکل و رضا وصبر وغیرہ تو یہ مقام اُس آیت کے مدلولات میں سے ایک ہوتا ہے جیسے ہم نے پہلے اُس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ الخ یہ آیت اولیاء اللہ کے بہت بڑے حالات پر دلالت کرتی ہے جو تخلّق اُن گیارہ اسم کا ہے اور اُس کے مانند آیت کا ہے، "**حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ**" یہ آیت مقامِ توکل پر دلالت کرتی ہے اور "**اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ**" یہ آیت تولّیت کے حال پر دلالت کرتی ہے یعنی اُس شخص کی ملاء اعلیٰ کے واسطے حفاظت ہمتوں کی توجہ ہے اور ایسی آیتوں کی تلاوت ایسے حالات کو پیدا کرتی ہے اور نفس کو دین کی یاد دلاتی ہے۔

اور اُن میں سے ایک یہ ہیکہ مرسلین کے حالات کا نمونہ ہے وہ حالاتِ اولیاء اہلِ ارشاد اور سابقین کا نمونہ ہے اور وہ ابرار اور اصحابِ یمین ہیں تو جو آیت یا حدیث جس میں مرسلین کا ذکر ہو حالاتِ اہلِ ارشاد سے مشابہت کرتی ہے اور جہاں حالاتِ سابقین کا ذکر ہو تو وہاں ذہن حالاتِ ابرار و اصحاب الیمین کی طرف انتقال کرتا ہے اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ "**اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ**" سے عارف حالاتِ اصحابِ ارشاد کو سمجھتا ہے اور اِن آیات کی تلاوت سے حقائق کا سراغ مل جاتا ہے اور اُن میں سے یہ ہیکہ اعمالِ تصریفیہ کے اہل آیت کے پہلے اور بعد کے مضمون کا مطالعہ کئے بغیر شانِ نزول کے مضمون کو سمجھ جاتے ہیں اور ایک طرح کی دعوت ملکیّہ کی تدبیر کے عمل کرتے ہیں اور وہ "انتقالِ شبہ" ہے، نقول لینے

والے کے انتقال سے ایک شخص کے کلام کے مثل " **خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ** " کافروں کے حال کے لئے مُعرِّف ہے لیکن فال کے طریقے پر دشمنوں کو خاموش کرنا اور اُن کے نفس میں تصرّف کرنا ہے تا کہ تکلیف دینے سے باز رہیں، عارف یہ سمجھتا ہے اور اِسی طرح " **وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰه** " اِس آیت کو دشمنوں میں تفریق اور پریشانی ڈالنے کے لئے پڑھے اور " **وَهُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ** " اِس آیت کو دل کی بے قراری اور رنج وغم دور کرنے کے لئے پڑھے اور " **هُوَ الَّذِیْ اَلَّفَ** " اِس آیت کو دو نفرت کرنے والوں میں الفت ومحبت پیدا کرنے کے لئے پڑھے اور اِسی طرح " **اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا** " یہ آیت دشمنوں کی دشمنی روکنے کے لئے پڑھی جاتی ہے حالانکہ یہاں مراد قوم کا عناد اور دین کے دقائق نہ سمجھنے سے ہے۔

اور اُن میں سے یہ ہیکہ عارف کے نفس میں ایک کیفیت توحید اور اُنس وہیبت وغیرہ کی پیدا ہوئی پھر اِس حالت میں کسی آیت یا روایت سے متعلق بیان کیفیتِ نفسانیہ سے کوئی بات القاء ہوئی اور اِس آیت یا روایت کے ذریعے سے اُس مقام کے نکتوں اور معرفتوں میں سے ایک خیال پیدا ہوا اُس کو "اعتبار" کہتے ہیں اِس کی مثال بلکل ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص لیلیٰ اور مجنوں کا قصہ بیان کرے اور سننے والا اُس کو سن کر اپنے محبوب کی مہربانی یا نامہربانی کا خیال کرے اور جدائی کی کڑواہٹ کو یاد کرے اور اُس کی طرف اُس کا ذہن منتقل ہو جائے اور اُس کو وجد وخروش گھیر لے اور علوم جو مبدأ فیاض سے اِفاضہ ہوتے ہیں اُن کی حقیقت کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ سلسلہ جُنبان ظاہری کے نفس کی استعداد کے موافق نازل ہو اور ایک دوسری قسم یہ کہ اُس کا سلسلہ جُنبان کسی آیت یا روایت یا اُس کے مثل کا سننا ہو اور دونوں مبدأ فیاض میں برابر ہیں، یہاں غلطی نہ کرنا اور تصرّفاتِ فکریّہ بے سروپا کو بمنزلہ اعتبارات شیخ ابن العربیؒ نے نہ جانا اسلئے کہ اصل امر فیضانِ الہام ہے اور بیان اُس آیت کا تقریبِ فیضان کے ہے جیسے بھی خواب کو اُس کی خصوصیتوں کے ساتھ یاد کرتے ہیں تصرّفاتِ فکریّہ کہاں اور الہامِ ربّانی کہاں۔

نواں ہامعہ:

قرآن عظیم کے حروفِ مقطعات کے معانی کے بیان میں ہے

حضراتِ مفسرین کا یہ قول کہ ''یہ سورتوں کے نام ہیں'' یہاں واضح ہوتا ہے کہ یہ متحقق ہے لیکن اِن کا نام رکھنا وصفِ کلی سے ہے نہ کہ خصوصیتِ فردیّت سے جیسے: بادشاہ، وزیر، عالم وقاضی وغیرہ۔

نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ بعض مقطعات کو کس وجہ سے اِس حزب میں لائے ہیں تاکہ علم عربیت کے دقیقوں میں رہے اور وہ یہ کہ کئی مادّہ نعت متفق ہوتے ہیں بعض حروف مابہ الاتّفاق کے واسطے مفہوم عام کے بیچ واقع ہوتے ہیں اور بعض مابہ الامتیاز خصوصیت معنیٔ مادّہ کے واسطے، مثلاً: نون اور فا کہ ایک چیز کے نکلنے کی صورت ہے، **نفیق، نفر، نفق، نفد، نفث، لفظ، نفس، نفخ، نقص، نفع، نفل، نفه و نفی وغیرہ** یہ سب خروج کے معنی میں متفق ہیں اور ہر ایک دوسرے سے علیحدہ ہے، الحاصل معنیٔ مبہم ایک خاص صورت سے ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہا، میم، فا کے عوض لیتے ہیں مخرج کے قرب کی جہت سے دوسواری کے مثل سَرْ و (عالَم کون مراد ہے)۔

نبق، نبش، نبت، سرو، نبع، ومع، نبص، نما، نم، نمص و نمس وغیرہ اور کبھی قلب کرتے ہیں اور معنی میں بھی فرق رکھتے ہیں اور جو جذب کیا ہے، مثلاً: **عنف، عفن** وغیرہ اور یہ امر یہاں مُقطّر کے سبب سے متّصف ہوتا ہے یا یہ کہ نون کے ایک لطیف معنی ہیں اور وہ ایک محل میں خروج و انتقال ہے اور اِسی طرح ہاء کو غائب کی ضمیر میں طرح طرح سے استعمال کرتے ہیں اور اُس سب کے معنی ذاتِ متعیّن کی طرف راجع ہیں ایک ایسی قسم کے تعیّن سے جو ہماری نظر سے غائب ہے اور اِسی طرح ہمل، ہمر، ہمس، ہرب وہبط وغیرہ ایک قسم کی مناسبت سے مرتبۂ غائب کی طرف اُس جہت سے التفات کرتے ہیں کہ حرکت میں مبتلا ہونا اُس مرتبے میں سے جہتِ محسوس کے ساتھ ہے اور میم اشارہ شمسی صورتوں کے ایک محل میں جمع ہونے کے سبب عالَمِ محسوس سے ہے اِسی لئے تثنیہ اور جمع میں ہما اور ہم کہتے ہیں جیسا کہ اِن کلمات میں تم نے جانا اور ہرب کو یا مقلوب ہبر کا ہے اور اسی طرح

قاف اشارہ شدت، سختی، قبض، قرب، قسر، قهر، قسی، قصد، نقب، نقر، نقص و نقض وغیرہ کی وجہ سے اِس محسوس سے ہے خروج وحرکت کے معنی میں جسمِ شدید کی طرف اِس میں تاثیر کے قصد سے ہے اور بقر، ثقب، قطع و قسم بہت جگہوں میں ایک امرِ محسوس کو منتشر کرنا ہے اور یہی عین ہا رہے، جب اُس کی ایک قسم کی چمک کو نظر کریں اور عین وہی ہا رہے جب ظاہر و آشکارا کرنے کا قصد اُس کے ساتھ ملائیں جیسے: حم، حما، حیا، حتا اور یہ بات بہت لمبی ہے۔

ہم قصہ مختصر کرتے ہیں کهیعص اِس میں کاف بمثل قاف کے ہے یعنی صورت ونسبت اِس عالَم کی اُس میں مداخلت کرتی ہے، ہا یعنی جو معنی وجودِ اجمالی کے ساتھ غیبِ ملکوت میں محقق ہوئے یا توجہ، سریان، منتشر ہونا اور عالم غیب کے ضمن میں ہونا کے معنی میں ہے، ع یعنی حقیقتِ مثالیہ کہ نہایت چمک اور براقیت ہو، ص یعنی اوپر کی جانب حرکت جو افرادِ بشر کے افضل کاموں کے نفسوں سے واقع ہو یا حرکتِ بشریت کے پستی سے ملکیت کے اوج کی طرف مناسبت اور مشاہت کے کسی وجہ سے انتقال کریں۔

حاصل یہ کہ تفسیر کرتے ہیں نشاٴت کی یا یہ کہ ہمم ملاء اعلیٰ کی اور حاملانِ عرش کی مداخلت کرے اور خواص صورتوں مثالیوں اسماء وآیات کے اور ہمم اور داعیہ بنی آدم کے کامل نفسوں کے اور اُن چیزوں سے نشانات مسخّر ہوں، طٰسٓ طا یعنی فخیم س سریان کرے عالم میں، حٰمٓ یعنی متعیّن غیب میں ملکوت کا لباس پہنا ہو ظہور کا قصد متوجہ ہو، م یعنی عالم محسوس کثیف جو صورتیں متراکمہ و درہم پیچیدہ رکھتا ہے، عٓسٓقٓ ع یعنی نہایت چمک بے ملاحظہ اُس کے قصد کے ظہور کو سریان کرتا ہے قاف یعنی اس عالَم سخت قاسی میں گرہ کھائی ہے اور سخت ہو گیا حاصل معنی یہ ہیں کہ جو فیض عالَمِ اعلیٰ سے نازل ہوتا ہے اِس عالَم میں اُس کو مسخّر کرے اور اُس کی قوت کو متلاشی کردے۔

دسواں ہامعہ:

دعوتِ ملکیّہ کی حقیقت اور اُس کی شرطوں کے اجمالی اشارے کے بیان میں ہے

بہت سے اعمال تصریفیہ اور اُس کی کیفیتوں اور شرطوں کا راز یہاں واضح ہوتا ہے جس کی اہل اللہ نے صراحت کی ہے کہ حزب البحر دعوتِ ملکیّہ کی قسم سے ہے اور دعوت اُس صلبیّہ کا نام ہے جس کے سبب عالَم کا نظام موافق ہو، امر کے ساتھ اُس کی دعوت کریں اور یہ تدبیر غلبۂ قہر کے طریقے پر نظامِ عالَم پر نہیں ہوتی بلکہ مصلحتِ کلیّہ کی اپنے لئے اور اپنے احوال کو مناسب کرتی ہے اسلئے کہ اصل نظامِ عالم تدبیرِ الٰہی سے وابسطہ ہے اور معنی طبائع وخواص کا عیر مطلق کے ساتھ صورِ نوعیّہ کے عالم میں تدبیر کے موافق کرنا ہے اور اُس کا قاعدہ ایسا ہے کہ شروع سے آخر تک اُس کی معرفت انسان کے بس میں نہیں ہے لیکن تجرید والہام کے موافق نکتہ دریافت کرلیتے ہیں مثلاً دریا کی طبیعت یہ ہیکہ لکڑی اُس میں نہیں ڈوبتی اور ہوا کی طبیعت تقاضہ کرتی ہے کہ وہ اگر بادبان (جہاز وکشتی میں ہوا کا رخ بدلنے والا پردہ) میں لپٹ جائے اور اُس میں گرہ لگ جائے تو قوی میل اپنے مقابل کی طرف اُس میں پیدا ہو جب یہ امر اس قدر فراست وتجربے سے دریافت ہوا تو حیلہ کیا کہ لکڑی کی کشتی بنائی اور ایک بادبان خاص وجہ سے بلند کیا تو دریا اور ہوا کی طبیعت نے اپنا کام کیا مگر اُس طریقے سے کہ اُن کی مراد کے موافق ہو اور وہ اٹھانے کی وجہ سے اور کسی مقرر شہر کی طرف لے جانے کی وجہ سے ہے، اِسی طرح صاحبِ دعوت بعضے اعمال واذکار کی مخصوص ہیئت بناتے ہیں جو ملائکہ سے یا قوائے افلاک سے مناسبت رکھے پھر تقدیرِ الٰہی اِس اکتساب وہیئت کے بعد اقتضا کرتی ہے کہ اُس پر ملائکہ اور قوائے افلاک کے بعضے منسوبات کو قابض کریں اور صورتِ حال مشابہ ہوتی ہے یا یہ کہ گرمی کسی جسم میں پیدا کریں اور وہاں سے آگ کے آثار ظاہر ہوں اسلئے کہ آگ گرمی سے دوستی رکھتی ہے اور کس قدر اُس کو کھینچتی ہے یہ عمومیت کے طریقے پر دعوت کے معنی ہیں اور دعوتِ ملکیہ کے معنی خصوصیت کے طریقے پر یہ ہیں کہ دعوت پڑھنے والا ملائکہ سفلیّہ کے ساتھ مشابہت پیدا کرتا ہے جو آسمان وزمین میں تصرّف کرتے ہیں کسی ایسی وجہ سے جو مناسبت رکھے اور داعیہ مراد اپنے دل میں ایسی وجہ سے جو داعیہ ملکیّہ کے مناسب ہو نہ کہ ایسی وجہ سے جو چوپایوں اور داعی کے مشابہ ہوں اور بہت سے عمل سے اُس تشبیہ کو تقویت دیتی ہو کہ اُن کے وجود کو بعینہٖ ملائکہ نے جان لیا ہے باوجود اُس کی نظیر کے اُس داعیہ کی اسماء اور آیات کی تلاوت سے تقویت کرتا ہے جو نقول کے طریقے پر اُس داعیہ کی نوع پر اور بعض

منسوبات اُس کوکب پر دلالت کرتے ہیں کہ مراد داعی سے اُس کی سعادت کے منسوبات ہیں انہیں کام میں لاتا ہے اور جو شریعتِ مطہرہ میں اُن کی طلب کی تخصیص ہے قبولیتِ دعاء کے وقت اُن اعمال کے ساتھ اُن سے مخصوص کرتا ہے پس اِس مجموعے کے سبب عالم مؤثر ہوتا ہے اُس داعیہ سے تدبیرِ الٰہی کے واسطے سے جس طرح عالَم میں ملائکہ و داعی کا اثر ہوتا ہے اور وہ داعیہَ رنگ الہاماً و اِحالتاً عالَم میں نازل ہوتا ہے اِسی طرح اُس داعی کے داعیہ کا رنگ جب عالَم میں نازل ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ دعاء قبول ہوگئی اور عالَم کو مسخّر کرلیا اور اُس میں تصرُّف کیا اِس تقریر سے دعوتِ مِلکیّہ کے ارکان واضح ہوگئے جو پانچ ہیں:

۱۔ ملائکہ سے مشابہت کا ہونا، ۲۔ دل میں داعیہ کا ہونا اور ہمت کی آنکھ کو اُدھر لگانا، ۳۔ اسماء و آیات کی تلاوت کرنا، ۴۔ اُس ستارے کا لباس پہننا جو سعادت کی طرف منسوب ہے، ۵۔ قبولیت اور انشاءِ روحانیہ کے وقت اُن اعمالِ تصریفیہ کا اختیار کرنا جو اصحابِ دعوتِ مِلکیّہ سے منقول ہیں جیسے شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب سرِّ جلیل میں اور شیخ ابو العباس بونی ؒ سے شمس المعارف میں سب بھری ہوئی ہیں، اِن پانچوں شرطوں کی رعایت سے اعمالِ تصریفیہ کے اختیار میں اجتہاد کا راستہ کھلا ہوا ہے جیسے: طبیب قرابادِین (طب کی کتاب کا نام) سے نسخے نکال لیتے ہیں۔

الحاصل جو شریعت کا حکم ہے جمعہ کے دن نہانا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور جلدی مسجد جانا کہ یہ اعتکاف کی ایک قسم ہے اور استغفار و درودِ پاک میں مشغول ہونا نفل نماز پڑھنا، خطبہ سننا اور جمعہ کے فرض بڑی جماعت کے ساتھ پڑھنا یہ سب باتیں ملائکہ سے مشابہت کی قسم سے ہیں۔

اِس فقیر کو معلوم ہوا کہ اوّلِ وقت سے جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے روشنی ہونے تک صبح کے مقابل بیٹھنا اور اُس نور کی طرف آنکھیں لگائے رکھنا اور یَانُوْرُ کو ایک ہزار بار پڑھنا اِس سے کیفیت ملکیّہ کو قوت حاصل ہوتی ہے اور حدیث نفس کو دور کرتی ہے واللہ اعلم۔

معدہ کو تینوں فضلوں سے پاک رکھنا اور خون کی بیماریوں سے پاک رکھنا اور ایسی لطیف غذا جو معدہ میں ہلکی محسوس ہو جو کَیلُوس (معدے میں غذا کے ہضم ہونے کا پہلا مرحلہ) کو آرام دے اور کَیمُوس (معدے میں غذا کے ہضم ہونے کا دوسرا مرحلہ) صالح پیدا کرے اور نفس کو

غلط باتوں سے دور رکھنا اور دل میں جماع کا خیال نہ لانا اِن سب باتوں سے ملائکہ سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔

داعیہ بہیمیہ نفس کی خواہش شہوانیہ اور سبعیّہ سے پیدا ہوتا ہے اور داعیہ ملکیّہ عقل میں ہوتا ہے خیر کے انتظام کو پہچاننے اور ہیئت کواکب کے لباس کو پہننے کی وجہ سے اور مراد یہ ہیکہ مُسدَّس (وہ گھر جس میں چھ رکن ہوں یا وہ شعر جس میں چھ مصرعے ہوں) سعادت شمس کی طرف اور مثمّن (وہ گھر جس میں آٹھ رکن ہوں یا وہ شعر جس میں آٹھ مصرعے ہوں) سعادت مشتری کی طرف اور مخمّس (وہ گھر جس میں پانچ رکن ہوں یا وہ شعر جس میں پانچ مصرعے ہوں) سعادت زہرہ کی طرف اور مُثلّث (وہ گھر جس میں تین رکن ہوں یا وہ شعر جس میں تین مصرعے ہوں) سعادتِ قمر کی طرف منسوب ہے۔

قبولیت کے اوقات: آدھی رات کا وقت، صبح صادق سے طلوع آفتاب ہونے تک کا وقت، زوالِ شمس کا وقت، غروب آفتاب کا وقت، رمضان المبارک کے اخیر عشرے کی طاق راتیں، جمعہ کے دن کی ایک خاص گھڑی، شب برأت اور عشرۂ عرفہ ہیں۔

بعض اہلِ دعوت نجومیہ وقتوں کا اعتبار کرتے ہیں اور پسندیدہ وہی ہے جو ہم نے پہلے کہا ہے اور ہئیت سے خوش مزہ میوہ، پھل دار درخت حاضر کرنے اور اُن سے اعمالِ تصریفیہ میں مدد ڈھونڈنا سعادت مشتری کے مناسب ہے اور طیب نباتی سعادت زہرہ کے قریب ہے اور پرانے مقبروں کی خاک اور وحشی پرندوں کے پر زحل کے قریب ہیں جیسے: گدھے، اور مرغ کو خون اور درندوں کا چمڑا اور نر جانوروں کا گوشت مریخ کے قریب ہے۔

گیارہواں ہامعہ:

حزب البحر کے بعض اُن خواص کے بیان میں جن کو فقیر نے نورِ توفیق سے دریافت کئے ہیں

وجہِ کلّی کو اوپر حزب البحر کا حکم اور اُس کے استعمال کے طریقے کا بیان بہت سے اعمالِ تصریفیہ میں جاری ہے مگر اُس کا طریقہ یہ ہیکہ اُس فقرے کو پہچانے جو اُس کے

مناسب ہو اور اِس بات کا پہچاننا اُس صورتِ مثالیہ کے دیکھنے سے ہے جو بہت پڑھنے والے کے خیال میں آتی ہے اور اُس کی مناسبت کی معرفت سے جو کواکب اور اُن کے منسوبات سے ہیں اُس کے بعد تقویت کرتی ہیں، اُس فقرے کی تاثیر اور اپنی مراد کا تصور اُس فقرے کی تلاوت کے ضمن میں کرے اور جب اُس فقرے کو پڑھے تو وہی صورت خیال میں لائے ستّر یا سات یا تین مرتبہ جس پر بھی اُس کا دل مطمئن ہو اور جو آیت اُس کے مناسب ہو ساتھ میں اُس کی تلاوت کرے یا کوئی اسم اُس کے مناسب ہو تو اُس کو ساتھ میں پڑھے اُس کے اُس حزب کو مکمل کرے اور کچھ مضائقہ نہیں اگر ہم اُس کے بعضے موقعوں پر آگاہ کریں:

یٰسٓ سے لفظ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ تک حفظ پر اور فہم اور وسوسوں کے اثر نہ کرنے پر مدد کرتی ہے، اِسی طرح نَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ کے فائدے ہیں،

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی اَکْثَرِهِمْ سے وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْماً تک ظالموں کی آنکھوں سے چھپنے اور دشمنوں کی زبانیں بند کرنے اور اُن کو نقصان پہونچانے رے لئے مفید ہے اور یہی بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا سے فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ تک کا فائدہ ہے، وَاطْمِسْ سے وَلَا يَرْجِعُوْنَ تک بادشاہوں اور امیروں کو مسخّر کرنے اور لڑائی میں غلبہ پانے اور ایسا بند کام جس کے ہونے کی کوئی شکل نظر نہ آرہی ہو اِن سب میں مفید ہے۔

فَثَبِّتْنَا سے مَلَکُوْتُ کُلِّ شَيْءٍ تک ایسی بیماری جس کا علاج نہ ہو پا رہا ہو، غیب سے روزی حاصل کرنے کے لئے، آئندہ امور کے کشف کے لئے اور مختلف قسم کی کرامات کو طلب کرنے کے لئے مثلاً: دن کا حال معلوم کرنا، پانی پر چلنا وغیرہ کے لئے مفید ہے،

وَهَبْ لَنَا سے قَدِيْرٌ تک اور اِس کے ساتھ جو آیت کے مناسب ہو نفقہ غیر کے لئے ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ الخ کسی بھی حاجت کو پورا کرنے کے لئے مفید ہے۔

اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا اہم ترین کاموں میں کفایت کے لئے مفید ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ شوہر اور بیوی میں محبت پیدا کرنے اور دو جھگڑا کرنے والوں میں محبت پیدا کرنے کے لئے مفید ہے۔

جو شخص ایسے حال میں مغلوب ہو کہ اُس حال میں آدابِ شریعت کی رعایت کرنا مشکل ہو تو وہ اِس آیت کی کثرت سے تلاوت کرے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ جو شخص کسی کو لے کر بھاگ جائے اُس کو اپنی گرفت میں لانے کے لئے۔

حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ سے لَا يُنْصَرُوْنَ تک دشمنوں کو خاموش کرنے کے لئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا چوروں اور ظالموں سے بچنے کے لئے، سِتْرُ الْعَرْشِ نظرِ بد اور جادو جو دور کرنے کے لئے، حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ علمِ لدنیہ کی طلب کے لئے، بِسْمِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ درندوں کے زہر اور دردوں کو دور کرنے کے لئے، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ مکاروں کے شر سے بچنے کے لئے، باغ اور گھر کی آبادی اور جو کچھ اِس قسم سے ہے سب کے لئے لفظ اُنْصُرْنَا کو مثمن (آٹھ خانوں والے نقشہ) میں لکھیں، فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا متاع و اسباب کی حفاظت کے لئے، اِنَّ وَلِیَّ اللّٰهُ الَّذِىْ غیب سے روزی کی طلب کے لئے، حَسْبِیَ اللّٰهُ کسی بھی قسم کی قید کو ختم کرنے کے لئے۔

اہلِ فسق کے گھرانے کو برباد کرنے کے لئے کسی پرانے قبرستان کی مٹی لیں پھر اُس کی ایک چھت نما نقش بنائیں پھر اُس کے ایک طرف شَاهَتِ الْوُجُوْهُ سے وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا تک لکھیں اور دوسری طرف وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا سے وَلَا يَرْجِعُوْنَ تک لکھیں پھر اُس کے گھر میں ڈال دیں اور دشمنوں کی شکست کے لئے اِسی آیت کو نشان کے دونوں طرف لکھیں پھر اُن ہی کے سامنے اسے کھولیں۔

لفظ اُنْصُرْنَا کو مثمن (آٹھ خانوں والے نقشہ) میں بنائیں رعایا کے دل میں رعب ڈالنے کے لئے، حٰمٓ حٰمٓ سے لَا يُنْصَرُوْنَ تک اچھی ساعت (گھڑی) میں لکھ کر اپنے بازو پر باندھیں، وَهَبْ لَنَا سات مرتبہ روزی کے لئے، اِس کے بعد اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ تین مرتبہ پڑھ کر حاملہ عورت پر دم کرے، وَهَبْ لَنَا سات مرتبہ اور سو مرتبہ يَا قَوِىُّ نامرد کے لئے ہے۔

یہ بحث بہت لمبی ہے کچھ باتیں اُن میں سے ذہن نشین کرنے کے لئے چھوڑتا ہوں اور ”میں تعجب کرتا ہوں اُس شخص پر جو حزب البحر کے شروع میں اعتصام اور آخر میں اختتام

پڑھتا ہے" اور بعضے جلالیہ حروف کی قوت کے واسطے دعائے جمالیہ پڑھتا ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ شیخ نے اپنے وسیع علم کے باوجود بذاتِ خود سب مراتب کی رعایت کی ہے چنانچہ شیخ **يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ** سے ابتداء کرتے ہیں اور **حَسْبِيَ اللّٰهُ** اور **بِسْمِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ** اور **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ** پر اختتام کرتے ہیں اور کلمۂ جلالی کے برابر میں کلمۂ جمالی کو لاتے ہیں۔

بارہواں ہامعہ:

حزب البحر کی اسناد کے بیان میں ہے

یہاں یہ بات ظاہر ہوتی ہیکہ اسنادِ ظاہر کے علاوہ اہل اللہ کا ایک طریقہ اور ہوتا ہے اور ایسے امروں میں مجھ کو بالمشافہ اپنی زبان سے حزب البحر کی اجازت دی شیخ ابو طاہر محمد کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور فرمایا کہ میں نے حزب البحر پڑھی ہے شیخ احمد نخلی ؒ سے انہوں نے مجھ کو اس کی اجازت دی روایت اور اجازت کی رو سے جو اُن کو شیخ عیسیٰ مغربی ؒ نے دی تھی اور ان کو اجازت وروایت ہے ابو الصلاح علی بن عبد الواحد انصاری ؒ سے اِن کو ابو الیاس احمد مقری ؒ سے اِن کو اپنے چچا سعید بن احمد مقری ؒ سے اِن کو ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الجلیل تیسی ؒ سے اِن کو اپنے والد محمد بن عبد الجلیل تیسی ؒ سے اِن کو ابو الفضل محمد بن احمد بن محمد بن مرزوق حفید ؒ سے اِن کو ابو طیب بن غلوان تونسی ؒ سے اِن کو ابو الحسن محمد بن محمد بن احمد بطرنی ؒ سے اِن کو اپنے والد محمد بن احمد بطرنی ؒ سے اِن کو ابو الغرائم قاضی بن سلطان (خادم شیخ ابو الحسن شاذلی ؒ) اور ان کو شیخ ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار شاذلی ؒ سے۔

اسی طرح ایک سند یہ ہیکہ شیخ احمد نخلی ؒ کو اجازت حاصل ہوئی شیخ محمد بابلی ؒ سے اِن کو شیخ سالم سنہوری ؒ سے اِن کو نجم غیطی ؒ سے اِن کو شیخ الاسلام زکریاء ؒ سے اِن کو عبد الرحیم بن فرات ؒ سے اِن کو تاج عبد الوہاب بن علی سبکی ؒ سے اِن کو شیخ ابن عطاء اللہ ؒ سے اِن کو شیخ احمد بن عمر مرسی ؒ سے اور اِن کو شیخ ابو الحسن شاذلی ؒ سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن مشائخ عظام کے طفیل نفع عطاء فرمائے آمین۔

ایسی اسنادِ صحیح دنیا میں بہت کم پائی جاتی ہیں لیکن اِس فقیر کو حزب البحر کی ایک اسناد اور بھی حاصل ہے وہ یہ کہ اِس فقیر کو شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کے قائم مقام کیا اور پھر اُس تجلّی کی طرف متوجہ کیا جو شیخ کی ہمت کا قبلہ تھی اور مجھے شیخ کا مزاج دیا گیا اور اُس نسبت کا لباس پہنایا جو شیخ کو حاصل تھی اور اُس تجلّی کے مطالبے سے اُس نسبت کو مزید وسیع کر دیا اور حزب البحر کو طرفِ اعلیٰ کے مشاہدے کے واسطے سے بمنزلہ کرہ کے کر دیا پھر وہ مجھے مل گیا اور میں نے بذاتِ خود اُسے اخذ کیا اور ایک بار میرے دل پر عطاء کی گئی اور اِس قسم کے بہت سے علم مجھ پر ظاہر کئے گئے اور لکھنے کے وقت جو یاد رہے وہ لکھ دئے اور یہاں بارہ ہامعوں کے مکمل ہونے سے مقدمہ پورا ہوا اب مقصد شروع کرتا ہوں۔

★★★★★

مقصد

{حزب البحر مع ترجمہ وتشریح}

مقصد لفظی ترجمے کے تحت کلماتِ حزب البحر کی شرح کرنا ہیں اور جو اُن کلمات سے شرعی نکتے متعلق ہیں اور اُن کی وہ تفصیلات جو اُن کلمات میں شامل ہیں، حضرت ابو درداءؓ کا قول کے موافق ''کہ کوئی فقیہ نہیں ہوتا جب تک ایک ہی آیت کو بہت سے محل پر نہ رکھے'' اور جو اُس سے متعلق باریک باتیں ہیں یعنی اشارات کا علم اور اعمالِ تصریفیہ کے اعتبار سے اُن معانی کا مقرر کرنا تا کہ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ کون سا کلمہ کس مطلب کی صلاحیت رکھتا ہے، واللہ اعلم۔

فقرہ نمبر۔ ۱

{یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ! اَنْتَ رَبِّیْ وَعِلْمُکَ حَسْبِیْ، فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ، وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ، تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ٥}

ترجمہ: اے بلند مرتبے والے، اے بلند عظمت والے، اے بردبار، اے سب کچھ جاننے والے، تو میرا پروردگار ہے اور تیرا علم میرے لئے کافی ہے بس میرا پروردگار بہت ہی اچھا پروردگار ہے اور میری کفایت کرنے والا بہت ہی اچھی کفایت کرنے والا ہے، تو جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور تو غالب مہربان ہے۔

پہلا ہامعہ

تشریح: شیخ نے چاہا کہ شروع کلام میں پہلے جنابِ الٰہی میں توجہ کرے اُن بعضے

ناموں سے جو تدلّیٔ اعظم کے آثار کی تفصیلات سے مشتق ہوئے ہیں اور اپنے نفس کو حرکت دے اور نفس میں جو صفتِ شہود و اِلتجا ہے اُسے حاضر کرے اِس واسطے کہ یہ قبولیتِ دعاء کے لئے بہت اچھا سبب ہے۔

دوسرا لامعہ

شیخ نے دعاء کو اِن چار ناموں سے شروع کیا اسلئے کہ شیخ کی طبیعت اِن چاروں ناموں سے کافی متصّف تھی اور نفس کو حرکت دینے اور جو اِس میں پوشیدہ ہے اُس کو حاضر کرنے میں اِن چار ناموں کا ذکر بہت خوب ہے پس شیخ اسمِ علی سے متّصف ہے اسلئے کہ اِس کی ہمت کو تدلّیٔ اعظم کی حقیقت سے قربت حاصل ہے اور اِس کی ہمت کو جو آسمان و زمین میں ہے اسبابِ علویہ وسفلیہ سے علیحدگی حاصل ہے اور اور اُس کی نظر اُن سب تدبیراتِ جزئیہ پر ہے جو عالم میں ہیں تدبیرِ کلّی جملے میں نفوذ کئے ہوئے ہیں جو عرش کے فوارے کی طرح جوش زن ہیں اور شیخ اسمِ اعظم سے متّصف ہے اِس اعتبار سے کہ اُس کی عظمت کا فلک میں ظہور ہے کہ بہت سے اللہ کے نیک بندے اُس کے مطیع ہیں اور ملکوت میں اُس کا ذکر ملائکہ میں پھیلا ہوا ہے اسلئے کہ ملاءِ اعلیٰ کی ہمتیں اُس کی تکمیل اور آسانی کے لئے متوجہ ہیں اور ملاءِ سافل نفوس میں اُن ہمتوں میں سے تیری اور سرایت کئے ہوئے ہیں اور وہاں شئے الہام منعقد ہوئے ہیں اور حدیث صحیح اِس مسئلے کی شاہد ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اُس کی قبولیت کا آاسمان و زمین میں اعلان کرتے ہیں، اور شیخ اسمِ حلیم سے متّصف ہے اسلئے کہ شیخ کے مزاج میں بردباری غالب ہے اسلئے کہ شیخ جنودِ زہرہ میں سے ہے جو دم بدم آگے بڑھتا ہے اور اپنے میں آپ چمکتا ہے نہ حاضرین میں سے کسی سے التجاء کرتا ہے اور نہ کسی سے مناقشہ کرتا ہے اور نہ کسی سے بدلا لیتا ہے، اور شیخ متّصف ہے اسمِ علیم سے اسلئے کہ اُن کو شریعت کے علومِ کسبی اور علومِ وہبی ولدنی سے بڑا حصہ ملا ہوا ہے اور وہ اِن علوم سے خوش ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ سب اُس کے نفس میں جوش زن ہیں۔

یہاں یہ بات جان لینا چاہئے کہ تدلّیٔ اعظم ایک وجہ سے وجوہِ تشبیہ سے بمنزلہ آئینہ کے ہے جو عارف اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے پہلے وہی اسماء اُس کو نظر آتے ہیں جیسے اُس کی تنگی اصل باطن میں بہت مرتبہ وسیع ہوئی ہے پس اُس کے کلام میں غالب شرح وتفصیل اُنہی

اسماء کی ہوگی اگرچہ اُس کی وسعتِ علم سب اسماء کو شامل ہے۔

تیسرا ہامعہ

اَنْتَ رَبِّیْ وَعِلْمُکَ حَسْبِیْ الخ شیخ اِن کلمات سے نسبتِ التجاء کی حقیقت کو اور اُس کے اسرار کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں اسلئے کہ اس نسبت کی حقیقت ربوبیت کی معرفت ہے اور اُس پر بلکل بھروسہ کرنا اور اُس کو اپنا کارساز جاننا ہے اور اِس نسبت کے آثار اللہ کے متولّی ہونے کا ظہور ہے اُن سب باتوں میں جو اُس شخص کی طرف منسوب ہیں لیکن اِس نسبت میں تین جز ہیں جیسے شہد میں روغن اور مشک ملائیں تو چکنائی روغن کی اور مٹھاس شہد کی اور خوشبو مشک کی ہوگی اور تینوں کے ملنے سے حالتِ مطلوبہ تک ایک دم رسائی ہوگی تو اِسی طرح معرفت ربوبیت کا راز ہے اور اس پر بلکل بھروسہ کرنا دل کا کام ہے اور اِس پر راضی ہونا اور اِس سے ایسی لذت حاصل کرنا جس سے یہ ربوبیت پہچانی جائے اور اِس بھروسے کو اچھا جاننا روح کا کام ہے اور تینوں کے جمع ہونے سے حالتِ اتصال حاصل ہوتی ہے۔

شیخ چاہتا ہے کہ اِن تینوں کیفیتوں کا اجمالی اشارہ کرے تا کہ اپنی نسبت کو اُن سب اجزاء کے ساتھ مستحضر کرے تو لفظ **اَنْتَ رَبِّیْ** میں معرفتِ ربوبیت کو یاد کرتا ہے اور لفظ **عِلْمُکَ حَسْبِیْ** میں اپنے بھروسے کو اور **فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ وَنِعْمَ الْحَسْبَ حَسْبِیْ** میں اُس معرفت اور بھروسے کی لذت حاصل کرتا ہے۔

چوتھا ہامعہ

شیخ کی توجہ طلب کرنے کے محل میں اور سوال کی تمہید میں اسم رب کو لایا اسلئے کہ اسم رب تقاضہ کرتا ہے مربوب کی تربیت اور درجۂ کمال تک پہونچانے کا اور دعائے حالی و دعائے والی کے قبول کرانے کا اور دعائے قالی دعائے حالی کا سایہ ہے اُس میں سے پیدا ہوتا ہے اِس کی مثال ایسی ہے جیسے درخت کا ہر پتہ طبعیتِ شجریہ سے راہ رکھتا ہے اور اُسی راہ سے جسمِ برگ کو وہ پہونچا ہے تو اُس راہ کا نام طبیعتِ شجریہ کے اعتبار سے ربوبیت ہے اور التجاءِ سوال برگ کے اعتبار سے ہے اِس برگ کی استعداد ہمیشہ بچے کی طرح پستانِ تربیت کو چوستی ہے

اور پستانِ تربیت خالص دودھ دیتی ہے اگر اُس برگ میں قوتِ مُمیّزہ ہوتی تو وہ راہ اُس کی قوتِ علمیہ میں سایہ بھیجتی اور وہ سوالِ قالی ہوتا، اسلئے کہ وہ صاحبانِ اختیار کے نفسوں میں بہت تاثیر رکھتا ہے وہ عزیمت وہمت جو فی الحقیقت ترشح ورساؤ جبلی ہے اور وہ وجودِ مرادات کے پورے غلبے کا ہزاروں حصہ ہے۔

پانچواں ہامعہ

عِلۡمُکَ حَسۡبِیۡ شیخ اِس کلمہ سے اپنے نفس کو مقامِ توکل اور تفویض یاد دلاتا ہے، بنی آدم سے مراد مانگتے ہیں اور گمان توکل کے بھولنے کا ہے اِسی لئے شارع نے حاجت مانگنے سے پہلے نماز اور دعاء مشروع کی ہے تاکہ اُس زہرِ قاتل کے واسطے تریاق ہو اِسی طرح جو عارف جمع الجمع کے مرتبے کا پہنچا ہوا ہو وہ بسببِ توکل اُس کے حق میں برا نہیں ہے اور سوال تفصیلِ مراد سے اُس کے واسطے تقدیر کا حجاب نہیں ہوتا پہلے سلسلۂ توکل کو اپنے میں حرکت دیتا ہے اور نفس کو اُس کے لئے ہوشیار کرتا ہے اسلئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تفصیل سوالات میں اپنے مقام کے صدق سے گرجائے تو یہ نفس کو حرکت دینا گویا صلوٰۃ الحاجت ہے اور تریاق کی طرح ہے۔

چھٹا ہامعہ

شیخ اِس مقام میں خاص اُس کلمے کو یاد کرتا ہے جو آگ میں ڈالتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے نکلا تھا **حَسۡبِیۡ مِنۡ سُوَالِیۡ عِلۡمُهٗ بِحَالِیۡ** یعنی میرے حال پر اُس کا علم میرے سوال سے کافی ہے اور یہاں راز یہ ہیکہ جب جوئی کامل دربارِ غیب میں کسی کلمے سے اِلتجاء کرتا ہے تو وہ کلمہ مقبول ہوجاتا ہے اور ملاءِ اعلیٰ کی ہمتیں اُس کی حاجت روائی کی طرف متوجہ ہوتی ہیں پھر ملاءِ سافل میں اُس کلمے کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور پہلے اُس کے نامۂ اعمال میں خوب چمک دمک سے لکھتے ہیں اور وہاں سے اُس کی تری ملائکہ کے نفوس میں اِس طرح سرایت کرتی ہے جس طرح شہد برتن میں سے رِستا ہے اور سب اُس

کلمے کی عظمت سے واقف ہو جاتے ہیں اہلِ زمین کے لئے اِس سے بہتر کوئی اور آسان وسیلہ نہیں اور یہاں اِس آیت کریمہ کا راز **فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ** روشن ہو جاتا ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی التجاؤں کے ذکر کی فضیلت خصوصاً اِس نظم میں جو قرآن عظیم میں ذکر کی گئی ہے عبرانی و فارسی زبان میں نہیں ہیں اور یہاں سے واضح ہوتی ہے کہ اہلِ دعوت کو اِس کا بہت اعتبار کرنا چاہئے جیسے حضرت یونس علیہ السلام کی دعاء: **لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ** اور حضرت ایوب علیہ السلام کی دعاء: **اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ** اور حضرت زکریاء علیہ السلام کی دعاء: **رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ** اور حضرت نبیٔ پاک ﷺ کی دعاء: **حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ** اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء مقامِ جمال میں: **اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ** اور مقامِ جلال میں **رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ** اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعاء: **رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا** اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء مقامِ جمال میں: **اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ** اور مقامِ جلال میں **رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا** اور حضرت آدم علیہ السلام کی دعاء: **رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ**۔

ساتواں ہامعہ

جنودِ زہرہ میں جس نصرت کا تصور کیا جاتا ہے اور طلب استعدادی اور سوال لسانی کا اِس مزاج کے لوگوں کو تقاضہ کرتی ہے مخلوق سے کمالِ استغناء اور رب کے علاوہ سب سے بے نیاز ہونا اور یہ کہ دوستی و مہربانی مخلوق کے نفوس میں کسی تخصیص کے پڑے بغیر کہ اُس کے ساتھ تعظیم سے پیش آئیں نہ قہر اور نہ اُن کو فنا کرنا اور نہ اُن پر مالکانہ تصرّف کرنا اور قصدِ اصلی بشر کے افراد کی طرف اُن کی خصوصیات کے ساتھ ایک گروہ کا لحاظ جن پر نصرت ہو یہاں ضعیف ہے اسلئے شیخ نے یوں کہا **تَنْصُرُ عَلٰی فُلَانٍ اَوْ فُلَانٍ یَا عَلٰی اَعْدَاءٍ یَا عَلٰی قَوْمِهٖ** کیونکہ یہاں مقصود شخص کا حسن و کمال ہے جو کہ بشر کے بعض افراد کی وجہ سے روشن ہو جائے نہ کہ اُس

کا خراب کرنا جس کا تصور کیا گیا ہے اور نہ اُس کا اُلٹا حال اور مقہور ہونا۔

آٹھواں ہامعہ

جو شخص جنودِ زہرہ میں سے ہے اور اُس کی روحانی تنگی اگر اسماء سے کشادہ ہوتی ہے تو لفظِ عزیز و رحیم یا عزیز و غفّار سے خدا کو یاد کرتا ہے نہ کہ لفظِ عزیز و قہار سے اور نہ لفظِ عزیز و حکیم سے اسلئے کہ جو عزت زہرہ کی طرف منسوب ہے وہ رحم، لطف و دوستی سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ جہتِ قہر اور حکم اور دشمنوں کی شکست سے اسلئے کہ وہ مریخ کے منسوبات میں سے ہیں اور عزتِ موصوف حکم، سلطنت و فرمان روائے منسوبات آفتاب سے ہے لیکن لفظِ رحیم بہت عام ہے لفظِ غفّار سے اسلئے کہ رحم گناہوں کی پکڑ نہ کرنے پر پہنچتا ہے بلکہ گناہوں کو دور کرنے تک تو اُس کو مغفرت کہتے ہیں شیخ نے عام کو خاص پر اختیار کیا اور اُس کو ترجیح دی اور یہاں جان لینا چاہئے کہ قرآن عظیم کا قہر کمالات تمام کاملوں کے افراد پر ہے اِسی وجہ سے ایک جگہ عزیز و قہار لکھا ہے اور ایک جگہ عزیز و حکیم اور کہیں عزیز و غفّار اور ہر کامل اپنے مقام کے موافق ایک آیت کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے اور وہ آیت اُس کی تلاوت بن جاتی ہے اور وہ اُس آیت کا قطب ہوتا ہے۔

فقرہ نمبر۔ ۲

{ نَسْئَلُکَ الْعِصْمَةَ فِیْ الْحَرَکَاتِ وَالسَّکَنَاتِ وَالْکَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّکُوْکِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ عَنْ مُّطَالَعَةِ الْغُیُوْبِ ۰ }

ترجمہ: ہم آپ سے اپنے نفسوں کی پاکیزگی کا سوال کرتے ہیں تمام حرکات و سکنات میں جو ہمارے اعضاء سے ظاہر پیدا ہوتی ہیں اور سب باتوں میں جو ہماری زبان سے نکلتی ہیں اور سب داعیوں اور خیالوں سے جو ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں یعنی غلط عقیدے، شک و شبہ اِن غلط عقیدوں اور شک و شبہ کے شر سے اور اُن وہموں کے شر سے جو

دلوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور دور رکھتے ہیں علومِ حق اور علومِ حکمت سے مطالعہ سے جو غیب میں پوشیدہ ہیں اور عوام نہ اُن کو جانتی ہے اور نہ ہی دیکھ پاتی ہے۔

پہلا ہامعہ

فوائد: جاننا چاہئے کہ یہ فقرہ جمالی ہے اِس معنی میں کہ جو صورتِ مثالیہ اِس فقرے نکلتی ہے وہ نفوس کی اصلاح و تربیت سے مناسبت رکھتی ہے پس اگر اِس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ جو بادشاہ یا رئیس یہ چاہے اُس کی رعایا اُس سے موافق رہے اور اُس کی مخالفت نہ کرے اور اُس سے محبت رکھے اور شریعت اور عقل کے مطابق اُس کی تربیت ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ غیب سے اُس کے کام بنائے تو چاہئے کہ اِس فقرے کو پابندی سے پڑھے اور اِس پر بھروسہ کرے۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: سچے اور جھوٹے عقیدے اور اچھے یا برے راستے کے وسوسے اور خیالات اللہ کے لشکروں میں سے ایک بڑا لشکر ہے جو بنی آدم کے نفسوں پر اللہ نے مقرر کیا ہے اُن کو درجاتِ قرب و ہدایت میں پہنچائے یا عذاب دوری یا گمراہی میں تو پہلی صورتِ علمیہ انسان کے باطن میں نقش ہوتی ہیں اور قوتِ قلب اُس کی دوست ہوتی ہے اِن دونوں سے مل کر کسی چیز کی رغبت یا نفرت پیدا ہوتی ہے اور وہ رغبت و نفرت پھر مزاجِ قلب و طبع اور مُدرِکہ (وہ قوت جس سے انسان چیزوں کی حقیقت معلوم کر سکے) سے ملتی ہے اور اُسے تاکید ہوتی ہے اور پھر وہ دل کی طرف پوری ہوتی ہے پس داعیہ جس کو ارادہ کہتے ہیں اور حدیثِ نفس جس کو خطرہ (خیال) کہتے ہیں ظاہر ہونے لگتے ہیں اگر یہ نفس صحیح عقیدے رکھتا ہے اور اِس میں شک و حیرت کچھ بھی نہیں اور اُسے وہم پریشان کرنے والے بھی نہیں تو سب امور راہِ صواب پر ہوتے ہیں اور انجام کو قرب اور نجات پیش آتی ہے اور جس نفس میں برے عقیدے جمے ہوئے ہیں اور حیرت، شک و کمزوری ہے اور وہم اُس کو پریشان کرنے والے ہیں تو اُس کا انجام فسق و گمراہی اور خدا سے دوری ہے۔ {از خیالے فخر شان و ننگ شان و ز خیالے صلح شان و جنگِ شان} بہادری و نامردی، سخاوت و بخل اور ظلم و عدل سب اِسی لشکر کا کرشمہ ہے اور خیر

کے لشکر کے درمیان مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہے ایک غالب ہوتا ہے اور دوسرے کو شکست ہوتی ہے اسی لئے شیخ نے پہلے جو سوال کیا وہ حرکات وسکنات اور داعی وخطرات کی اصلاح کا کیا ہے۔

تیسرا ہامعہ

اعتقاداتِ فاسدہ کی حقیقت یہ ہیکہ کسی ایسی بات کا یقین کرے جو واقع کے خلاف ہو اور تحیّر وطلب کی حقیقت یہ ہیکہ حقیقت کے ادراک سے عاجز ہو یا قوتِ خیالیہ اور وہمیہ نے اُس کی قوتِ مُجرّدہ کو روک لیا ہو اور اُس کو امورِ حق کے اطمینان کی فرصت نہ دی ہو اور اوہام کی حقیقت یہ ہیکہ متخیّلہ اور وہم میں احتمالِ ضعیفہ پیدا ہو اور نفس کو اطمینان اور رغبتِ کلی سے باز رکھے اور اُن کی حرکات وسکنات کی مزاحمت کی مثال یہ ہیکہ مثلاً ایک شخص چاہتا تھا کہ میں کافروں سے جہاد کروں یا نہی عن المنکر کروں پھر اُس کو خیال آیا کہ کافر اور گناہ گار جو کچھ کرتے ہیں وہ سب تو تقدیرِ الٰہی ہے تو پھر میں کیوں منع کروں تو یہ مزاحمت ہوئی (قانونِ الٰہی کے خلاف روک ٹوک) اللہ کی اُن وعیدوں کی جو جہاد اور نہی عن المنکر کے باب میں وارد ہوئی ہیں یا کافروں اور گناہ گاروں کے غلبے کا وہم پریشان کرے اور اِسی طرح کلمۂ حق کہنے سے یہ باتیں مزاحمت کرتی ہیں اور اِسی طرح ارادے اور خطروں کو تم نے دیکھا ہوگا کہ آدمی ساری رات قبر کی برابر جگہ میں سوتا رہتا ہے اور اُس کو کوئی اذیت نہیں ہوتی لیکن جب اُس کے ذہن میں یہ وہم غالب ہو جائے کہ میں اِس جگہ سے کبھی نہیں نکل سکوں گا تو پھر سخت رنج ہوتا ہے بلکہ قریب ہیکہ مر جائے اور اسی طرح آدمی زمین پر پڑے ہوئے درخت کے تنے کے بقدر جگہ پر آتا جاتا ہے لیکن اگر اُسی درخت کو دو دیواروں پر پُل کی طرح رکھ دیں تو اُسے دیکھ کر اُس سے گر جانے کا وہم اس قدر ہوتا ہے کہ پھر وہ اُس پر چل نہیں سکتا اور اگر چلنے کی کوشش بھی کریگا تو بے اختیار گر پڑے۔

چوتھا ہامعہ

اعتقاداتِ فاسدہ اور تحیّر واوہام باطلہ کی دو خاصیتیں ہیں ایک تو مبداء کے اعتبار سے وہ

یہ ہیکہ اُس سبب سے اُن اشیاء کا پیدا ہونا جو قوائے بہیمیہ اور سبعیہ قوتِ عقلیہ سے مل جاتے ہیں اور ملکوت میں اُس کی کچھ اصل نہیں ہے جو اُس اصل کا سایہ ہو کر یہاں نازل ہوئی ہو۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۰

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: بری بات کی مثال ایسے برے درخت کی طرح ہے جسے زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا گیا اُس کے لئے کوئی ٹھہراؤ نہیں ہے۔

اعتقاداتِ حقہ اور اطمینان کے برخلاف کہ نفس ناطقہ موافق جبلّت کا مقتضی ہے اور جبروت و ملکوت کے رنگ سے رنگین ہونا کسب کے موافق اُس کا نتیجہ ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۰ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۰

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ اچھی بات کی مثال ایسے اچھے درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہو اُس کی ٹہنی آسمان میں ہو اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہے۔

اور دوسری خاصیت تاثیر کے اعتبار سے ہے اُس شخص کے حال میں جو اُن کے وجود کی فرع ہے تو وہ غیبوں کے مطالعے سے سترِ قلوب ہے اور آدمی کا دوڑ پڑنا مقامِ کشفِ دانش سے ہے جو جبروت و ملکوت کے نفس کی تاثیر قبول کرنے سے حاصل ہوتا ہے، اِسی اخیر خصلت کا شیخ نے ذکر کیا ہے اسلئے کہ اُس کو اِنہیں امور کی شکایت ہے کہ یہ مزاحمت کرتے ہیں اور یہ افعالِ جوارح، قلب اور زبان کی تخصیص ذکر کے لئے ظاہر کلام کے اعتبار سے علّت ہے اور باطن کلام کے اعتبار سے یہ ہیکہ شیخ اُس جماعت میں سے ہیں جو تدلّیٔ اعظم کی طرف آنکھیں لگائے ہوئے ہیں اور مبادی و اسباب کی طرف شیخ کی نسبت کا مقتضیٰ نہیں ہے۔

پانچواں ہامعہ

پاک دامنی کا سوال تمام بنی آدم کے لئے اصول میں سے ہے خاص طور پر جو تصوف کی راہ کے سلوک میں آئیں یا تصوف کی راہ پر چلنے کی امید رکھتے ہوں اُن کے لئے پاک دامنی کا

سوال کرنا بہت ضروری ہے خواہ وہ عارف مقتداء یعنی شیخ کامل ہو اور دوسروں کو کامل کرنے والا ہو خواہ مبتدی ہو جو راہِ مستقیم پر چلنا چاہے اور خواہ عام لوگ ہوں اِس لئے کہ عارف مقتداء چاہتا ہیکہ اِن سب کو اپنے خدا داد تصرّف سے راہِ مستقیم میں داخل کرے، تینوں فریق کو ہی پاک دامنی کے سوال کی بہت بڑی ضرورت ہے اِسی لئے شیخ نے حرکات وسکنات، ارادات وکلمات میں پاک دامنی کا سوال کیا ہے کیونکہ اکثر لوگ اِس گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

چھٹا لامعہ

عارف مقتدا ہر وقت اللہ کے نور کے لطیفوں سے خوبیوں سے آراستہ ہے اور اللہ کی ذمہ داری میں ہے اور فیض خاص کی پناہ میں ہے لیکن پھر بھی اُس کو کتنے ہی حادثے پیش آتے ہیں اور اُن میں سے ایک یہ ہیکہ اُس کے دل میں اللہ پر یقین تو کامل ہے لیکن ذہن میں آنے والے وسوسے اور خیالات کو وہ روک نہیں پاتا لیکن اُن کی اطاعت نہیں کرتا اور اتّصال کی حالت حاصل نہیں ہوتی اور اِس کو تفرقہ (قلب کو شک میں ڈالنا) کہتے ہیں، جس شک کو محققین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے وہی ہے جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَحْنُ اَحَقُّ بِاالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ علیہ السلام ۰ حضرت نبیّ پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کے مستحق ہیں ،اور اشارہ ہے اِس آیت کی طرف **وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ الخ.** اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے تو انہوں نے کہا کیوں نہیں (ایمان تو لا چکا ہوں) لیکن اِس لئے عرض کرتا ہوں تا کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے، تو جب دل سے یقین کر لیا تو ایمان پورا ہو گیا لیکن جب تک وہم وخیال موافق نہ ہوں تو دل کو تسلّی نہیں ہوتی۔

اور اُن مین سے ایک یہ ہیکہ سخت درد کے وقت یا تنگدستی کے وقت آدمی یقین پر جما ہوا

ہوتا ہے لیکن دل میں آنے والے وسوسے اُس کی موافقت نہیں کرتے اور صبر کا مقام حاصل نہیں ہوتا اور کبھی حدیثِ نفس کا غلبہ ہو جاتا ہے اور مناجات کی لذت حاصل نہیں ہوتی۔

اور اُن میں سے ایک یہ ہیکہ اُس کو اچھی مطلوبات کی بشارت اجمالی ہوتی ہے اور طبعیتِ بشریہ اُس سے مرکّب ہو جاتی ہے اور بہت طرح سے اُن مطلوبات خیر کا بر آنا خیال میں آتا ہے جیسے حضرت نبیٔ پاک ﷺ نے خواب میں دیکھا دین کا غلبہ ایسی جگہ ہجرت کرنے سے ہوگا جس میں بہت کھجوریں ہیں اور کبھی یمانہ کو گئے اور کبھی ہجر کو حالانکہ وہ جگہ مدینہ منورہ تھی اور اسباب میں یہ آیت نازل ہوئی، **وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ۔**

اِس بحث سے یہ جان لینا چاہئے کہ جیسے حضرت نبیٔ پاک ﷺ کبھی۔کبھی عزیمت پر عمل کرنے سے نزول فرماتے تھے اور کبھی مباحات ومکروہات پر عمل فرماتے تھے تاکہ شریعت کا بیانِ جواز اچھی طرح ظاہر ہو جائے اور وہ مباح و مکروہ آپ کے حق میں عزیمت کی قسم سے ہوتا تھا بیانِ شریعت کے مقرر ہونے کی وجہ سے اِسی طرح احوال ومقامات میں خود بھی خدا تعالیٰ سالک کو تنزّلی میں لاتا ہے بعضے پست موضوعوں میں اور اُس کی پستی سے آگاہ کرتا ہے تاکہ وہ صورت یادگار ہو جائے اور امّت میں جو اہلِ ارشاد لوگ ہیں اُن کو عبرت حاصل ہو اور حقیقت میں وہ پستی کمالِ بلندی ہوتی ہے کہ اُس سے تمام لطائف کا حق ادا کیا جاتا ہے اور اُس سے مصلحتِ کلّیہ کی خارجیّت پوری کی جاتی ہے اور امام قائم ہونے میں کاملوں کے موافق اختلاف اُن کے طبقوں کے اور اُس اسباب میں سے یہ آیتیں ہیں، **وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۰ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۰ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۰**

اور اُن میں سے یہ ہیکہ کبھی اہلِ ارشاد کو کسی کام پر ہمت باندھیں گے عام لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے وقت اُن کے کلام میں قوم کے اختلاف کا اور وعدے پورا کرنے میں دیر کرنے کا وہم گھیر لیتا ہے جیسے حضرت یونس علیہ السلام کو اتفاق ہوا اور دل جمعی حاصل نہیں ہوئی اور کچھ پیش نہیں جاتا ہے اسلئے کہ یہ مقام ہیں اور اِن میں سے اکثر مقام اہلِ ارشاد کے

لئے پریشانی کے ہیں۔

ساتواں ہامعہ

مبتدی کے لئے اوہام وظنون کی مزاحمت کے مقام بہت ہیں اُن میں سے ایک یہ ہیکہ وہ اُس وقت کے اوراد واذکار میں مشغول ہو اور قلب، روح وستر وغیرہ کے معاملات سے کچھ نمائش نہ دیکھے اور اِس وجہ سے افسوس، بے قراری اور ناامیدی ہو اور اُن میں سے جس وقت اصل نسبتِ حضور سے اُس کو مشرّف کریں لیکن طبیعتِ نفس سے ایک سیاہ دھواں اٹھے اور اُس حضور کو منتشر کردے مادّۂ منی کے مجرّد ہونے کی وجہ سے یا سودا وخون کے بکثرت بُرے اختلاط کی وجہ سے جو غیر طبعی ہوں یا اشیاءِ محسوسہ کی وجہ سے محبت وعادت کی اِس حالت میں ایک عجیب قلق عارض ہو بلکہ بعض وقت اپنے مارڈالنے کا خطرہ پیدا ہو اور اُن میں سے اُس وقت کچھ لطیفۂ قلب آگاہ ہو جائے اور نسبتِ حضور سے مشرّف ہو جائے اور وہاں حیرت و دہشت دامن گیر ہو اور یہ حالتِ حضور کے ساتھ ایک حالت پیدا کرے اور یہ اُس کو توحیدِ وجودی جانے اور اُن میں سے اُس وقت جو عین واحدہ میں اشیاء کا مضمحل ہونا اور بہت صورتوں میں امرِ واحد کا ظہور اُس پر منکشف ہو اور ابھی ہر حقیقت کے حکم سے ارتباط کا راز ظاہر نہ ہوا ہو تو حیرت میں رہ جائے اور کبھی ہوتا ہے تو شریعت اور عقل کے احکام سے باہر ہو جاتا ہے اور شطح کہتا ہے اور عملِ خیر میں سستی وکاہلی کرتا ہے اور اُن میں سے اُس وقت کہ توحیدِ افعال کا کچھ راز منکشف ہو جائے اور سبھی کا راز ابھی کشادہ نہ ہو کہ نسبت کی نفی کرے اور ایسا ہو کہ اچھے کام بتانے والوں اور بُرے کاموں سے روکنے والوں سے لڑے اور تقدیر کو مضبوطی سے تھام لے اور اُن میں سے ہے حضرت علیؓ کی حدیث: **اَنَّمَا اَنْفُسَنَا بِيَدِ اللّٰهِ** ۰ تو حضرت نبیِّ پاک ﷺ نے اِس آیت کو تلاوت کیا: **وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا** اور یہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے ابتدائی سلوک میں تھا۔

آٹھواں ہامعہ

عام لوگوں کے لئے قدم پھسلنے کی بہت سی جگہ پیش آتی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہیکہ

سالک جب اپنے پیر و مرشد کو دیکھتے ہیں کہ کبھی بھوک میں، کبھی پیاس میں، کبھی درد میں، کبھی بیوی کی خواہش میں، کبھی گرمی میں، کبھی سردی میں اور کبھی بیوی بچوں پر شفقت کرنے میں اور ایسی۔ایسی باتوں میں مشغول ہوتے ہوئے تو اُن کے اندر اعتقاد میں فتور آجاتا ہے، **مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ.**

اور اُن میں سے یہ ہیکہ جب کبھی کسی سے وعدہ ہوتا ہے اور اُسے پورا کرنے میں دیر ہو جاتی ہے تو بدگمان ہو جاتے ہیں، **حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا اَیْ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْوَحْیَ لَمْ یُطَابِقِ الْوَاقِعِ.** (قوم کے بعض ایمان والوں نے یہ گمان کیا کہ وحی واقع کے مطابق نہیں ہوئی)۔

اور اُن میں سے یہ ہیکہ پیر و مرشد سے کرامات کو طلب کرتے ہیں اور امور میں تصرّف کو اور جب وہ اُس سے ظاہر نہیں ہوتا تو بدگمان اور بداعتقاد ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں ہر ولی سے صرف وہ کرامات ظاہر ہوتے ہیں جو اُس کے کوکب مُستتر کے مناسب نہ ہوں اور نہ اُس کے سوا، قرآن عظیم میں کئی جگہ یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی قومیں اُن پر معجزوں کا اعتراض کرتی تھیں اور نہیں پاتی تھیں۔

اور اُن میں سے یہ ہیکہ ولایت کے معاملے میں دوسرے اولیاء سے احوال و مقامات میں اور مخلوق کے ساتھ سلوک کرنے میں اختلاف دیکھتے ہیں حالانکہ کوئی ولی متوکل ہوتا ہے، کوئی مخلوق سے دوستی رکھتا ہے، کوئی اُن سے دوری اختیار کرتا ہے کوئی ولی کسی نسبت کا حامل ہوتا ہے اور کوئی کسی نسبت کا سب کی نسبتوں کا رنگ الگ۔الگ ہوتا ہے تو یہ معاملہ دیکھ کر سالکین حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔

نواں ہامعہ

کبھی تدلّیٔ کل سے ایک خاص نور نازل ہوتا ہے اور اُس شخص کا مکمل احاطہ کرلیتا ہے اور یہ ایسے معنی کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر حدیثِ پاک میں آیا ہے، **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا الخ** اور جب یہ نور جگہ پکڑ لیتا ہے تو اُس شخص کو پاک دامنی حاصل ہو

جاتی ہے اور وجوہات میں سے کسی وجہ سے فعل کی نسبت اللہ جلّ وعلا کے ساتھ ثابت ہوجاتی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے، فَإِذَا اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِه. اور جیسا کہ قرآنِ پاک میں آیا ہے، اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ، وَمَارَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. اور وہ حالتِ عجیبہ کامل افرادِ بشر کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ اِس فقرے کے بطون میں سے ایک ہے۔

فقرہ نمبر۔۳

{فَقَدِ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالاً شَدِيْداً وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْراً ۰}

ترجمہ: اِس وجہ سے پاکدامنی کا سوال کرتا ہوں کہ یقینا مسلمانوں کو بڑا امتحان پیش آ گیا ہے اور وہ بڑی سختی سے ہلا دئے گئے ہیں (اِس امتحان کی وجہ سے) اور میں اِس وقت پاک دامنی کا سوال کرتا ہوں اسلئے کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے اللہ اور اُس کے رسول نے صرف دھوکا دینے کا وعدہ کیا تھا۔

پہلا ہامعہ

فوائد: جو شخص اچھے حال سے بُرے حال میں پڑ گیا جیسے اسراف، فسق اور نامرد و عاجز یا حدیثِ نفس نے اُسے پریشان کیا ہو یہ فقرہ اُس کے لئے بہت مناسب ہے اُس کا بہت تلاوت کرنا اُسے اُن بلاؤں سے نجات دیگا۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: لفظ فقد میں فا سببیت کے لئے ہے اور لوگوں کا بلاؤں میں واقع ہونا اور اُن بلاؤں کا ظاہر ہونا پاکدامنی کے سوال کا سبب ہوسکتا ہے اور لفظ اِذ کا عطف کلامِ مقدّم کے معنی

پر ہے اسلئے کہ پاکدامنی کا سوال مؤمنوں کے امتحان کے وقت بھی ہے اور منافقوں کے انکار کا وقت بھی اور ابتلاء سبب نہ بنے مگر وقت کے ملنے کے ساتھ اسلئے ایسے مقام پر وقت کو سب کی جگہ ذکر کرتے ہیں جیسے تم نے لَمّا و اِذَا میں جانا ہوگا اسلئے کہ ایک کا عطف دوسرے پر باعتبار معنی کے اُن دو وجہوں سے صحیح ہے اور یہاں شیخ نے کتاب اللہ کی نظم کے موافق قصد کیا ہے سوائے اُس کے کہ لفظِ لَکَ کے بجائے فَقَالَ لایا کہ اُس کا ربط پہلے کلام کے ساتھ ظاہر ہو۔

تیسرا لامعہ

یہ آیت واقعہ احزاب میں نازل ہوئی تھی جس وقت کافروں نے مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا تھا اور حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خندق کو قلعہ بنایا تھا اور رسد بند ہوگئی تھی اور ایک سخت حالت پیش آئی تھی مؤمن وعدہ کی تصدیق ہر وقت مضبوط رکھتے تھے مگر وہم وخیال کی اطاعت نہ کرتے تھے اور مغلوبیت کے سببوں کی جہت سے غلبے کے وعدے کا اطمینان میسّر نہ ہوتا تھا اور منافق طعنے دیتے تھے اور جو نہ کہنا تھا وہ بھی کہتے تھے فوراً اللہ تعالیٰ کی مدد آپہنچی اور ایسی ہوا چلنے لگی کہ کافر لوگ پریشان ہوگئے اور مسلمانوں کو تقویت پہنچی اور اُس ہوا کی وجہ سے وہ بلا دور ہوگئی اور وہ مصیبت جاتی رہی شیخ اِسی حالت کو یہاں یاد کرتا ہے۔

چوتھا لامعہ

غرض اِس آیت کے یاد کرنے سے اور اِس قصد سے دو چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ سوال کرنے والے اور پناہ طلب کرنے والے کے لئے یہ ادب ضروری ہیکہ جو حالت مطلوب ہو یا جس سے نفرت ہو اپنے سوال یا پناہ کے وقت اُسے اپنے پیشِ نظر کرکے یاد کرے تاکہ ہمت اُس حالت کو پہنچے اور دعاء کی تاثیر میں ہمت اصل ہے، حدیثِ پاک میں آیا ہے، **وَاذْكُرْ بالسداد سداد السهم و بالهداية هدايتك الطريق** ۰ تو شیخ اِس قصے کے ذکر سے اپنے اصحاب کے دل کی پریشانی اور اپنے طریقے کے منافقوں کا طعنہ مستحضر کرتا ہے اور اُس حالتِ نفرت سے بھاگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے اِلتجا کرتا ہے جیسا ہم کہہ چکے ہیں کہ

حضرات انبیاء علیہم السلام کی سرگذشت اُنکی قوم کے ساتھ اہلِ ارشاد کے احوال کو یاد دلاتی ہے دوسرے یہ غرض ہیکہ اِس قصے کے ضمن میں رجاء کے اسباب کو قوت دیتا ہے اور حسنِ ظن کے تاروں کی رسّی بٹتا ہے گویا یوں کہتا ہیکہ جو حالت مجھ کو پیش آئی ہے وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو پیش آئی تھی جو یقیناً مجھ سے بہتر تھے اور کریمِ مطلق کے کرم نے اُس کا تدارُک کر دیا تھا اور مجھے قوی امید ہیکہ اللہ تعالیٰ اُسی طرح میری بھی دستگیری کریگا اور حدیثِ پاک میں آیا ہے، **حُسْنُ الظَّنِّ لِلّٰہِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ ٥** یعنی اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا سب اعمال سے افضل عمل ہے۔

فقرہ نمبر۔ ۴

{ فَثَبِّتْنَاوَ انْصُرْنَا وَسَخِّرْلَنَا ھٰذَاالْبَحْرَ كَمَاسَخَّرْتَ الْبَحْرَلِمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ، وَسَخَّرْتَ النَّارَلِاِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ، وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِیْدَ لِدَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ، وَسَخَّرْتَ الرِّیْحَ وَ الشَّیٰطِیْنَ وَالْجِنَّ لِسُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ، وَسَخِّرْلَنَا كُلَّ بَحْرٍ ھُوَلَکَ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنیَا وَبَحْرَالْاٰخِرَةِوَسَخِّرْلَنَا كُلَّ شَیْءٍ، یَا مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ ٥ }

ترجمہ: پس ہم کو ثابت قدمی عطاء فرما اور ہماری مدد فرما اور اِس دریا کو ہمارا مطیع بنا دے جیسے تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کو مطیع کیا اور جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو مطیع کیا اور جیسے تو نے حضرت داوٗد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں اور لوہے کو مطیع کیا اور جیسے تو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا، شیاطین اور جنّات کو مطیع کیا اور ہمارے لئے تمام دریاؤں کو مطیع کر دے جو تیری ملکیت میں ہیں زمین و آسمان میں اور عالم ملک اور عالم ملکوت میں اور دنیا و آخرت کے دریا اور ہمارے لئے ہر چیز کو مطیع کر دے اے! وہ ذات جس کے قبضے میں تمام چیزوں کی سلطنت ہے۔

پہلا ہامعہ

فوائد: اعمالِ تصریفیہ کے اعتبار سے یہ جملہ دو باتوں کی صلاحیت رکھتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص آزردہ و پریشان ہو یا حدیثِ نفس اور وسوسوں کی کثرت نے اُس کو گھیر لیا ہو تو اُس کا علاج یہ ہیکہ **نَسْئَلُکَ** کے فقرے کے ساتھ **فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا وَسَخِّرْلَنَا هٰذَا الْبَحْرَ** کے فقرے کو ملا کر کثرت سے پڑھے اِسی طرح کوئی شیخ یا رئیس ہو کہ اُس کو کوئی حادثہ پیش آجائے کہ اُس کے موافق دوست اور منافق دشمن اُس کی شان میں قیل وقال کریں تو اِس کا تدارک بھی یہی عمل ہے اور لفظ **شَدِیْدًا** کو پڑھتے وقت دوستوں کی صورت اور اُن کی گفتگو کو یاد کرے اور مبالغہ کرے اور ہاتھ سے ردّ و ابطال کا اشارہ کرے اور جب **وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ** سے **غُرُوْرًا** تک پڑھے تو دشمنوں کی صورت اور اُن کی مخالفت کا خیال کرے اور ردّ وابطال کرے۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: ہر چند اِس دعاء کے الہام ہونے کا سبب دریا کا واقعہ ہے لیکن دریا سے نشاۃ کلیّہ کا ارادہ کرنا جو مختلف الآثار افراد پر مشتمل ہے یا اُس کام کا ارادہ کرنا جو بہت فعلوں پر موقوف ہو اِسی لئے شیخ دعاء کے آخر میں کہتا ہے **وَسَخِّرْلَنَا كُلَّ بَحرٍ هُوَلَکَ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْمُلْکِ وَالْمَلَكُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنيَا وبَحْرِ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْلَنَا كُلَّ شَيْءٍ يَامَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ.**

لہذا دعاء پڑھنے والے کو چاہئے کہ جب **وَسَخِّرْلَنَا هٰذَا الْبَحْرَ** پر پہنچے تو اپنی مراد کا دل میں خیال کرے کوئی بیماری ہو یا اٹکا ہوا کام ہو یا دو قوموں میں جنگ ہو۔

تیسرا ہامعہ

تسخیرِ نشأت میں سے یہ معنی ہیں کہ ملاء اعلیٰ سے الہام وحالات اُس شخص کی آسودگی اور اُس کی مراد برلانے کو اُس نشأت میں جاری ہوں تا کہ طبیعتیں اور خواص اُس نشأت کے

دعاء پڑھنے والے کے نفس سے مخالفت نہ کرے اور اُس کو اُس کی مراد مل جائے، مثلاً : جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی قوم سے رہائی پائی تو ملاء اعلیٰ کی ہمتوں کے احالہ نے دریا کے اجزاء میں مخالف ہوائیں ڈال دیں تو دریا کے ہر طرف ایک بڑا پہاڑ قائم ہوگیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا تو ملاء اعلیٰ کی ہمتوں کے احالہ نے دریا کو مسخّر کر دیا کہ پہاڑ اُن کی تسبیح کا جواب دیتے تھے اور لوہا نرم ہوگیا تاکہ لڑائی میں پناہ حاصل ہو اور اہل وعیال کی معیشت کی وجہ بہت آسانی سے دور رہو اور ہوا اور شیاطین کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخّر کر دیا کہ وہ جہاں چاہتے تھے ہوا لے جاتی تھی اور وہ جو کام چاہتے تھے جنّات اُس کو انجام دیتے تھے۔

چوتھا ہامعہ

اُن پیغمبروں کا ذکر جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں کو مسخّر کر دیا تھا اُن میں سے ایک یہ ہیکہ مراد کو متحضر کرے اور اپنی آنکھوں کے سامنے موجود جانے دوسرا یہ کہ مراد پوری ہونے کی امید قوی ہو جیسا کہ ہم نے **فَقَدِ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ** کے فقرے میں تقریر کی ہے پھر اُن چار خاص پیغمبروں کا ذکر اِس سبب سے ہیکہ اُن کا واقعہ چاروں عنصر کی تسخیر پر مشتمل ہے دریا، ہوا اور آگ تو خود ظاہر ہے اور پہاڑ اور لوہے میں اکثر خوک ہوتی ہے اور یہ دونوں بھی خاک کی قسم سے ہیں، شیاطین کی ترکیب میں ہوا غالب ہے اور اُس کے بعد آگ ہے جب آسمان کے نیچے چار عنصر کے علاوہ جو اِن سے مرکب ہو موجود نہیں ہے تو چاروں کا ذکر کیا اور بعضے مرکبّات کو بھی گویا شیخ کہتا ہیکہ چاروں عنصر اور مرکّب کو اپنے خاص بندوں کو مسخّر کیا۔

پانچواں ہامعہ

حدیث پاک میں ہیکہ آدمی کو روٹی جب نصیب ہوتی ہے جب تین سو ساٹھ افراد کی کوشش مکمل ہو جاتی ہے تب جا کر روٹی کا لقمہ آدمی کے منھ تک پہنچتا ہے، اُن میں سب

سے پہلے تو میکائیل علیہ السلام ہیں جو رزق تقسیم کرتے ہیں اور بارش برسانے کا نظام بناتے ہیں اور سب سے آخر میں روٹی پکانے والا ہوتا ہے اور یہ مثال اِس لئے بیان کی ہیکہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے ایک نشاء کی تسخیر میں بہت سے نشأت چاہیئے اور اُن میں سے بعضوں کو بنی آدم جانتے ہیں، بعضے نشأت بمنزلہ مادّہ کے ہیں، بعضے متلازم، بعضے متجاوز، اور بعضے اُس کے آثار پورا کرنے والے مثلاً: اللہ تعالیٰ نے کسی مالدار کو کسی فقیر کے لئے مسخر کر دیا کہ وہ اُسے کچھ تحفے بھیجے تو یہاں ہزار نشأت مسخر ہوئے جب فقیر کے ہاتھ میں وہ تحفہ پہنچا اِسلئے کہ پہلے تو قوتِ علمیّہ اِس مالدار کے لئے چاہیئے کہ وہ اُس کے فقر اور حاجت کو سمجھے اور اُس کو دینے میں ثواب کا یقین رکھے پھر اُس قوت علمیّہ سے قوتِ عازمہ یار ہو اور اُس خطرے کی تقویت کرلے بعد اِس کے کہ اُس کے پاس ہر جہت سے مال جمع ہوا ہوتا کہ اُس کے لئے اُسے تحفہ بھیجنا آسان ہو اور اِس کے بعد اُس کا خزانچی بھی مطیع ہو وہ تحفہ بھیجنے میں تاخیر نہ کرے اور نافرمانی نہ کرے پھر اُس کو جس کے ہاتھ بھیجے وہ بھی مطیع ہو کہ وہ غلطی نہ کرے اور دیر نہ لگائے **عَلٰی هٰذَا الْقِیَاسِ** باقی نشأت ہیں کہ اُن کا ذکر بہت ہی طویل ہے شیخ کو جو یہ سب علمِ لدنّی سے پہچانتا ہے اُسے اپنے سوال میں تعلیم کرتا ہے کہ **سَخِّرْ لَنَا کُلَّ بَحْرٍ وَسَخِّرْ لَنَا کُلَّ شَیْءٍ** اور دوسرا کلمہ پہلے کلمے سے بھی زیادہ عام ہے کیونکہ بحر تو ایک نشأ کلیّہ ہے اور مجموعہ کل کو کہتے ہیں اور لفظ شئی کا فرد اور جزء دونوں پر اطلاق کرتے ہیں۔

چھٹا لامعہ

وَسَخِّرْ لَنَا کُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَکَ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنیَا وَبَحْرِ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْ لَنَا کُلَّ شَیْءٍ، یَامَنْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ۔

شیخ اِس فقرے میں اللہ کی اُس قدرت و جوبیہ کا استحضار کرتا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور اِستحضار میں فائدہ یہ ہیکہ اِلتجا کہ صدق اور امید اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے اور یہاں یہ جان لینا چاہئے کہ ہر شئی کے لئے ایک خاص ملکوت ہے اور خاص شریعت ہے اسلئے کہ صورت نوعیہ اور صورتِ شخصیہ دونوں کا الگ-الگ مقتضیٰ ہے اور ہر نشاء کی صفات کا قبض و بسط اُس نشاء کی طبیعت کے موافق ہوگا اور تجلّیٔ اعظم کو جب نفس کلیّہ نے ذاتِ بحت (وہ مرتبہ جس میں ذات

کے ساتھ کوئی اعتبار نہیں) قبول کیا جیسے آئینے میں آفتاب کی صورت تو ضرور ظاہر ہوئی لیکن اُن سب میں اُس کا قہر جو نفس کلّیہ میں پیدا ہوگا وہ ہر چیز میں اُسی کی راہ سے آیا اور اُس کا خاص فعل جو قہر ہے ہر جائے اُسے جائے کے رنگ سے رنگین ہوگیا اسلئے کہ ہر چیز کا قہر خاص اُسی چیز کا ملکوت ہے۔

ساتواں ہامعہ

کبھی ایسا ہوتا ہیکہ ملکوتِ مثال کو ایک شخص کے لئے مسخر کرتے ہیں اور ملکوتِ شہادت کو نہیں کرتے اُس کے وجودِ غنا یا ریاست مراتب میں سے کسی مرتبے میں اور قوائے فلکیہ جو اُس شخص کے طالع میں پیدا کی ہیں اُسے کوتاہ کرتی ہیں، خارج میں تو ظاہر نہیں ہوتا مگر اُس کا چوتھائی یا تہائی اور اُس کا ملکوتِ مثال مسخر ہوا ہے ملکِ شہادت نہیں ہوا اور اِسی طرح کبھی ایسا ہوتا ہیکہ سماوی تدبیر کو اُس شخص کی مراد کے موافق بسط کرتے ہیں اور تدبیرِ ارضی اُس سے تنگی کرتی ہے تو مدبّر السموات والارض کا حکمِ عدل یہ ہوتا ہے کہ تدبیرِ سماوی کو اِس قدر قبض کرتے ہیں تاکہ تدبیرِ ارضی سے منافقہ نہ کرے جیسے قوائے فلکیہ ایک شخص کے سفید ہونے کا تقاضہ کرے حالانکہ وہ شخص حبشہ میں پیدا ہوا ہے، بعضے اہل اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ صورتِ مثالیہ کو دریافت کرلیتے ہیں اور وہ صورتِ مثالیہ بقدرِ وسعت خارج میں حادث ہوتا ہے اور وہ اُس کی خبر دیتے ہیں اور قیاس سے اُس حادث مقدار کو مقرر کرتے ہیں اور وہ غلط نکلتا ہے شیخ اپنے علمِ لدنّی کی وسعت کی وجہ سے جو خدا نے اُسے دیا ہے اُن امور کو پہچانتا ہے اسلئے وہ کہتا ہے: **وَسَخِّرْلَنَا کُلَّ بَحْرٍھُوَ لَکَ، ھُوَلَکَ فِیْ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ.**

آٹھواں ہامعہ

بحرِ دنیا کی تسخیر سے مراد یہ ہیکہ دنیا کے نشأت کے ملاءِ اعلیٰ کی ہمتوں کا اثر قبول کرنے کو جو دنیا کی سعادت ہے یعنی مال زیادہ ہونا، اولاد ہونا، اچھے دوست ہونا، لمبی عمر ہونا، اطمینانِ نفس اور امورِ معاش کا باآسانی وجود میں آجانا وغیرہ اور بحرِ آخرت کی تسخیر سے مراد یہ ہیکہ اُس شخص کی عبادت نامۂ اعمال میں بہت اچھی طرح لکھی جائے اور اُس کے اُترنے کی جگہ کو

ناقص نہ کردے اور مقامِ علّیین سے پاکیزہ ہوائیں اُس عمل کی صورت میں آئیں اور کچھ ایسا ہو کہ ہر وقت اُس میں بڑھوتری اور زیادتی ہی ہوتی رہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہیکہ: يُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ وَلَدَهٗ ٠ یعنی اُس کی ایسی پرورش کرتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیٹے کی پرورش کرتا ہے اور قوتِ مثالیہ قیامت کے دن اُس کی طبیعت کے اعتبار سے شرح کرے۔

نواں ہامعہ

صورتِ غیبیہ جو ملکوت میں پہلے تصور ہو چکی ہے عالَمِ شہادت میں آتی ہے اور وہاں سرایت کرتی ہے۔ بنی آدم کے کمالِ نفوس میں چمکنے اور کمالِ غلبہ سے ظہور کرتے ہیں جب یہ قدس کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں تو یہی شرح کی تسخیر اور اُس کی بعض صورتوں کے وقوع کا بیان ہوتا ہے۔

فقرہ نمبر۔۵

{كٓهٰيٰعٓصٓ اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ، وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ، وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ، وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ، وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحٰفِظِيْنَ، وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ٠}

ترجمہ: تو ہماری مدد فرما اسلئے کہ تو سب سے بہتر مددگار ہے اور تو ہمارے لئے (ہر تنگ راہ کو) کھول دے اسلئے کہ تو سب سے بہتر (ہر تنگ راہ کو) کھولنے والا ہے اور تو ہماری مغفرت فرما اسلئے کہ تو سب سے بہتر مغفرت کرنے والا ہے اور تو ہم پر رحم فرما اسلئے کہ تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے اور تو ہم کو روزی دے اسلئے کہ تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے اور تو ہماری حفاظت فرما اسلئے کہ تو سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور ہمیں ہدایت عطاء فرما او ور ظالموں سے ہمیں نجات عطاء فرما۔

پہلا ہامعہ

فوائد: اگر کچھ لوگوں کی اپنے دشمنوں سے لڑائی ہو جائے اور ہر ایک اپنی طاقت کے موافق دشمنی کرے اور ہمت اور کوشش سے ایک دوسرے پر غلبہ چاہیں تو یہ فقرہ اِس کی صلاحیت رکھتا ہیکہ کثرت سے اِس کا وِرد کرنے سے عین لڑائی میں اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت نازل ہو جائیگی اور دشمن پر فتح حاصل ہو جائیگی۔

اِسی طرح کوئی ایسا اٹکا ہوا کام ہوکہ اُس کی تدبیر سے عاجز ہوں یا کوئی ایسی سخت بیماری ہوکہ اُس کے علاج سے طبیب عاجز ہوں تو اِن سب کے لئے اِس فقرے کا کثرت سے وِرد کر نے سے اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت نازل ہو جائیگی اور کام بن جائیگا اور مرض سے شفاء مل جائیگی خواہ اُس کو جانے یا نہ جانے اِس راز کے ظہور میں آجائیگا۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: جب اوّل کلام میں ذکر کیا گیا **فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ** پھر شیخ نے چاہا کہ اُس کی مزید تشریح کرے تو اُس نے تین فقرے بیان کئے **اُنْصُرْنَا** الخ، **وَهَبْ لَنَا** الخ، **اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا** الخ. اسلئے کہ عجز و زاری و انکساری کے مقام میں جس قدر عجز و اِلحاح زیادہ کرے اِسی قدر قبولیت کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

تیسرا ہامعہ

یہ فقرہ گویا سعادتِ زہرہ کی صورت ہے اور اُس پر آمادہ کرنے والی کوئی طبیعتِ زہرہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے جو شیخ کے مزاج میں چھپی ہوئی ہو اور اِس مقام پر یہ بھی جان لینا چاہئے کہ کاملین کو جو الہامات ہوتے ہیں وہ اپنے ساتھ بعض کواکب کے خواص کو اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

انجیل میں ایک قصہ ذکر کیا گیا ہے جس کو خلاصہ یہ ہیکہ بعض لوگ عبادت گاہوں میں کبوتر بیچتے تھے غیرتِ الٰہی جوش میں آئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نفس کو اپنے ہاتھ بنایا

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوشش کر کے گدھا حاضر کیا اور اُس پر سوار ہوئے اور آپ کے حواری آپ کے رکاب میں تھے اور بچو بڑھو کہتے ہوئے اُن عبادت گاہوں میں پہنچے اور اُن کبوتر فروشوں کو بہت جھڑکا اور ملامت کی تو اُن لوگوں پر ہیبت الٰہی غالب ہوگئی اور اُن میں سے بعض باز آگئے اور بعض بھاگ گئے اور یہ ایک بڑا عظیم واقعہ گزرا ہے جس کی پہلے نبیوں نے بشارت دی تھی اور بعض مؤرخین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام میں کنایۃً راکبِ حمار کہتے تھے سو اِس واقعے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گدھا منگانا اور اُس پر سوار ہونا اور حواریوں کا بچو بڑھو کہتے ہوئے ساتھ ہونا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں ستارہ مشتری جو بُرج حوت میں ہے پوشیدہ تھا اور یہ صورت اُس مشتری سے بہت مناسبت رکھتی ہے گویا کواکب کے دفتر میں ملکوت کے دفتروں میں سے لکھا گیا تھا کہ منسوباتِ مشتری سے جو حوت میں ہے ایک شخص امرِ الٰہی کا ٹھکانا اور عنایتِ الٰہی کے ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ ہوگا، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر داعیہ نازل ہوا تو اپنے ساتھ اُس مشتری کی تمام صورت کو لے لیا اور یہ صدق کی انتہاء ہے جیسے آئینے کے صدق کی انتہاء یہ ہیکہ دیکھنے والے کی مکمل صورت بنا کسی کمی و زیادتی کے اُس میں نظر آئے عَلیٰ ھٰذَ االْقِیَاسِ اِس دعاء میں ہیکہ معراج روحانیت میں سے ہے۔

تمام سعادت زہرہ کی ظاہر ہوئی آپ ہی آپ چمکنا اور محبت اور مہربانی میں لوگوں کا رجوع ہونا اور اٹکے ہوئے کاموں کا پورا ہو جانا تاکہ انتظار کا رنج نہ اٹھانا پڑے اور گناہ دور ہونے، آلودگیاں اور ناپاکیاں زائل ہونے، رحمتِ الٰہی، رزق کی کشادگی اور حفاظت و ہدایت سب اِس مقام کے شعبدوں ہیں۔

چوتھا لامعہ

جیسے یہ فقرہ زہرہ کی سعادت سے مناسبت رکھتا ہے اِسی طرح ٹھیک نمونہ ہے اُس حالت کے لئے جو علّیین میں انسان کو پیش آئیگی اُن کو رحمتِ الٰہی نے بغل میں لیا تو ایک مقدّس خوشی جس کو نصرت کہتے ہیں خود بخود فوری کی شمع کی طرح چمکنے لگی اور جو اُس شخص سے کام متعلق ہیں وہ غیب سے درست ہو جانے اور ہیبتِ تاریکِ سفلیہ سے بیزاری کہ اُس کو مغفرت کہتے

ہیں اور اُنس کی رُو سے قدس کی طرف کشش جانب مقدس کی رغبت اُس کی طرف بہتری کے پہچاننے کی وجہ سے کہ اُسے رحم کہتے ہیں اور جو چیزیں اُسے درکار ہوں وہ پہچانیں کہ اُسے رزق کہتے ہیں اور سب غلط و بُری باتوں سے بچانا کہ وہ حفظ ہے شیخ اِس فقرے میں ہیبتِ علیین کو اِس وجہ سے بیان کرتا ہے اسلئے کہ اس سے بہتر کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

پانچواں ہامعہ

یہاں جان لینا چاہئے کہ جب تسبیح پڑھنے والا ایک کلمے کو کثرت سے پڑھتا ہے تو اُس کے موافق اُس کلمے سے ایک حقیقتِ مثالیہ پڑھنے والے پر نمایاں ہوتی ہے اور ذکروں اور وِردوں کی مراد کا جو مناجات کی حلاوت میں قرار پکڑنے کے لئے اُس کی ہمیشگی مطلوب ہے البتہ لحاظ اِس کا کرنا چاہئے کہ ماہر طبیب غذائیں اور دوائیں منتخب کرنے میں اُس حالت کی رعایت کرتا ہے جو کیلوس و کیموس کے بعد آدمی کے بدن میں پیدا کرتی ہے یعنی اختلاط کے فساد کو دور کرنا اور اُس کا کم یا زیادہ کرنا، اِسی طرح محقق عارف اُس صورتِ مثالیہ کے مزاج کا دعاء کے لفظوں میں لحاظ کرتا ہے تو اگر کوئی کلمہ صرف ذاتِ الٰہیہ پر کسی وصف کے اوصاف میں سے بغیر ملاحظہ کے دلالت کرتا ہے تو صورتِ مثالیہ اُس کے نہایت تجرّد اور باریکی کے ہوگی اور سب آدمیوں کی طاقت اُس کے اٹھانے سے عاجز ہوگی اور اُس کو کثرت سے پڑھنے سے احکامِ بشریت کے نکل جانے کا فائدہ ہوگا اِسی لئے شریعت میں ذکروں کے باب میں کوئی کلمہ ایسا نہیں جو صرف ذات پر دلالت کرے مثلاً: اللہ، الہ یا ھو بلکہ اجمالی ہے جس سے ذاتِ الٰہی کی طرف التفات ایسا ہوتا ہے جو طبعی ہے کہ فی الجملہ ایک طرف واقع ہوتی ہے جب غور سے نظر کریں تو سلب و ایجاب کی تحقیق کی طرف مثلاً: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۰ شریعتِ الٰہی نے اِن ذکروں کو ذکرِ ذات کے قائم مقام کیا ہے خصوصًا اللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ذکرِ ذات کی نیابت میں داخل ہے اِسی لئے اکثر جگہ یہی مطلوب ہے اور ذکرِ صفات کے شمار میں سوال و پناہ کو اور صفاتِ تفصیل سے آیاتِ قدرت کو مقرر کیا ہے جیسا کہ آیت الکرسی کے شروع میں ہے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الخ اور

سورۂ حشر کے آخر میں ہے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الخ اور سورۂ غافر کے شروع میں ہے تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۰ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ ۰ اور سورۂ اخلاص میں ہے اَللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ ۰ اور یہ راز قرآن عظیم کے رازوں میں سے بہت ہی گہرا ہے پس اِس میں خوب غور کرو اور اگر کلمہ دشمنوں کے قہر اور اُن کے فنا کرنے اور اُن غضب نازل ہونے پر دلالت کرے تو صورتِ مثالیہ نہایت شدت اور غلبے میں ہوگی اور قوتِ ناطقہ اُس کو نہیں سنبھال سکے گی جب تک اُس میں کلمۂ جمالیہ نہ ملالیں اِسی لئے قرآن عظیم میں وعید کے ساتھ وعدہ کو اور عذاب کے ساتھ ثواب کو اور تہدید و توبیخ کے ساتھ لطف و احسان کو ملا دیا ہے یا اضطراب کا دور کرنا اور اُن کی تسلّی اور اللہ تعالیٰ کی اچھی بخششوں کی طرف التفات جیسے سورۂ یٰس کی پانچ آیتیں جو دل کی تسلّی پر دلالت کرتی ہیں اور اُن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار ہے اُن کو مقدم کیا پھر اُس کے بعد فرمایا اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا.

غرض یہ ہیکہ بس یہی آیت ہے جس کے بارے میں شیخ کو منظور تھا کہ اِس کے ذریعے ننگی تلوار دشمنوں پر مارے اِس لئے کہ وَاطْمِسْ عَلٰی وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلٰی مَکَانَتِهِمْ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ. اِسی واسطے اُس کے کمالِ معرفت خواص اسماء الٰہیہ نے اِس پر آمادہ کیا تا کہ دو تین فقرے جمالیہ کا ذکر کرے۔

چھٹا لامعہ

یہاں جاننا چاہئے کہ رزق ونصرت کے ساتھ عالَم کی تسخیر بندگانِ خدا میں سے کسی بندے کے لئے مقامِ تدلّی کے مشابہ ہے ایک با اختیار بادشاہ کی سیاست اپنی رعایا کے لئے جب زمین پر پانی ڈالیں تو پانی کی طبیعت سیاست کرتی ہے اُن سب عوارض کے ساتھ اِس فرد کے حال کے جو اُس پر ظاہر ہوں پھر اگر پستی اور بلندی ہو تو کثرتِ پانی اور شدّتِ روانی اُس بلندی و پستی کے موافق ہوگی اور کبھی پستی میں آئیگا اور کبھی بلندی کو چھوڑ دیگا اور کبھی بلندی و پستی سب کو گھیر لیگا اور اسی طرح وہاں کوئی روکنے والا ہو پتھر یا سخت زمین وغیرہ ہو تو وہ کچھ اثر نہیں کرتا ہاں اگر ایسی کثرت و شدت کے ساتھ جاری ہو کہ زمین کو کھودنا اور پتھر کو جڑ سے

اکھاڑنا اُس کی نسبت آسان ہو، جب نفسِ رحمانی آفتاب احدیت کے مقابل ٹھیرا تو وہاں آفتاب کا عکس ضرور پڑا اور طبعیتِ کلیہ کے رنگ میں رنگین ہوا اور تدبیر کلّی طبعی کہ حکمِ فصل ہے عوارضِ طاریہ کے نزدیک سیاستِ طبعیہ کے حکم سے ظاہر ہونا شروع ہوتی ہے اسلئے کہ پانی کا رنگ اُس کے برتن کے رنگ کے موافق ہوتا ہے اور جب فلکِ منطبع نے اُس تجلّی کی صورتِ مثالیہ قبول کی تو بہت سے حجر اُس کے خادم ہو گئے جیسے ایک فرقوی نے افرادِ ضعیفہ میں ملائکہ کے الہام کا اور اُن کو زمین پر بھیجنے کا اور آوازِ قلم کا صرف کرنا شروع کیا تو یہ اِسی مقام میں ہے۔

فقرہ نمبر۔ ٦

{وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رِيْحاً طَيِّبَةً كَمَا هِیَ فِیْ عِلْمِکَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِکَ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِی الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِنَّکَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ٠}

ترجمہ: اور ہمیں اپنے پاس سے اچھی ہوا عطاء فرما اور جو تیرے علم میں ہے اور اپنی رحمت کے خزانوں سے اُس کو ہماری طرف پھیلا دے اور ہم کو اِس خوش ہوا کے ذریعے اٹھا ایسا اٹھانا جس کے ساتھ بزرگی ہو سلامتی اور عافیت ہو دنیا اور آخرت میں بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

پہلا ہامعہ

فوائد: یہ فقرہ سعادتِ زہرہ پر مشتمل ہے اچھے نبات، درختوں اور کھیتی کے باب میں اِس کے آٹھ خانے نقش میں تکسیر کریں تو سعادتِ مشتری بھی شامل ہو جائے اور لکڑی کے تختے پر خطِ جلی میں لکھنا چاہئے اور کھیت یا باغ کی اونچی جگہ میں رکھیں اور جس درخت کے پھل کے لئے چاہئے اُس کے پھل کو نچوڑ کر اُس میں لکھیں اور جمال، قبولیت یا کسی شخص کی خوشی کے لئے چاہئے تو مشک و گلاب سے کاغذ پر لکھ کر اُس کے سر پر باندھ دیں اور اگر عورت ہو تو اِسی طرح اُس کو شکل مخمس میں لکھیں اُنْصُرْنَا سے وَارْزُقْنَا تک۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: ہر چند اس دعاء سے ظاہر ہیکہ یہی متعارف ہوا مراد ہو لیکن یہ بھی ممکن ہیکہ اِس دعاء کا باطن یعنی عالمِ غیب کی تائید مراد ہو اور ملاءِ اعلیٰ کے الہاموں سے عالمِ شہادت میں اثر کرنا ہو اُس شخص رفیق ہونے کے واسطے اُس کے دل میں اِسی طرح اوروں کے دل میں اِس کے لئے اور عالمِ شہادت میں قوتِ مثال کے آنے سے اور تسخیر میں علم وعمل کی رُو سے عالمِ روح کی برکتیں تا کہ اُس کے لئے لوگوں کے دلوں کا حال، قبروں کا حال اور آئندہ ہونے والی باتوں کا حال آسان ہو جائے اور سخت اعمال پر اُس کو قدرت ہو جائے یعنی بہت جاگنے پر اور حد سے زیادہ غصے پر اور ریح کے لفظ کا استعمال اُس معنی کے قریب ہے جو قرآن عظیم میں آیا ہے **وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ اَیْ نَصْرُكُمْ** عرف میں جس چیز کا کچھ سبب ظاہر نہ ہو اور اتّفاقیہ طور پر ہو جائے اُس کو ہوا کہتے ہیں۔

تیسرا ہامعہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا. جو کچھ خطیرۃ القدس میں متمثّل ہوتا ہے اور حکم کیا جاتا ہے تو ضرور اُس کا عالم جبلّت کی رُو سے مسخر ہے اور جیسے تدبیر کی قدرت بہت زیادہ ہے اسی طرح یہ قدرت بھی بہت زیادہ ہے آدمی کا علم اُس کے اوپری حصوں اور طریقوں کا احاطہ کر سکتا اللہ تعالیٰ اِس مقام میں بعضے اسباب کو کم اور بعضے کو زیادہ کرتا ہے اور حالات کا اندازہ کر کے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اگر چہ آدمی کے علم میں وہ بہت دور اور ناممکن معلوم ہو اور اِسی معنی کی طرف **قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ.** اِس آیت میں اشارہ ہے، امر قابل اور مستعد کا مطلق کا نہ مہمل رکھنا اسلئے کہ پتھر اور لوہا بھی زندہ ہونے کی استعداد بعید رکھتا ہے جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں ہے اِسی لئے شیخ اس مقام میں کہتا ہے کہ **وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رِيْحًا طَيِّبَةً** اِس جملے میں لفظ **لَّدُنْكَ** سے خطیرۃ القدس اور تدلّی اعظم کی

طرف اشارہ کرتا ہے۔

چوتھا ہامعہ

شیخ کہتا ہیکہ اِس کلمے کے دو معنی ہو سکتے ہیں بخش اُس ہوا کو جیسے تیرے علم نے صورت پائی ہے سببوں کی طبیعتیں اُس صورتِ علمیہ سے کمی نہ کریں یہ معنی تاکید اور تصویرِ عالَم کی تسخیر کے ہیں اور حقیقتِ تدلّی سے دوسرے معنی یہ ہیکہ جس طرح تو جانے قبض و بسط سے اُس مراد کا ظہور ہر چند ہم اُس کی حقیقت کو نہ جانیں اور یہاں یہ بات جان لینی چاہئے کہ محقق عارف جب کوئی مراد طلب کرتا ہے تو اُس کو سلامتی اور عافیت کے ساتھ طلب کرتا ہے سوال ایک معیّن اور مقرر طریق سے نہیں کرتا مثلاً : رزق طلب کرنے میں یہ نہیں کہتا کہ اِس باغ سے دے یا اِس تجارت سے دے بلکہ یوں طلب کرتا ہیکہ مجھے رزق دے جہاں سے تو چاہے اسلئے کہ مراد کے طریقوں کا اُس کو احاطہ میسّر نہیں ہے اور اُن طریقوں میں سے بعضے تو خیرِ مطلق سے مشابہ ہیں اور بعضے کو خیرِ مطلق سے مشابہت دینا مناسب نہیں ہے اور حدیثِ پاک میں اِسی بات کی طرف اشارہ ہیکہ دعاء میں زیادتی سے منع فرمایا ہے۔

پانچواں ہامعہ

جس ہوا کا ہم نے اشارہ کیا ہے وہ ایک خزانے کی نہیں ہے بلکہ بہت سے خزانوں کی ہے، وہ کبھی خزانہ علم سے ہوتی ہے جیسے دل کا حال معلوم کرنا اور کشف ہو جانا اور کبھی خزانہ قوت و قدرت سے ہوتی ہے جیسے خیبر کی فتح اور اُس کا دروازہ اکھاڑ لینا اور کبھی خزانہ رزق سے ہوتی ہے جیسے غیب سے رزق کا انتظام ہو جانا پھر یہ ہوا کبھی اُس وقت خزانہ سعادت کو کب سے ہوتی ہے اور کبھی قوتِ مثال کی عالَمِ شہادت میں داخل ہونے سے جیسے پانی پر چلنا اور کبھی خزانہ تجرّ دِ ارواح سے ہوتی ہے جیسے عمدہ۔عمدہ نسبتیں اور باطنی تجلّیات جو اولیاء عظام کو ملتی ہیں اور پھر جب عطاء خزانہ سے چلتی ہے کہ اُس شخص کو پہنچے تو اُس کا پورا چلنا اور بہت سے امروں پر اُس کا ظہور موقوف ہوتا ہے کہ اُن کا علم بشر کی قدرت سے باہر ہے اسلئے شیخ مِنْ خَزَائِنِ

رَحْمَتِکَ کہتا ہے اور مِنْ خَزَانَتِهٖ رَحْمَتِکَ نہیں کہتا ہے۔

چھٹا ہامعہ

چند قسم کی کرامات کسی بھی ولی سے کبھی جدا نہیں ہوتیں مگر جس کو اللہ چاہے تو جدا کر دے اُن میں سے ایک نفقۃ الغیب ہے اور اِس کی حقیقت یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ کی کارسازی اور تربیت اُس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اِس کے نتیجے میں برکت، رزق اور معاش کے اسباب وجود میں آتے ہیں اور اِس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں اُس ولی کے مزاج کے موافق اور اُس اندازے سے جو اُس میں قوائے افلاک موجود ہوں بس اگر یہ ولی اصحابِ فطانت میں سے ہے تو پہچان لیتا ہیکہ کس راستے سے دیتے ہی اور کس قدر دیتے ہیں اور اگر اصحابِ فطانت میں سے نہیں ہے تو پھر نہیں پہچان پاتا، تو کبھی ملائکہ سفلیہ اور نیک بخت جن کو مسخر کرتے ہیں کہ اُس ولی کو جس شئی کی حاجت ہو وہ پہنچا دیں اور یہ تو بہت ہی کم ہوتا ہے اور کبھی بنی آدم کے دل میں ڈال دیتے ہیں کہ اُس کو پہنچائے اِس دینے والے کو ایسی حاجت پیش آجاتی ہے کہ وہ اُس کو پہنچا دیتا ہے مثلاً: وہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کی نذر مانتا ہے اور مال کا سب سے بہتر مصرف اُس کو وہی شخص نظر آتا یا اُس دینے والے کے دل میں یہ بات جم جاتی ہیکہ اِس کو دوں گا تو مجھے دین یا دنیا کا بڑا فائدہ حاصل ہوگا اور دینے والے کو بے چین کر دیتے ہیں کہ جب تک اُس کو دے نہ دے تو چین نہ آئے اور بعضے وقت مخلوق کی عطاء کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں بلکہ اُس شخص کے دل کو بھی محو کر دیتے ہیں کہ میں نے فلاں شخص کو دے دیا ہے اور کبھی اُس ولی کا سببِ معاش اسباب میں سے کچھ ہوتا ہے تو پھر اُس میں ایسی برکت ہوتی ہیکہ جو اُس کی ضروریات کے لئے کافی ہو جاتی ہے اور اُن کرامتوں میں سے ایک یہ ہیکہ فراست صادقہ، کشف اور دل کا حال معلوم کر لینا ہے اولیاء اللہ میں سے کوئی ولی اِن معانی سے خالی نہیں ہوتا مگر کمی وبیشی میں مختلف ہوتے ہیں کسی کا خیال قوی ہوتا ہے اور کسی کا وہم مقدم ہوتا ہے اور کسی کی عقل اور کسی کا قلب بہت ظاہر ہوتا ہے اور اُن لوگوں کا کشف اُن کے داعیہ، ارادہ، آرزو اور حُبّ کے مانند ہوتا ہے اور اُن میں سے یہ ہیکہ اُس کے کلام کو واقع کے مطابق کرتے ہیں اُسے یہ بات معلوم ہو یا نہ ہو اور کبھی لوگ اُس کے کلام

سے فال لیتے ہیں اور جو ہونے والا ہے اُس سے معلوم کر لیتے ہیں خواہ وہ شخص اُس بات کو جانے یا نہ جانے اور اُن میں سے یہ ہیکہ اُس کی دعاء، اُس کا دم اور اعمالِ تصریفیہ میں تاثیر ڈال دیتے ہیں تا کہ اُس سے عالَم کو فیض حاصل ہو اگر ولی کا ظہور فیض رسا ہے تو اُس کی کرامات ظاہر کر دیتے ہیں تا کہ عوام اُس کو دیکھے اور سنے پھر اُس کے بلند مرتبے کا اقرار کرے اور اُس سے محبت کرے اور اگر اُس کا ظہور فیض پہنچانے والا نہیں ہے تو جو کرامات اُسے دیتے ہیں انہیں عوام کے سامنے ظاہر نہیں کرتے۔

ساتواں ہامعہ

مقبولیت، آبرو اور بلند مرتبہ اللہ کی نعمتوں میں سے ہے جیسے بعض آدمیوں کے حق میں مال اور اولاد اُن کی استعداد کے قصور کی وجہ سے وہ نعمت عذاب ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت نبیؐ پاک ﷺ نے اُس شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا **اَوَ یَاْتِی الْخَیْرُ بَالشَّرِّ** اِسی لئے یہاں شیخ نے کہا کہ **وَاحمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ** اور کرامت کے معنی اصل میں عزت اور بزرگی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عادت ایسی جاری ہوئی ہیکہ جب کوئی شخص ملاء اعلیٰ میں حرمت و عزت والا ہوتا ہے تو وہ حرمت و عزت بنی آدم اور ملاء سافل کی طرف رواں ہوتی ہے جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے حدیثِ پاک میں نزول قبول کے بارے میں فرمایا ہے بس شیخ عزت و جاہ و قبول کو طلب کرتا ہے لیکن ایسی عزت کو جو غیب کے قبول کے سبب پیدا ہوئی ہے۔

آٹھواں ہامعہ

اکثر دولت و جاہ و قبول خلق شر ہو جاتا ہے اِس سبب سے کہ بعض خواہشیں نفی کرنے لگیں یا اُس سے لوگ حسد اور کینہ کریں جب شیخ اپنے وسعتِ علم کے سبب اِس کو جانتا ہے اِسی لئے تصریح کرتا ہیکہ **مَعَ السَّلَامَةِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ** تو دین کی سلامتی یہ ہیکہ اُس شخص کا نفس ایسے نکمے کام نہ کرے جس سے اُس کا قربِ الٰہی میں مرتبہ نہ گھٹے اور دنیا کی سلامتی یہ ہیکہ کوئی رنج و سختی بدن اور نفس میں نہ ہو اور کسی سے جھگڑا نہ ہو اور آخرت کی سلامتی یہ ہیکہ قیامت کے

دن افعال اور اخلاق کا حساب مشکل نہ ہو جائے۔

فقرہ نمبر۔۷

{اللّٰھُمَّ یَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَۃِ لِقُلُوْبِنَا وَ اَبْدَانِنَا وَ السَّلَامَۃِ وَ الْعَافِیَۃِ فِیْ دِیْنِنَا وَدُنْیَانَا وَکُنْ لَنَا صَاحِباً فِیْ سَفَرِنَا وَخَلِیْفَۃً فِیْ اَھْلِنَا وَاطْمِسْ عَلٰی وُجُوْہِ اَعْدَائِنَا وَ امْسَخْھُمْ عَلٰی مَکَانَتِھِمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْمُضِیَّ وَلَا الْمَجِیْٓئَ اِلَیْنَا وَ لَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِھِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ۰ وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰھُمْ عَلٰی مَکَانَتِھِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیّاً وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ۰}

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے کام آسان فرما دلوں اور بدنوں کے آرام کے ساتھ اور دین و دنیا میں عافیت اور سلامتی کے ساتھ اور تو ہمارے سفر میں ہمارا ساتھی ہو جا اور ہمارے گھر والوں میں ہمارا خلیفہ ہو جا اور ہمارے دشمنوں کی صورتوں کو مٹا دے اور اُن کی جگہوں میں اُن کا حال بدل دے کہ اپنی جگہ سے نہ (کسی طرف) گذر سکیں اور نہ (ہماری طرف) آسکیں اور اگر ہم چاہیں تو اُن کی آنکھوں کو ختم کر دیں تو وہ جلدی سے راستہ ڈھونڈیں کہ وہ کہاں دیکھ رہے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اُن کی صورت اُن ہی کی جگہ میں بدل دیں کہ وہ اپنی جگہ سے نہ گذر سکیں اور نہ پھر سکیں۔

پہلا ہامعہ

فوائد: یہ فقرہ اِس کی صلاحیت رکھتا ہیکہ اِس کی کثرتِ تلاوت سے ہر وقت اور ہر مکان میں جہاں سے اُسے گمان نہ ہو لطیفۂ غیبی اُس کو پہنچے اور اُس کے سبب دشمنوں پر فتح حاصل ہو اور آفتیں اور مصیبتیں دور ہوں تو اِس کو اگر نفقۃ الغیب مطلوب ہو تو چودہ مرتبہ **یَا وَھَّابُ** اور تین مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعاء پڑھے **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً**

مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ آخِرِنَا سے رَازِقِيْنَ تک اور اگر فراست و دل کا حال معلوم کرنا مرغوب ہو تو چودہ مرتبہ يَا عَلِيْمُ يَا مُعِيْنُ يَا خَبِيْرُ اور اِس کے بعد تین مرتبہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ پڑھے اور اگر آثارِ دعاء کا ظہور اور ترقی مطلوب ہو تو چودہ مرتبہ يَا مُجِيْبُ اور اِس کے بعد تین مرتبہ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ الخ پڑھے۔

دوسرا لامعہ

تشریح: حضراتِ مشائخ صوفیہؒ روزانہ استخارۂ مطلق کو مستحب لکھا ہے یعنی روزانہ دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے خیر طلب کرے اور ایسے فعل وقول جن سے باطل چیز وجود میں آئے اُن میں بھی خیر طلب کرتے ہیں اور اِس استخارے کی بہت سی برکتیں انہوں نے حاصل کی ہیں، اِسی طریقے سے شیخ سب کاموں میں مطلق آسانی کا اور غرضوں میں سے جس غرض کا قصد کرتا ہے خواہ اُسی دن یا سب دنوں میں طلب کرتا ہے اسلئے کہ حضرت نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسی دعاء کو پسند فرماتے تھے جو سب دعاؤں کو جامع ہو اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ وقت قبولیت کا ہو تو اگر اُس وقت میں کوئی بھی دعاء رہ گئی تو یہ بہت بڑا نقصان ہے۔

تیسرا لامعہ

جب کوئی شخص کسی مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس کی طلب میں بہت کوشش کرتا تو اُس کو چار چیزیں بہت شدت اور جرح سے پیش آتی ہیں تو شیخ اُس علمِ لدنّی کے سبب جو اللہ نے اُس کو دیا ہے اُس کو پیشِ نظر رکھتا ہے اور اپنی خاص فتح وفیروزی طلب کرتا ہے اِس طرح کہ کوئی شدت وجرح پیش نہ آئے اور وہ چار چیزیں یہ ہیں:

ا۔ بدن کی رنج وکلفت اور فکر وتنگدلی ہے اسلئے کہ اکثر ایسی غرض ہوتی ہیکہ جو بڑی مشقت سے حاصل ہوتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہیکہ کلام نہیں بنتا اور رنج وغم دل کو گھیر لیتا ہے اور فکر وتنگ دلی ہوتی ہے اسلئے شیخ کہتا ہیکہ مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا ٥

۲۔ جستجو میں خطا ہے کہ اکثر انسان کوئی کام اپنے آرام اور رفائدے کے لئے کرتا ہے اور حقیقت میں وہ کام دین و دنیا میں رنج وفساد کا ذریعہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۰ اسی لئے شیخ کہتا ہیکہ وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَ دُنْيَانَا ۰

۳۔ یہ ہیکہ جب ایک کام کو آدمی سرانجام دیتا ہے تو بعضے ضروری بات بھولے سے چھوٹ جائے یا ایک میں مشغول ہو اور ایک میں مشغول نہ ہو اور جب آپ غائب ہوں اور دوسرے کو سونپ جائیں تو احتمال یہ ہیکہ وہ دوسرا امانت داری نہ کرے یا وہ خطا کرے یا وہ بھول جائے اور دوسرے کو نہ سونپے تو مال و اولاد ضائع ہو جائے اِس لئے شیخ کہتا ہیکہ وَكُنْ لَنَا صَاحِباً فِيْ سَفَرِنَا وَخَلِيْفَةً فِيْ اَهْلِنَا ۰

۴۔ یہ ہیکہ جب کوئی نفع حاصل کرنے یا نقصان کو دور کرنے میں غور کرتا ہے تو اکثر ہم جنسوں کی جانب سے مخالفت ہوتی ہے اسلئے کہ لوگ حریص ہو جاتے ہیں اُس چیز کے نفع کے یا اُس کے نفع میں دوسروں کا نقصان ہو یا اُس کا نقصان کو دور کرنا دوسروں کے کم مانگنے کا سبب ہو چور، ڈاکو اور جیب کترو ے کہ اُس کے نقصان میں اِن کا نفع ہوتا ہے تو پورا نفع جب ہو کہ دشمنوں کی مخالفت نہ ہو اور وہ مغلوب ہوں اسلئے شیخ کہتا ہیکہ: وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيْئَ اِلَيْنَا ۰

چوتھا لامعہ

طِمْسٌ کے اصل معنی لغت میں برہم کرتا ہے خطوں اور شکلوں کا اور علیٰ کے صلہ کا محتاج نہیں ہے لیکن شیخ نے طِمْسٌ کے انزال کو تضمین کیا ہے یا تصور کیا ہے طِمْسٌ کے معنی کو کسی چیز کو ہاتھ سے چھونے کو جیسے يُحْمٰى عَلَيْهَا اور قَفَّيْنَا عَلٰى آثَارِهِمْ کی تفسیر میں علماء نے بیان کیا ہے اور مسخ کے معنی اچھی صورت سے بُری صورت بنانے کے ہیں لیکن یہاں مراد حرکات سے باز رکھنا ہے کہ پتھر کے مانند ہو جائیں اور مَضٰی کے معنی جگہ سے گزرنا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ ہو جانا اور یہاں مراد اُس شخص کی طرف سے دوسری طرف ہے وَلَا

الْمَجِیْئَ اِلَیْنَا کے قرینے سے۔

پانچواں ہامعہ

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰی اَعْیُنِھِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ٭ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰھُمْ عَلٰی مَکَانَتِھِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ٭

یہ دو آیتیں اِس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ کی صفتوں میں سے ایک صفت پر تو شیخ نے یہ دو آیتیں یہاں اسلئے تلاوت کیں ہیں کہ اِس صفت سے تمسّک کرتا ہے اور بلکل اپنے دل کو مصروف کرتا ہے اِس صفت سے جیسے حدیثِ پاک میں آیا ہے: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ**۔ اور اس کا استخارہ کرنا اور بلکل اِس طرف متوجہ ہونا اور قبولیت کی امید کو قوی کرتا ہے۔

چھٹا ہامعہ

اِس آیت کے باطن میں ایک بہت باریک نکتہ ہے وہ یہ کہ چونکہ شیخ اخلاق اللہ سے متصف ہوتا ہے تو یہ دو آیتیں اُسے دشمن کے دفع کرنے کے لئے ہمت باندھنے کو اور اپنے مخالفوں پر قہر کرنے کو یاد دلاتی ہیں اور اُس کے نفس کو اُس کیفیت کی طرف متوجہ کرتی ہیں جس سے تاثیر پیدا ہوتی ہے اور اُس کو آگاہ اور ہوشیار کرتے ہیں جس طرح سخیوں کے ذکر کرنے سے سخاوت معلوم ہوتی ہے اور طبیعت میں چھپی ہوئی سخاوت حرکت کرتی ہے اور بہادروں کی شجاعت کی رہنمائی کرتا ہے اور خلق سخاوت کو حرکت دیتا ہے۔

فقرہ نمبر۔۸

{ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ • اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ • تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ • لِتُنْذِرَ قَوْماً مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآئُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ • لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ اِنَّا جَعَلْنَا فِیٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلَالاً فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ • وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ • شَاھَتِ الْوُجُوْہُ وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ • وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا • }

ترجمہ: یٰسٓ! قسم ہے قرآن کی جوحکمت سے بھرا ہوا ہے،یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں،بلکل سیدھے راستے پر ہیں،یہ قرآن نازل ہوا ہے اُس ذات کی طرف سے جو غالب ،مہربان ہے،تاکہ آپ ڈرائیں اُن لوگوں کو جن کے باپ داداؤں کو ڈرایا نہیں گیا اسلئے یہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (مکہ مکرمہ اور اُس کے اطراف کے لوگ)،حقیقت یہ ہیکہ اِن میں سے اکثر کے بارے میں بات پوری ہو چکی ہے اسلئے وہ ایمان نہیں لاتے، بیشک ہم نے اِن کے گلوں میں طوق ڈال رکھے ہیں،جو ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اور اِس کی وجہ سے اِن کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں،اور ہم نے ایک آڑ اُن کے آگے کھڑی کردی اور اِس طرح انہیں ہر طرف سے ڈھانک لیا ہے جس کے نتیجے میں انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔اُن کے چہرے (سیاہی میں) ناخوش اور بُری صورت کے ہو گئے،اُن کے چہرے (خدائے عالَم کے سامنے جو تدبیر کرنے والا ہے کے سامنے) ذلیل وخوار ہو گئے،اور مطلب کو نہ پہنچا جس نے ظلم پر کمر باندھی۔

پہلا لامعہ

یہ لطیفۂ غیب کا ظہور ہے جیسے خوش ہوا کا ظہور کہ کہاں سے چلی اور لطیفۂ غیبی کا عالَمِ شہادت میں داخل ہو جانا ہے اسلئے کہ اُن کی شہادت دیکھی جائیں اور حل کئے جائیں اور اسلئے کہ اُن کی سخت دلی میں نظر کی جائے اور طرح۔طرح کی تذکیر ونصیحت سے اُس کا علاج کیا

جائے۔

فوائد: یہ فقرہ ایسا ہیکہ جو اس کو پڑھ کر جس کام کی طرف متوجہ ہو جائے تو وہ غیب سے آسان ہو جاتا ہے اور جب کسی کام کا ارادہ کرے تو کام شروع کرنے سے پہلے ایک ہزار ایک (۱۰۰۱) مرتبہ اِسکو پڑھے اور اگر کسی مجلس میں مسائل میں سے کسی مسئلے میں یا دنیا کے قضیوں میں سے کسی قضیہ میں جھگڑا ہو جائے اور حق اِس پڑھنے والے کی جانب ہو اور مقابلے والا چرب زبانی اور اور دلیری سے غلبہ پارہا ہو تو تین مرتبہ **وَاطْمِسْ عَلٰی وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا** سے **وَلَا یَرْجِعُوْنَ** تک پڑھ کر اُس کی طرف پھونک دے تو وہ حیرت میں پڑ جائیگا اور اُس کی زبان بند ہو جائیگی۔

دوسرا لامعہ

تشریح: شیخ اِس فقرے میں یہ چاہتا ہیکہ تصرّف قہری کرے اُن لوگوں پر جو ناحق شیخ سے جھگڑا کرتے ہیں خصوصًا وہ لوگ جو دین کے پھیلانے میں اور یقین کے مضبوط کرنے میں مخالفت کرتے ہیں، پھر پہلی آیت کے نزول کا ذکر کرتا ہے جو بہترین پیغمبر پر نازل ہوئی تاکہ دل اُس نسبت سے آگاہ ہو جائے جو رحمتِ الٰہی کی تقسیم میں شیخ کو نصیب ہوئی تھی اسلئے کہ قرآنِ پاک کاملِ وارثوں کے لئے نمونہ ہے اور وہ ایک نسبتِ جامع ہے تدلّیٔ اعظم اور اسماء کی توجہ جامعہ کے تخلّق کے باب میں اور قران مجید کے ذکر سے اُس نمونے کا استحضار کر سکتے ہیں۔

اور اُس آیت کے بعد **اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ** یاد کرتا ہے کہ اِس کا مضمون حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا بطریق اشارہ اثبات ہے اور اِس میں اشارہ ہے شیخ کے حال کی طرف کہ وہ پیغمبروں کے وارثوں میں سے ہے اور مخلوق کو وعظ ونصیحت کرنے کے اعتبار سے اصحابِ ارشاد کے لئے پیغمبروں کے بھیجنے کا نمونہ ہے اِس کے بعد **تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ** کو تلاوت کیا تاکہ یہاں سے معلوم کرے کہ اہلِ ارشاد کا ارشاد گروہِ خلائق پر رحمتِ الٰہی کے خزانوں میں سے ہے اور اسمِ عزیز جو غلبہ پر دلالت کرتا ہے اور اسم رحیم رحمتِ کاملہ پر اہلِ ارشاد کا مقتضی ہوتا ہے، اِس کے بعد **لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ** کو شروع کیا اسلئے کہ بعضے اہلِ ارشاد اور اِن کے پاس خلقت کا جمع ہونا پیشِ نظر حاضر ہو یعنی غافلوں کو

ڈرانا اور جاہلوں کو تعلیم کرنا اور گمراہوں کو اللہ کی طرف بلانا، اِس کے بعد آیتِ قہر یہ لایا تا کہ اُن آیات کے ضمن میں ہمت کا پوشیدہ منہ اُس کے جوش میں آئے۔

تیسرا لامعہ

اِس مسئلے میں دو چیزیں چھپی ہوئی ہیں ایک تو کہ محقق عارف جب دشمن کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو پہلے اُس نسبت کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں امانت رکھی ہوئی ہے وہ اُس کو جوش میں لاتا ہے اور اپنے دل کو ہوشیار کرتا ہے پھر اُس کے بعد تصرّفِ قہری کرتا ہے اسلئے کہ اصل پونجی تمام تصرّفات میں وہی نسبت ہے۔ فَاِنْ جَاءَ الشِّتَاءُ فَاَنْتَ كَهْفٌ • وَاِنْ وَرَدَ الصَّيْفُ فَاَنْتَ ظِلٌّ • ترجمہ: اگر سردی آئی تو آپ پناہ گاہ ہیں اور اگر گرمی آئی تو آپ سایہ ہیں۔

دوسری بات یہ ہیکہ اسماء و آیات کے خواص جاننے والا جب چاہتا ہیکہ کلماتِ جلالیہ کی تلاوت کرے اور اُن کلمات کی صورتِ مثالیہ مستحضر کرے تو اُس کے لئے ضروری ہیکہ اُن کے ساتھ کلماتِ جمالیہ کی بھی تلاوت کرے اسلئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پڑھنے والے کے نفس پر مدعولہ (جس کے لئے دعاء کی گئی) کے نفس کی تاثیر سے پہلے اُسکا اثر ہو جائے جیسا کہ حضرت صالحؑ کے قصے میں مذکور ہے۔

چوتھا لامعہ

حضرات مفسرین نے ذکر کیا ہیکہ اِنَّا جَعَلْنَا فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا، وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا اُن کی ناامیدی کی تمثیل ہے کہ آیاتِ قرآنیہ سے اُن کو کچھ نفع نہیں ہوا اور شریعت کے رازوں کو وہ سمجھ نہیں سکتے جیسا کہ دوسری جگہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ، وَطَبَعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ آیا ہے۔ لیکن اُس دلالت کے اعتبار سے جو فال اور اعمال تصریفیہ میں کام میں لاتا ہے تصرّفِ قہری کی طرف ذہن کو منتقل کرتا ہے حضرت فیّاض کے منکر اور مخالفوں پر اور اُن کے ہاتھ پاؤں باندھنے اور معطّل کرنے پر اشیاء کے دیکھنے سے اور اُن کا قید کرنا آمد و رفت و کوشش سے اپنی مصلحتوں میں اور حیران رہ جانا اپنی نیکی کی طلب سے اِس علاقہ سے

قہر الٰہی کا سلسلہ حرکت میں آسکتا ہے اور شیخ کے نفس کو ہمت باندھنے کے لئے اور اُن کی صورت بیکار پڑی رہنے سے متحضر کرنے کے لئے آگاہ کرتا ہے۔

پانچواں ہامعہ

شَوْهٌ وُجُوْهٌ اور **عِنَاءٌ وُجُوْهٌ** یہ بدحالی اور آدمی کی مراد کے برعکس ہونے سے اور اُس کی کوشش کے بیکار ہونے سے کنایہ ہے اور یہاں شیخ کا ارادہ گذشتہ کی خبر دینا نہیں ہے اور نہ قیامت کا وعدہ ہے جو اُن کو پیش آیئگا بلکہ ارادہ تصرّف قہری کے ظاہر کرنے کا ہے اور اِس امر کی طلب کا استحضار ایسا ہے جیسے پیاسا آدمی پانی کو طلب کرتا ہے اور مغلوب اپنے لئے مدد طلب کرتا ہے اسلئے کہ انسانِ کامل کی ہمت میں تاثیر اسمِ اعظم سے آتی ہے۔

چھٹا ہامعہ

اگر کسی شخص کو کوئی رنج ہو یا کیفیت نفس کی استقامت کے مناسب نہ ہو جیسے: خوف، غصہ، کینہ اور دنیوی پریشانی وغیرہ کے حال میں مبتلا ہو تو اُس کو چاہئے کہ وہ اِن پانچ آیات کی تلاوت کرے اور اوراپنے دل پر دم کرے اور اگر کوئی عالم یا قاضی یا مفتی یہ چاہے کہ اُس کا درس اور قضا صراطِ مستقیم پر رہے تو وہ اِن آیات کو مثمن یعنی آٹھ خانوں والے نقش میں لکھ کر اپنے پاس رکھے اور ہر نماز کے بعد اِن آیات کی تلاوت کو اپنے ذمے لازم کرے اور اگر کوئی یہ چاہے کہ وہ دشمنوں کے درمیان چلا جائے اور وہ دشمنوں کو دکھائی نہ دے اور وہ اُس کے حال سے واقف نہ ہوں تو **لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ** سے **لَا يُبْصِرُوْنَ** تک پڑھ کر کنکریوں پر دم کر کے دشمنوں کی طرف پھونک دے اور اوراُن کی طرف پڑھ کر پھونک دے اور اگر کسی کا غلام بھاگ گیا ہو تو اُس کو چاہئے کہ وہ اِن آیات کو پڑھے یا غلام کا نام کاغذ پر یا اُس کے پُرانے کپڑے پر لکھے اور اُس کے چاروں طرف آیتوں کو دائرے کی طرح لکھے اور جس جگہ وہ رات کو رہتا تھا وہاں لٹکا دے یا ایک ہانڈی میں رکھ کر اُس کے منہ کو موم سے بند کرے اور جہاں کسی کی آمدورفت نہ ہو یا کسی پُرانے قبرستان میں دفن کر دے اور اگر کوئی شخص ناحق جھگڑا

کرے تو اِن آیتوں کے ساتھ **شَاهَتِ الْوُجُوْهُ** سے **ظُلُمًا** تک پڑھ کر اُس کی طرف پھونک دے یا اُس کے کپڑے میں لکھ کر پُرانے قبرستان یا ویران جنگل میں دفن کردے یا ایک پُرانے ٹھیکرے پر جو قبرستان کا ہو پڑھے اور اُس کے گھر میں ڈال دے غرض یہ کہ اوّل آیات سے **غَافِلُوْنَ** تک صورتِ مثالیہ اُس کی سعادتِ مشتری کے مناسب ہے اور اُن کے آخر میں **ظُلُمًا** تک زحل کی نحوست سے مناسب ہے، مشتری اور زحل کے سب اعمال میں یہ فقرہ کام دیتا ہے۔

فقرہ نمبر۔ ۹

{طٰسٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ○}

ترجمہ: دو دریا آپس میں ملتے ہیں اور اُن دونوں کے درمیان پردہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرسکتے"۔

مطلب یہ ہیکہ نہایت عالی بزرگ نے سرایت کی ستر عالمِ غیب میں متعین کیا اور جو مستعدِ ظہور تھا وہ عالَمِ مُتَرَاکِم (تہہ بہ تہہ جمع ہونے والا) میں ایک چمکتا ہوا روشن لطیفہ ظاہر ہوا جس نے سرایت کے عالَمِ مُتَحَجِّر (پتھریلا) میں اور یہ سب اشارے ہی اہلِ زمین کے لئے ملاءِ اعلیٰ کے الہاموں کے فیضان کی طرف ہے۔

پہلا لامعہ

تشریح: مشکل مقاموں میں سے ایک یہ ہیکہ بادشاہ کے اُمرا یا قاضی کے مددگار یا مدرّس کے شاگرد یا کسی رئیس کے خدمت گار آپس میں جھگڑا کریں اور اُن میں سے ہر ایک اپنا نفع چاہے اور نقصان کو دور کرے اور دوسرا اُس کی مخالفت کرے اور اِس میں صحبت کی ترکیب بگڑے اور صاحب امر کی رونق میں خلل آئے، شیخ اپنے خداداعلم کے ذریعے جانتا ہیکہ یہ حادثہ عالَم میں بہت ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اِس کو دفع کرنے کے لئے عاجزی کرتا ہے اور درخواست کرتا ہیکہ اُس کے کام میں ملاءِ اعلیٰ کا فیض ہو جس کی برکت سے اُن میں

آپس میں جھگڑا نہ ہو اور الفت کی صورت کی حفاظت ہو۔

دوسرا لامعہ

طٰسٓ اور حٰمٓ عٓسٓقٓ کو اِس دعاء کے شروع میں اسلئے لائے تاکہ ملاء اعلیٰ کے الہاموں کا اثر عالَم میں محسوس جو ہو اُس کی صورت حاضر کرے اور اللہ تعالیٰ کا نازل ہونے کے ساتھ متصّف ہونا تاکہ اِن الہاموں کو مشاہدہ کرے اسلئے کہ اِس صفت کا اِستحضار اور اِس صفت کو مضبوطی سے تھامنا قبولیت کے بہت قریب ہے۔

تیسرا لامعہ

اِس آیت کا نزول آفاقی آیتوں میں سے ایک آیت کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ کھاری پانی کو دریا اور میٹھے پانی کا دریا دونوں اکٹھے ہیں اور ایک دوسرے کا مزہ نہیں بگاڑ سکتے لیکن شیخ استنباط کرتا ہے اور سمجھتا ہیکہ بنی آدم کی طبیعتیں بمنزلہ دریا کے ہیں ایک بردبار نفع پہنچانے والا خوش خو یہ گویا میٹھا دریا ہے اور ایک سخت گو، تُرش رُو، کم نفع پہنچانے والا یہ گویا کہ کھاری دریا ہے اور جمع ہونے کے وقت اُن کی ایک مجلس یا ایک کام اصل حیات چاہتی ہے کہ دونوں میں ٹکراؤ ہو اور فتنہ وفساد پیدا ہو لیکن مدبّر السموات والارض کے قہر نے اُن کی جبلّت کی گردن پکڑ رکھی ہے اور ملاء اعلیٰ کے الہاموں سے جو جاری ہیں اُن کے خطروں کے متغیّر کرنے سے اور اُن کے گمانوں سے اُن کو باہم اُلفت دے رکھی ہے اور اُن کی پریشانی میں سکون دیتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے: **هُوَ الَّذِیْٓ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ الخ.**

فقرہ نمبر۔ ۱۰

{حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ الْاَمْرُ وَ جَاءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ ۰}

ترجمہ: کام گرم کیا گیا اور اللہ کی مدد آئی پس ہمارے خلاف دشمنوں کی مدد نہیں کی جائیگی۔

پہلا ہامعہ

فوائد: یہ فقرہ اِس بات کی صلاحیت رکھتا ہیکہ اگر شوہر اور بیوی میں اتنی نا اتفاقی ہو جائے کہ بات جدائی تک پہنچ جائے یا دو شریکوں کے معاملے میں جھگڑے کی نوبت آجائے تو اِس کے پڑھنے سے اور پاس رکھنے سے نا اتفاقی دور ہو جاتی ہے اور وہ چاہے نہ چاہے اُن کی زبان بُرائی سے باز آجاتی ہے اور لڑائی ختم ہو جاتی ہے۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: غیبِ ملکوت میں سترِ متعین جو ظہور کے لئے مستعد تھا ظاہر ہوا پھر عالَم مِترا کم میں کام گرم کیا گیا یہاں کام سے مراد رونق، رواج پانا، مقبول ہونا اور آگے جانا ہے۔

شیخ کہتا ہیکہ سورۃ غافر کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے اسلئے کہ وہ امّہاتِ صفات کی جامع ہے اور لفظ حٰمٓ کو سات مرتبہ کہا اور اُس کی پرورش اِن کلمات سے کی اسلئے کہ دعاء کا طریقہ یہ ہیکہ اگر دعاء اعمالِ تصریفیہ میں بہت سے معنی کی صلاحیت رکھے اور پڑھنے والے کی اُس سے مراد صرف ایک معنی ہوں تو اُس لفظ کو کئی بار پڑھتا ہے تین یا سات یا اِس سے بھی زیادہ مرتبہ اور اُس کی مبارک کلمات سے پرورش کرتا ہے یا اللہ کے ناموں میں سے کوئی ایسا نام تلاوت کرتا ہے جو اُس معنی میں دخل رکھتا ہو تاکہ اُس کی ہمت کی نظر اُنہیں معانی پر ہی رہے کیونکہ یہ قبولیت کے بہت قریب ہے۔

تیسرا ہامعہ

حدیثِ پاک میں ہیکہ حضرت نبیؐ پاک ﷺ نے کسی جہاد میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ کا وِرد کرایا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر دشمن شب خون کرے تو اِس کلمے کو کہو، اِس سبب سے شیخ نے جان لیا کہ حٰمٓ سے دوستوں کو غلبہ اور دشمنوں کو مغلوبیت حاصل ہوتی ہے تو یہاں اِس کلمے سے دشمنوں کی فتح نہ ہونے اور اُن کی عداوت سے باز رہنے کا فال لیا اور اِس کو سات مرتبہ اسلئے کہا تا کہ قرآنِ عظیم کی پیروی ہو اسلئے کہ قرآن میں سات سورتوں کے شروع میں لفظ حٰمٓ آیا ہے۔

چوتھا ہامعہ

شیخ لفظ حُمَّ الْاَمْرُ میں کام کے رواج کی صورت میں اور پیش جانے میں فیضِ الٰہی کے ظہور کا ملاحظہ کرتا ہے تا کہ قبولیت کے بہت قریب ہو جائے اور پھر صنعتِ اشتقاق اور صنعتِ تجنیس کو ضائع بدائع میں سے لفظ حٰمٓ و حُمَّ کو کارفرما کرتا ہے تا کہ وہ معنیٰ مجرّد اِس صورت میں خاص ہو کر خیال میں جم جائیں اسلئے کہ اتّحادِ لفظ قوتِ وہم میں اتّحادِ حقیقی کے تصور کو حرکت دیتا ہے، فنِّ شعر میں اِس طِلسمِ الٰہی کا رواج ہے اسلئے بہت سی حاجت بیان نہیں کیں۔

فقرہ نمبر۔ ۱۱

{تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ مِنَ اللهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ • غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ • }

ترجمہ: یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو صاحب اقتدار اور بڑے علم کا مالک ہے، جو گناہوں کو معاف کرنے والا، سخت سزا دینے والا، بڑی طاقت کا مالک ہے، اِس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

پہلا لامعہ

فوائد: یہ فقرہ دشمنوں کو خاموش کرنے اور امیروں کے سامنے رُوبرُو رتبہ وعزت پیدا کرنے میں بہت تاثیر رکھتا ہے سات مرتبہ اِس کو پڑھ کر اُن لوگوں کی طرف پھونکے یا سات کنکروں پر دم کرکے اُن کی طرف پھینک دے۔

دوسرا لامعہ

تشریح: شیخ نے اِس مقام میں چاہا کہ ایک آیت جو صفاتِ الٰہیہ میں سے ہے اور کفایتِ مہمّات میں بہت اثر رکھتی ہے اور مکروہات سے بچاتی ہے اُس کی تلاوت کرے اِس کے بعد اور دعائیں اُس کے ساتھ ملائے اِس آیت کا وزن آیۃ الکرسی کے وزن کے برابر ہے اسلئے کہ اِس میں صرف اللہ کی صفات کا بیان ہے اور یہ آیت اُن صفات کی جامع ہے اور اُن آیتوں کی مثال قرآنی آیات کے طرز کی ہے اور اِس آیتِ کریمہ میں اللہ کے ناموں میں سے گیارہ نام ہیں اور یہ اللہ کے نام امّہاتِ اسماء ہیں اور اِن اسماء کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے والے اولیاء کاملین ہوتے ہیں۔

تیسرا لامعہ

اِن اسماء کا اول مرتبے کے اعتبار سے ہے اور لفظِ ھُوَ حقیقتِ بسیط کی طرف اشارہ ہے جس میں تعدّد کی ہرگز گنجائش نہیں نہ علمًا اور نہ عینًا اور لفظِ اللہ میں اُس حقیقتِ بسیط کی طرف تمام صفاتِ کمال کی حیثیت سے اور ایک طرح کی تشخیص اور تعیّن کو ملحوظ رکھنے کی حیثیت سے اور سنتِ الٰہی یہ ہیکہ شریعت میں اِس اسم کو تبعیّت کی وجہ سے ذکر کرتے ہیں جو نسبت کے مقابل واقع ہو اور قصدِ ثانی میں ملحوظ ہو اور قصدِ اول میں ملحوظ نہ ہو اسلئے کہ تلاوتِ قرآن کی کثرت اور دعائیں مراد ہیں اور انسانوں کی ہدایت مقصود ہے اور جب تلاوت کی کثرت کرتے ہیں تو اُس کلمے سے صورتِ مثالیہ جوش مارتی ہے جس کے اکثر افراد کی انسان میں طاقت نہیں ہیکہ اُس کے مقابل رہ سکے اسلئے کہ نفسِ ناطقہ اُس رنگ کی وجہ سے اپنی خودی سے ہی

جاتا رہتا ہے۔

چوتھا لامعہ

دوسرا اسم مرتبے کے اعتبار سے لفظِ اللہ اور تیسرا لفظِ عزیز اور چوتھا لفظِ علیم ہے، یہاں جاننا چاہئے کہ مقامِ تدبیر میں امّہاتِ اسماء تین ہیں: ۱۔قادر، ۲۔علیم، ۳۔اللہ، قادر کے معنی یہ ہیں کہ صورتِ الٰہیہ جب نفس رحمانی میں نقش ہوئی تو اُس کا قہر سب انواع و افراد پر ظاہر ہوا یعنی ہر نوع اور ہر فرد پر اور یہی ملکوت ظاہر ہوا پس لفظِ قادر اور عزیز اُس راہ کو کھول دیتا ہے جو اُس تجلّی میں حقائق امکانیہ کی طرف ہیں اور کبھی عزیز کو رحمن و رحیم بھی کہتے ہیں اور لفظِ اللہ یہ لفظ ھُوَ کی حقیقت کا تعیّن و تشخّص ہے اور لفظِ اللہ اُس راہ کو کھول دیتا ہے جو اُس کلّی میں حقائق ھُوَ کی طرف ہیں اور جو عقل کے مرتبے میں نفس رحمانی سے پہلے سب حقیقتیں ظاہر ہوئیں تو اُس تجلّی اعظم کو ایک راہ ملی علم و عقل کے مرتبے میں اور اِس کے مقابل اُس کا نام علیم ہے اور خبیر بھی اِسی کے جیسا ہے۔

پانچواں لامعہ

پانچواں اسم مُنْزِلُ الْكِتَابِ ہے اور وہ متکلم جیسا ہے اور یہ کلامِ نفسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کلامِ نفسی کی صفت کی حقیقت یہ ہیکہ تدلّئ اعظم نے انسان کی صورتِ نوعیہ اپنے سامنے حاضر کی اور اُس کو خوب دیکھا اور اُس کے کمالِ فطرت کے مقتضیٰ میں غور کیا اور جو قوت فطرت کے حکم کو بجالانے کے لئے مانع ہوگی سب اِس مقام کی ممثّل ہوگی اور جو رحمتِ الٰہی تدبیر کے خزانوں سے پیدا ہوئی ہے وہ درکار ہوئی جیسا کہ مقامِ خلق میں مادّے کے سوال کے بقدر جوہروں اور عرضوں کی صورت کو ایجاد کرتے تھے، یہاں افعال، اخلاق اور اعتقاد کی تکلیف نوع کی استعداد کے بقدر مشخّص ہوئی اِس کے بعد ادوار اور زمانوں پر رحمت تقسیم ہوئی پھر دوسری تدبیر درکار ہوئی اور محبت کی اصل بنیاد انسان کے ایک فردِ واحد میں منتقل ہوئی تا کہ اُس کو رسول بنائیں ایسے کلمات کے ساتھ جو خصم کو عاجز کر دیں تو وہ سب ایک معیّن و مشخّص نظم ہوگئی یہاں اِس بات کا پتہ چلا کہ کلام اللہ مخلوق نہیں ہے، اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہیکہ

اِس اعتبار سے تو زید وعمر واور شجر وحجر بھی مخلوق نہیں ہونے چاہئے کیونکہ یہ بھی علمِ الٰہی میں راسخ تھا کہ فلاں وقت یہ موجود ہونگے، جواب یہ ہیکہ اِن دونوں باتوں میں بہت فرق ہے کہ اول جنودِ حقائق تاثیر یہ فعلیہ سے ہے جونشأت کلیہ سے متعلق ہے تو یہ اسماء الٰہیہ میں شمار ہے اور دوسرا جنود حقائق تاثیریہ انفعالیہ سے ہے جو خاص فردوں سے متعلق ہے اور یہ ممکنات میں شمار ہے، اول زمانے سے پہلے متعلق و متشخص ہے لیکن اتنا ہیکہ مادّہ ومدّت میں شرح وتفسیر چاہتا ہے اور دوسرا مادّہ ومدّت میں متحقق و متشخص ہے اِس قدر کہ پہلے مادّہ ومدّت میں ایک دستور رکھتا تھا جو اُسی قاعدہ پر ظاہر ہوا۔

چھٹا لامعہ

چھٹا اسم **غَافِرُ الذَّنْبِ** اور ساتواں **قَابِلِ التَّوْبِ** اور آٹھواں **شَدِيْدُ الْعِقَابِ** ہے اور تین اسم اسماءِ فعلیہ میں سے ہے جو تفصیلات لفظِ قادر کی ہیں یعنی جب قدرت نفس رحمانی سے متعلق ہوئی اور سب نشأ ت میں پھیلی اور ہر نشأ میں ایک ملکوت اُس نشأ کے استعداد کے موافق پیدا کیا تو ہر قسم کی تاثیر کے اعتبار سے جو عالَم میں ہے ایک دوسرا نام مجسّم ہوا اور یہ نام بے شمار ہیں اور اِن تین اسموں پر اکتفاء کیا ورنہ تو **مُحْيِيٌ، مُمِيْتٌ، بَاسِطٌ، قَابِضٌ، رَضَاءٌ، نَافِعٌ، بَارِئٌ، خَالِقٌ، رَزَّاقٌ، نَاصِرٌ، شَافِيٌ** سب اِسی باب سے ہیں اور اِن اسموں کے تعیّن کی حقیقت یہ ہیکہ بندے نے گناہ کیا اور اُس کے نفس ناطقہ نے اُس گناہ کی روح کو اپنے خلق میں اتار لیا اور اُس میں کیفیتِ خبیثہ پیدا ہوئی جیسے آدمی کے لئے بہت گرم غذا اور سردے سے تپ آجاتی ہے اور اُس کے بعد اُن میں حال سے خالی نہیں کہ یا تو ایسی کیفیت پیدا ہوئی جو پہلی کیفیت کی ضد ہے کہ پہلی کیفیت کو زائل کر دیا تو بندے نے گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اپنے قصد سے انوارِ ملکیہ کو اوڑ لیا اور پچھلے گناہوں پر ندامت کی اور اُن کو دور کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ایک کیفیت کو گناہ کی ضد ہے اُس کا افاضہ فرمادیا اور یہ ایسا ہے جیسے کسی کو ٹھنڈا شربت دینا ایسے آدمی کو جس کو جاڑے سے بخار آرہا ہو یا روحانی پریشانی کے وقت ملاءاعلیٰ سے ایک فیض نازل کیا کہ اُس نے نفسِ ناطقہ سے گناہ

جھاڑ دیئے اور ختم کر دیئے اور یہ ایسا ہے جیسے آفتاب بروجِ شتویہ میں آیا اور اُس کے سبب ہوا بدل گئی اور جاڑے سے بخار والے کو بغیر اپنے فعل قصد کے شفاء ہوگئی یا یہ ہیکہ وہ کیفیتِ خبیثہ پر باقی رہے جب تک کہ جان بدن سے نکلے اور قوتِ ملکیہ کچھ متنبہ و آگاہ ہو تو وہاں بہت سخت رنج و اَلم پیدا ہوں اور وہ ایسا ہیکہ سر میں درد اور اعضاء میں درد اور دل میں تکلیف اور بیماری کی حرارت کی شدت سے ہاتھ پاؤں مارتا ہے تو **غَافِرُ الذَّنْبِ** سے فیضِ روحانی کے نزول کی طرف اشارہ ہے جو قدس سے نازل ہوتا ہے اور **قَابِلِ التَّوْبِ** سے توبہ کے بعد مناسب کیفیت اور نیک اعمال پیدا کرنے کی طرف اشارہ ہے اور **شَدِیْدُ الْعِقَابِ** اصرار کرنے کے مقابلے میں ہے اور اِس میں شریروں کی عاقبت کا بیان ہے۔

ساتواں ہامعہ

نواں اسم **ذِی الطَّوْلِ** ہے اور یہ اسموں کی جنس کی طرف اشارہ ہے اور اِس کی حقیقت یہ ہیکہ بنی آدم میں صفاتِ مدح کی طرف نظر کی جاتی ہے پھر جو موردِ مدح ہوتا ہے اُس کا اللہ تعالیٰ کے لئے اثبات کرتے ہیں اُن کے آثار سے مشابہت کے اعتبار سے اور اُن کے آثار صفات مستعملہ کے ساتھ اور **لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ** کو اِس تشبیہ کے زہر کے لئے تریاق سمجھیں۔

غَنِیٌّ، مَلِکٌ، قَرِیْبٌ، عَلِیٌّ، عَظِیْمٌ، حَلِیْمٌ وغیرہ سب اِسی جنس سے ہیں تو **ذِی الطَّوْلِ** اِن جنسوں میں سے اِن سب جنسوں کو سمجھا جاتا ہے۔

آٹھواں ہامعہ

دسواں اسم **لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ** ہے اور یہ جنس کے اسماء کا اشارہ ہے اِن کو **سَلْسِیَّاتْ** (ایک دوسرے سے جڑی ہوئی باتیں) کہتے ہیں اور وہ یہ ہیکہ ہم بنی آدم کی صفاتِ ذم پر نظر ڈالیں یا اُن صفات کو کہتے ہیں جو جسمانیت و حیرت اور محتاجگی و کمزوری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور اُن کی جنابِ الوہیت سے ہم نفی کریں۔ **لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا وَلَدَ لَہٗ وَلَا وَالِدَ لَہٗ وَلَیْسَ بِہٖ جِسْمٌ وَلَا جَوْھَرٌ وَلَا عَرَضٌ وَلَا یُشَابِہُ شَیْئًا وَلَا یُمَاثِلُ شَیْئًا** ۰ یہ سب اِسی باب

میں سے ہیں تو اس صفت کا ذکر اِن تمام جنسوں کے اسماء کی طرف اشارہ ہے۔

نواں ہامعہ

گیارہواں اسم **اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ** ہے اور یہ جنس کے اسماء کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ کا ایک فعل دنیا میں ہے اور ایک آخرت میں ہے جب ہم بدن کی چادر سے برہنہ ہوں اور برزخ میں پہنچے تو معاملہ پیش آئیگا اور جب قبر سے اُٹھیں تو روح وجسم ملیں گے اور قوائے مثالیہ قوت وتاکید کے ساتھ اِن جسموں میں داخل ہوں اور معاملہ پیش آئے سو اِن افعال کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اور اوصاف سے وصف کیا جاتا ہے اور جنابِ الوہیت کے اور نام رکھے جاتے ہیں **اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ** اسمِ جنس کے اسماء کا اجمالی اشارہ ہے اور **مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** بھی انہیں اسماء کا اجمالی اشارہ ہے۔

فقرہ نمبر۔ ۱۲

{بِسْمِ اللهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا يٰسٓ سَقْفُنَا كٓهٰيٰعٓصٓ كِفَايَتُنَا حٰمٓعٓسٓقٓ حِمَايَتُنَا}

ترجمہ: بسم اللہ ہمارا دروازہ ہے اور سورۂ تبارک ہماری دیواریں ہیں اور سورۂ یٰسٓ ہمارے گھر کی چھت ہے اور کٓھٰیٰعٓصٓ مامون ہونے کیلئے کافی ہے اور کلمۂ حٰمٓعٓسٓقٓ ہمیں آفات سے بچانے کے لئے حمایت کرتا ہے۔

پہلا ہامعہ

فوائد: اِس فقرے سے ایک طرح کے استنباط سے کمالِ مطلق کی طرف انسانِ کامل بالفعل پہچان سکتا ہے اور جب ملاء اعلیٰ اور ملاء اسفل نے اِس فقرے کی عظمت من حیث

الاجمال سیکھی ہے تو یہ فقرہ شیاطین کے مکر و فریب اور اور بُری آلودگیوں سے بچنے کے لئے نافع ہے جیسے: جادو، نظر لگنا وغیرہ اور اور جُود الٰہی کی بارش مانگنے کے لئے، مشکلوں میں کفایت کے لئے اور روزی کی تنگی دور کرنے کے لئے، حصول شہرت اور بڑا مرتبہ حاصل کرنے کے لئے یہ فقرہ وسیلہ ہے اور یہی تمام فائدے آیۃ الکرسی کے بھی ہیں اور یہاں سے ذہین آدمی اُس حدیث کا راز پہچان سکتا ہے جو اعظم القرآن یعنی آیۃ الکرسی میں ہے۔

دوسرا لامعہ

تشریح: اِس فقرہ میں بڑے کامل اولیاء کا ذکر ہے جن کی معرفت تمام اسماء الٰہیہ تک پہنچتی ہے اور تمام اسماء الٰہیہ کے ساتھ وہ متّصف ہوئے ہیں تحقیق کے اعتبار سے اُن کے سوا اِسکی تلاوت کوئی نہیں کرسکتا ہے اور جو اِس کی اِستعداد رکھتا ہے اِس کے پڑھنے سے اُس کے لئے بہت راہیں کھل جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں میں عجیب۔عجیب خاصیتیں رکھیں ہیں اور اِسی لئے علماء نے ہر آیت اور سورت کے لئے مہمّات مقرر کئے ہیں اور خواص القرآن کا علم یہاں سے نکلا ہے اور اِن اثروں کے صادر ہونے کی وجہ یہ ہیکہ قرآن مجید کی عظمت ملاء سافل میں سرایت کرتی ہے ملاء اعلیٰ کے القاء کی وجہ سے تو ملاء سافل تعظیم سے پیش آتی ہیں اور اپنے جبلّت اور طبیعت سے بڑھنے والے کی مراد میں کوشش کرتے ہیں اور باطل اور شیاطین اُس کی عظمت کی وجہ سے بھاگتے ہیں اور ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہیکہ **لَا يَسْتَطِيْعُهُ الْبَطَلَةُ وَلَا يُجَاوِزُهٗ بِرٌّ وَلَا فَاجِرٌ** اور اُس کی ہر سورت اور ہر آیت کا حکم افسوں اور منتر کا ہے جس پر بنی آدم ہر زمانے میں عَمل کرتے ہیں اور اثر و فائدہ دیکھتے ہیں۔

تیسرا لامعہ

بعض آیات جو بعض اہم کاموں کے لئے مقرر ہیں وہ یہ خبر دیتی ہیں کہ صورتِ مثالیہ پر

جو کثرت سے پڑھنے سے عارف کی نظر میں پیدا ہوتی ہے اور وہ ضرور اُس کے کلماتِ بسیط کی طبیعت پر ہوگی تو نظر کرتے ہیں اُس صورتِ مثالیہ پر جو مشتری کی سعادت کے مشابہ ہے اور اُس کے منسوبات کے واسطے عمل میں لاتے ہیں تو اُس فقیر کو معلوم ہوا کہ آیت **اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ** ۰ بہت زیادہ سعادت کے مشابہ ہے اور جو شمس کی سعادت کے قریب ہو اُس کو شمس کے منسوبات میں کام میں لاتے ہیں اور اِس فقیر پر یہ بات منکشف ہوئی کہ آیت **رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ يَوْمَهُمْ بَارِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ** ۰ سعادتِ شمس سے بہت نزدیک ہے اور جو مریخ کی سعادت سے بہت قریب ہے اُس کو مریخ کے منسوبات میں کام میں لاتے ہیں **ذِي الْبَطْشِ الشَّدِيْدِ** ۰ **فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْدُ** ۰ مریخ کی سعادت سے بہت مناسب ہے۔

چوتھا ہامعہ

عدد اور وضعیں مقرر کرنے میں اور ہیئتِ خاص کے تعیّن کرنے میں بعضے مناسبات ہیں جو صفتِ ملکیہ کے مدد کرنے والے ہیں یا اُس صورتِ مثالیہ کے آخری تاکید کے لئے ہیں یا ساعتوں کا اختیار کرنا جو قبولیت کے قریب ہے یا قوتِ مثالیہ کا استحضار کرنا جو اُس کی تاثیر میں خصوصیت کے ساتھ ہے اور اُس کو فراست سے یا **يَا وَهَّابُ** کے ذریعے معلوم کرتے ہیں اور اِس میں بحث بہت لمبی ہے۔

پانچواں ہامعہ

عارفِ کامل کبھی قرآن پاک کی آیتوں اور سورتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک ہی بار میں اُن سب کے خواص جان لیتا ہے اِس کے بعد قرآن پاک کی حقیقت و عظمت جو ملکوت میں ہے اُس سے واقف ہو جاتا ہے اور اُس کے نور کو حاصل کرتا ہے اور اُس کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے تو اُس وقت عارف کو اجمالی طور پر قرآن پاک کے بعض اثر معلوم ہوتے ہیں اور وہ اُس صورتِ اجمالیہ کو آفات سے بچنے کے لئے اور جس میں وہ چاہے صرف کرتا ہے، شیخ

اِس قسم سے بعض صورتوں اور آیتوں کا ذکر کرتا ہے پس تم اِس میں غور وفکر کرو۔

فقرہ نمبر۔۱۳

{فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ٥}

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ اُن ظالموں کے شر سے کفایت کریگا اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پہلا ہامعہ

فوائد: یہ فقرہ چوروں، شیاطین اور ظالموں سے حفاظت کے لئے بہت بڑا حصار ہے، پڑھنے والے کو چاہئے کہ جس وقت وہ پڑھے تو قرآن مجید کے احاطہ کرنے کی صورت اپنے خیال میں رکھے اور چاروں طرف ہاتھ پھیرے یا عصا سے اپنے اسباب سے چاروں طرف خط کھینچ دے اور جب ظالم کے سامنے جائے تو یا خوف و دبدبہ اُس پر غالب آئے تو **کٓھٰیٰعٓصٓ** پڑھے اور ہر حرف کے ساتھ داہنے ہاتھ کی انگلی بند کرے اور کہے **کِفَایَتُنَا** اُس کے بعد جب ظالم کے سامنے آجائے تو دونوں ہاتھ کھول دے اور اُس کی طرف پھونکے۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: اِس آیت کا نزول حضرت نبیؐ پاک ﷺ کی بشارت کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ آپ سے معاملہ کریگا دشمنوں کے شر سے بچانے کے لئے اور تمام خلقت میں دین پھیلانے کے لئے لیکن شیخ ایک طرح کے استنباط سے ظالموں اور باغیوں سے حفاظت کی صفت کا استحضار کرتا ہے اور جانتا ہے کہ نبیؐ پاک ﷺ کو کفایت کی بشارت ایسے ماٰ خذ کے سبب سے ہے کہ حقیقت میں حکم کا مدار اُسی پر ہے اور وہ آدمی کا مخلوق کے واسطے نصیب ہے اور مخلوق کو ارشاد کرنے کا ہے اور اُس کو کارسازی کرنے کا اور اپنی مراد اُس شخص کے ہاتھ پر ظاہر کرنی ہے کہ **اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ** تو وہ اپنا حال اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے ساتھ اِس کلام سے سمجھتا ہے جیسے کلمہ **وَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ** سے والدین کے مارنے کو حرام سمجھا جاتا ہے اور بطریق

فال کے اعمالِ تصریفیہ میں بہت معتبر ہے اور وہ اِس آیت کو مضبوطی سے تھامتا ہے اللہ کی عنایت سے کفایت کے واسطے۔

تیسرا ہامعہ

اِس آیت کا مشہد یہ ہیکہ مصلحتِ کلیہ کے موافق نورِ عرش کے چمکارے ملاء اعلیٰ میں نازل ہوتے ہیں اور ملاء اعلیٰ سے ملاء سافل میں اور وہاں سے عالمِ شہادت میں اور وہ نورِ عرش الہاموں اور تغیرات کا تصرّف کرتا ہے شریروں کی کوششوں میں تا کہ اُن کی مراد انجام کو نہ پہنچے اور اِس پڑھنے والے کو اول الہاموں اور تغیرات سے تصور ہوتا ہے کہ یہ اُن پر غالب ہو اور اُن کے مکر وفریب کو دفع کرے اور ملاء سافل کو اپنی مدد سے الہام کرنا اور ابن آدم کے خطروں کو اُس کے لئے آراستہ کرنا اور جب یہ مشہد عارف پر تمام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ باعتبارِ ظہور کے اپنی ذات سے تدلّیٔ کُل سے اُن کے شر کو ملائکہ کے الہام سے دفع فرماتا ہے اور وہ جو حدیث پاک میں آیا ہے **اَللّٰھُمَّ اِنَّ نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ** اِسی مقام سے ہے اور یہ مشہد ایک کفایت ہے جو نورِ عرش سے پیدا ہوتی ہے لیکن جو کفایت مقامِ تدبیر سے نازل ہوتی ہے وہ عالمِ تقریب کے ساتھ خیرِ مطلق کے واسطے اِس کی بنیاد رضا پر ہے اور استعداد والے کی استعداد کو پورا کرنے کے لئے اور جو اُس کی استعداد میں پوشیدہ ہے۔

فقرہ نمبر۔ ۱۴

{سِتۡرُ الۡعَرۡشِ مَسۡبُوۡلٌ عَلَیۡنَا وَعَیۡنُ اللّٰہِ نَاظِرَۃٌ اِلَیۡنَا بِحَوۡلِ اللّٰہِ لَا یَقۡدِرُ عَلَیۡنَا ۰ وَاللّٰہُ مِنۡ وَّرَآئِہِمۡ مُّحِیۡطٌ ۰ بَلۡ ھُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ ۰ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ۰ }

ترجمہ: عرش کا پردہ ہم پر پڑا ہوا ہے اور اللہ کی چشمِ عنایت ہم کو دیکھ رہی ہے، اللہ کی مدد سے کوئی ہم پر قدرت نہیں پائیگا، اللہ تعالیٰ اُن کے پیچھے کی طرف سے احاطہ کرنے والا ہے بلکہ یہ قرآن باعظمت ہے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

پہلا لامعہ

فوائد: یہ فقرہ سب چیزوں کے لئے بہت نفع کی ہے دشمنوں کے شر سے کفایت طلب کرنے کے لئے اگر پڑھنے والا نماز کا شوقین ہے تو اِس آیت کو چار رکعت میں تین سو مرتبہ پڑھے یا دو رکعت میں ہر رکعت میں پچاس مرتبہ پڑھے اور جو پڑھنے والا ذکر کا شوقین ہو وہ ایک ہزار بار ہر روز سات دن تک پڑھے اور اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو اسمِ کافی کے عدد کو ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔

دوسرا لامعہ

تشریح: نورِ عرش جس کا بیان ہوا اُس کی ندیاں ملاء اعلیٰ کے الہاموں سے اہل زمین پر جاری ہیں اور اُسی نور کے نزول سے اُن کے دین و دنیا کی اصلاح ہوتی ہے شیخ نے اُس نور کا پردۂ تخیّل کیا ہے اور وہ حاسدوں اور باغیوں کی آنکھوں سے اِس پردے میں چھپتا ہے اور تخیّل میں یہ نکتہ ہے کہ قوائے خیالیہ اور وہمیہ سب عقل کے تابع ہوں اور طلب عزیمتِ قویہ ساتھ واقع ہو یہاں مقصد پناہ میں ہوتا ہے اور پناہ میں ہونا پردے کے تخیّل میں کامل و مکمل ہے اِسی لئے وہ کہتا ہے: **سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُولٌ عَلَيْنَا ۝**

تیسرا لامعہ

اللہ تعالیٰ کی حفاظت عرش سے گزر کر ملاء اعلیٰ کو پار کرتے ہوئے اُس بندے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور الہاموں و حالوں سے اُس بندے کے حالات میں تصرف کر کے اپنی مراد پوری کرتی ہے اور شیخ اِس حفاظت کو نگہبان کے طور پر خیال کرتا ہے کہ دو وجہوں سے بلکل اِس طرف متوجہ نہیں ہوا جو نورِ عرش میں بیان ہو چکے ہیں اِسلئے وہ کہتا ہے: **وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا ۝**

چوتھا لامعہ

شیخ بار - بار اُسے آشکار کرتا ہے جو لفظ ’’ستر وعین‘‘ میں داخل ہے اور مقصد کو خوب روشن کرتا ہے **بِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْنَا** اسلئے کہ دعاء تین بار مستحب ہے اور بار - بار طلب کرنا عزیمت کی قوت میں جوش پیدا کرتا ہے اور قوت وعزیمت ہی دعاء کی روح وستر ہے۔

پانچواں لامعہ

یہ کلمے دو احتمال رکھتے ہیں ایک تو یہ کہ شیخ پر منکشف کر دیا گیا ہوگا کہ تولّیٔ عظیم اِس مقام سے اُس کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور وہ تولّیٔ عظیم آفتاب کی کرنوں کے مانند اُس کے دل کی تہہ میں سما گئی ہے اب اُس چھپے ہوئے راز کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور وہ اپنے نفس کو تین کلموں سے حرکت دیتا ہے اور ہوشیار کرتا ہے اور اُس کو پوری ہمت سے لیتا ہے اور اُس سے اعمال پر پابندی حاصل کرتا ہے دوسرے یہ کہ یقین وعزیمت کی تاکید کے طریقے سے طلب کرتا ہے اور اُس کے واقع ہونے کا یقین کرتا ہے اور دعاء قبول ہونے کی اچھی امید کرتا ہے اِسی لئے خبر کا صیغہ استعمال کرتا ہے اور طلب کو خبر کے طریق پر لایا ہے اور وہ جو شیخ کے مقامات سے معلوم ہوا ہے وہ بھی وجہِ اول کی تاکید کرتا ہے۔

چھٹا لامعہ

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۰ اِس کا شانِ نزول کفّار ومکذّبین کے باب میں ہے اور اِن کے لئے طرح۔طرح کے عذاب کی سخت وعید ہیں لیکن شیخ ایک طرح کے استنباط سے اللہ کا احاطہ اپنی تمام مخلوقات پر علم، کفایت وحفاظت کی جہت سے سمجھتا ہے اور اِس کلمے کو اُس تجلّیٔ معنوی کے لئے متحرک ہونے کا سلسلہ سمجھتا ہے۔

ساتواں ہامعہ

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۰ اِس کلمہ کے اصل معنی قرآن عظیم کی حقیقت کا بیان اور کفار ومکذّبین کا رد ہے لیکن شیخ ایک وجہ کے استنباط سے اِس کلمے میں اپنی راسخہ نسبت پر نظر کرتا ہے کہ حضرت نبیِ پاک ﷺ پر قرآن کے نزول کا سایہ ہے اور اُسی کا نمونہ ہے افضل الانبیاء پر اور اُس کو اپنے ذہن میں متحضر کرتا ہے اور اِس لئے کہ نسبت اہل اللہ کے لئے سب سے بڑی سعادت، بہت زبردست طاقت والی چیز اور اسمِ اعظم ہے جس امر میں اِس کو مضبوطی سے تھام لیا جائے تو اُس کے لئے نافع ومفید ہے۔

فقرہ نمبر۔ ۱۵

{فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۰}

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ سب سے بہتر ہے حفاظت کرنے اعتبار سے اور وہ سب مہربانوں میں سب سے زیادہ مہربان ہیں۔

پہلا ہامعہ

فوائد: یہ فقرہ جادو، نظر لگنا، آسیب، جن اور جو بھی بُری آلودگی ہو اِن سب کے لئے بہت بڑا حصار ہے جیسے **بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا** تمام شر، آفات، چوروں اور ظالموں سے حصار ہے۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: یہاں یہ نکتہ ہیکہ وہاں قرآن عظیم کو لائے جو بمنزلہ محسوس کے ہے اور ایک صورت کا تصور کیا تا کہ نگہبانی میں آفات محسوسہ کے کام میں آئے اور یہاں نورِ عرش اور عین اللہ لاتا ہے اور یہ امرِ مثالی ہے اور ذکر ستر وعین کا نظر لگنے سے پناہ دیتا ہے اور یہاں جاننا چاہیئے کہ آیتوں اور دعاؤں کی صورتِ مثالیہ اختلافِ کلمات کے سبب اور اور اُن تصورات کے سبب جو اِن کلموں کے ضمن میں آتے ہیں مختلف ہو جاتے ہیں۔

یہ وہ کلمہ ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا جس وقت بنیامین کو اُن کے ساتھ بھیجا اور اُن سے بنیامین کی حفاظت کو عہد لیا پھر نسبتِ توکل نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے باطن میں جوش مارا اور سببِ ظاہری کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا پھر اُسے کچھ نہ سمجھا اور اپنا کام اللہ کے حوالے کر دیا اور اُس کی نگہبانی اور توکل سے کام لیا۔

تیسرا ہامعہ

شیخ اِس آیت کی تلاوت کے ضمن میں ایک طرح کے استنباط سے صوفیہ کے احوال میں سے ایک حال کو سمجھتا ہے اور وہ اسبابِ ظاہری کو نہ دیکھنا اور اِن کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا اور اِن اسباب سے اللہ کی حفاظت کی طرف بھاگنا اور سب کو چھوڑ کر اللہ کی حفاظت میں پناہ تلاش کرنا اور اِس آیت کی تلاوت اُس کے لئے اِس حالت کی تحقیق کی طرف دلالت کرتی ہے اور جو توکل شیخ کے دل میں پوشیدہ ہے اُسے حرکت دیتی ہے اور ظاہر کرتی ہے اور یہ حال اہلِ احوال کے نزدیک اِس آیت کا مشہد ومدلول ہے۔

فقرہ نمبر۔۱٦

{اِنَّ وَلِيِّ ۦَ اللہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۰ }

ترجمہ: یقیناً میرا کارساز وہ اللہ ہے جس نے قرآن نازل کیا اور وہ نیک لوگوں کی کارسازی کرتا ہے۔

پہلا لامعہ

فوائد: یہ فقرہ حفظِ نفس اور اولاد کے باب میں اور بہت باریک سبب ہے اور حالِ شر سے متوقع ہو، پس اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ کیڑوں اور چوروں سے محفوظ رہے تو ایک مربع میں تکسیر کرے، اگر کسی راستے میں ڈاکوؤں یا چوروں کا خوف ہو تو ایک کاغذ یا ٹھیکری پر لکھ کر اپنے پاس رکھے اور اگر کوئی ظالم اُس پر ظلم کرنا چاہتا ہے تو اگر نماز کا شوقین ہے تو صلوۃ التسبیح کی طرح نماز میں تین سو مرتبہ پڑھے اور اگر ذکر کا شوقین ہو تو ایک ہزار ایک مرتبہ (۱۰۰۱) پڑھے اور ہو سکے تو ایک ہفتے تک اِس عمل کو اچھے اوقات میں کرے جیسے: آدھی رات، زوال کا وقت، عصر کے بعد یا سورج طلوع ہونے سے پہلے۔ واللہ اعلم

دوسرا لامعہ

تشریح: یہ وہ کلمہ ہے جس کے ذریعے تکلم کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اُس وقت حکم فرمایا ہے جب کافروں نے بتوں کی عبادت پر اصرار کیا اور اِس بات سے ڈرایا کہ یہ بُت تم کو نقصان پہنچائیں گے تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآئَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنَ ۰ اِنَّ وَلِيِّ ۦَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۰**

ترجمہ: اے نبی ﷺ! آپ (اِن مشرکین سے) کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب دیوی دیوتاؤں کا بلالو جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے، پھر میرے خلاف کوئی سازش کرو اور

مجھے کوئی مہلت نہ دو، یقیناً میرا کارساز وہ اللہ ہے جس نے قرآن نازل کیا اور وہ نیک لوگوں کی کارسازی کرتا ہے یعنی میں تمہارے بُرے اندیشوں سے نہیں ڈرتا اور تم سے اور تمہارے بتوں سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اسلئے کہ میرا رکھوالا تو اللہ تعالیٰ ہے۔

تیسرا ہامعہ

شیخ ایک طرح کے استنباط سے ایک حالت کو یاد کرتا ہے اور وہ یہ ہیکہ دشمن غالب ہوں اور نقصان پہنچانے کا سامان جمع کریں اور کسی طرح نقصان پہنچانے سے باز نہ رہیں اور اُس وقت وہ اللہ کی ولایت کی طرف بھاگے اور تمام حاجتوں میں صرف اُسی پر بھروسہ کرے اور قدرتِ وجوبیہ کے علاوہ کسی کو مؤثرِ حقیقی نہ جانے اور اپنے سب کام خواہ نفع حاصل کرنا ہو یا نقصان کو دفع کرنا ہو سب کو اللہ کے سپرد کردے اور اپنے آپ کو اللہ کی ولایت کے ہاتھ میں تصور کرے جیسے بچہ ماں کی گود میں اور میّت نہلانے والے کے ہاتھ میں، شیخ اِس کلمے سے اِس حال کو حاصل کرتا ہے اور اپنے دل کو اِس کے لئے حرکت دیتا ہے اور ہوشیار کرتا ہے تو ایسا کرنے سے وہ سعادت کے بہت قریب ہوجاتا ہے۔

چوتھا ہامعہ

اعظم تولّی کا مقصد کتاب نازل کرنا اور شریعت کو مقرر کرنا ہے اسلئے کہ اِس تولّی سے مقصود انسان کی صورتِ نوعیہ ہے اور اِس کا فائدہ دنیا و آخرت میں عام ہے تو کتاب کے نزول کا ذکر عارف کی نظر کے سامنے تولّی کی صورت بنا دیتا ہے اور عارف کے دل کو اُس مقام کے تعیّن کی طرف مصروف کردیتا ہے۔

پانچواں ہامعہ

مقامِ تدبیر سے جو تولّی پیدا ہوتی ہے اور اِس کی بنیاد اُس امر کو پورا کرنے پر ہے جو آدمی کے نفس میں روح ڈالنے کے وقت چھپایا گیا ہے اور جو اُس سے تعلق رکھیں اور وہ نیک و بد دونوں کے حق میں عام ہے اور جو تولّی تدلّی کے مقام سے ظاہر ہوتی ہے اُس کی بنیاد قبول پر

ہے اُس شخص کو ابتدا سے خطیرۃ القدس یعنی عالم پاکیزگی میں داخل ہونے کے قابل جانتے ہیں اور اُس کی طرف محبت کا نقطہ متوجہ ہوتا ہے اور اُس کی اصل طبیعت ظاہر و باطنی محنت و کوشش سے حاصل ہونے والے فیوضات کی استعداد رکھتی ہے اُس کے بعد ملائکہ میں اعلان کرتے ہیں کہ **اَلَا اِنَّ اللّٰہَ اُحِبُّ فَلَا نًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّوْنَہٗ ۰** ترجمہ: سنو باخبر ہو جاؤ! بیشک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں لہٰذا تم بھی اُس سے محبت کرو پس وہ (ملائکہ) بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں ،اور پھر وہاں سے اُس کے سب کاموں کی کارسازی اور ہر مکروہات سے وہ حفاظت ظہور میں آتی ہے جو تولّی سے مراد تھی۔ **وَھُوَیَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۰**

فقرہ نمبر۔ ۱۷

{حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۰}

ترجمہ: میرا اللہ کفایت کرنے والا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اُس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ پروردگار عرشِ عظیم کا رب ہے۔

پہلا ہامعہ

فوائد: نفقۃ الغیب کے لئے یہ آیت بہت اثر رکھتی ہے اور شہر و گھر کے انتظام کے لئے بھی ،اگر پڑھنے والا نماز کا شوقین ہے تو صلاۃ التسبیح کی طرح چار رکعت میں تین سو مرتبہ پڑھے اور جو ذکر کا شوقین ہو اسمِ ولی کے بعد موافق عدد ہر نماز کے بعد پڑھا کرے۔

دوسرا ہامعہ

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کا یہ ذکر فرمایا ہے جس وقت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امت کو

اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے اور ہر قسم کی نیک باتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے تو اُن لوگوں میں سے بعض نے نفاق کو اختیار کیا اور نبیؐ پاک ﷺ کے سکھائے ہوئے ادب سے مؤدب نہیں ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝**

تیسرا لامعہ

اِس کے ذکر کا مشہد اُس کی قدرتِ وجوبیہ کا دیکھنا ہے جو تنہا سارے عالَم میں تصرّف کرتی ہے اور مقام تدلّی سے جو الہام نازل ہوتے وہ انسان کی ہر چیز میں داخل ہوتے ہیں یعنی نفس میں، مال میں، اولاد میں، اور عزت و آبرو میں اُن الہاموں کی طرف سے کچھ تنگی نہیں ہے اگر ہے تو اُس شخص کی طبیعت اور کسب کی جہت سے ہے کہ ایک جہت سے اُس کی کفایت کی مقتضی ہے اور ایک جہت سے نہیں ہے ذاتِ حق کی طرف **حَسْبِیَ اللّٰهُ** میں اشارہ ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ کوئی کارساز اور مخلوق پر غالب نہیں ہے سوائے ذاتِ حق کے اور یہ معنی پہلے معنی کا باطن ہے اسلئے کہ عبادت منحصر نہیں مگر تولّی کے منحصر ہونے پر اور یہ معنی ہیں کہ عالم میں کوئی مؤثر حقیقی نہیں ہے سوائے قہرِ قدرتِ وجوبیہ کے اور یہ معنی ہیں کہ زمین و آسمان و تمام موجودات کا خالق صرف اللہ ہے اور یہ معنی دوسرے معنی کا باطن ہیں اور یہ معنی ہیں کہ حقائق اشیاء کی تحقیق صرف طرح-طرح کے مظاہر میں ایک حقیقتِ واحدہ کا ظہور ہے اور یہ معنی تیسرے معنی کا باطن ہے اور خلاصۂ کلام یہ ہیکہ یہاں مراد تولّی کے معنی کے منحصر ہونے کے ہیں اُس حقیقت میں جو تدبیر کرنے والے عرش پر مستوی ہے اسی لئے **حَسْبِیَ اللّٰهُ** اور **عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ** کے درمیان کلمہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** لائے تاکہ اِس کے معنی پر دلالت کرے۔

چوتھا لامعہ

جاننا چاہئے کہ قرآن عظیم میں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** بہت سے معانی کے لئے آیا ہے جیسا کہ **فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ ۝** یہاں تولّی کے معنی توحید کی معرفت کے ہیں

اور یہ جو آیت ہے ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ یہ اشارہ ہے خَلَقَ اللّٰہُ مُلْکَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ کا اور کبھی مددگاری کے معنی میں ترغیب کے ہیں اور کبھی عذاب سے ڈرانے کے ہیں اور یہ قرآن مجید کے غرائب میں سے ہیں پس غور و فکر کریں۔

پانچواں ہامعہ

عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ خبر کی صورت میں ہے یعنی جملہ خبریہ ہے اور یہ انشاء کے معنی میں ہے یعنی جملہ انشائیہ ہے صفتِ اعتماد کے لئے گویا یہ کلمہ صیغہ اِس حالت کا ہے اور اِس کا سگا بھائی ہے جیسے: ''اُحْ اُحْ'' کی آواز سینے کے درد کا بھائی ہے کہ دونوں ایک چشمے سے جوش کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہیں تو یہ کلمہ عارف کو اِس مقام کی حیثیت سے واقف کرتا ہے جیسے: اُحْ اُحْ سے سینے کے درد معلوم ہو جاتا ہے۔

چھٹا ہامعہ

وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۰ اِس کلمہ کا لانا عارف کو تولّی کی حقیقت کی صورت کی تصویر دکھا دیتا ہے جو تولّی کے تدلیٰ اعظم سے ظاہر ہوتی ہے جیسے اصولیین نے کہا کہ حکم کا معلق کرنا مشتق دلالت کرتا ہے مبدأ اشتقاق کی علّت پر اسی طور پر رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وصف کو لانا عارف کے سامنے نورِ الٰہی کی صورت کو مستحضر کر دیتا ہے جو عرش پر غلبے کی وجہ سے سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے اور لفظ الْعَظِیْمِ کا لانا تاکید کے واسطے ہے اُس کے استحضار کے لئے۔

ساتواں ہامعہ

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ نے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کے خواص میں ایک رسالہ لکھا ہے اور اُس کا نام سِرُّ الْجَلِیْلِ فِیْ خَوَاصِّ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ہے اور اِس رسالہ میں اِس کلمے کی خصوصیات اور اِس کو مضبوطی سے تھامنے اور تلاوت کا طریقہ لکھا ہے اور جو کچھ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کے بارے میں لکھا ہے وہ سب حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ میں

بھی جاری ہوتا ہے بلکہ اُس سے زیادہ بہتر اور مؤکد غرض یہ کہ نقصان سے بچنے کے لئے اور نفقۃ الغیب کے حصول کے لئے اور دشمنوں پر فتح پانے کے لئے یہ کلمہ نسخہ کیمیا ہے اور اِس میں عجیب تاثیر ہے اور اِس کا ختم **رَزَّاق، کَافِی، کَفِیْل** اور ناصر کے عدد کے موافق جس اسم کی حاجت ہو اُس کے عدد کے موافق پڑھے ایسا کرنا بہت اثر رکھتا ہے۔

فقرہ نمبر ۔ ۱۸

{بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۰}

ترجمہ: میں برکت ڈھونڈتا ہوں اُس اللہ سے کہ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی نہ زمین میں اور نہ آسمانوں میں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پہلا لامعہ

فوائد: اِس دعاء کے بارے میں نبیِ پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو اِس دعاء کو صبح و شام تین۔تین مرتبہ پڑھ لے تو اُسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اسلئے شیخ اِس دعاء کو نقصان سے بچنے کے لئے اختیار کرتا ہے۔

دوسرا لامعہ

تشریح: جب اسماءِ الٰہی شریعت میں نازل ہوئے تا کہ اُن سے اللہ کا تقرّب حاصل کریں، اِن اسماء کی عظمت و بلندی ملاءِ اعلیٰ میں ظاہر ہوئی اور ملاءِ اعلیٰ سے ملاءِ اسفل نے اِن کو اجمالاً سیکھا اور یہ شروع اسماءِ الٰہی کا ظہور ہے پھر جب اہل اللہ نے اِن اسماء سے اللہ کا قرب تلاش کیا اور کثرت سے اِن کا وِرد کیا تو اُن کے ذہن میں ہر اسم کی صورتِ مثالیہ بہت

شکل پذیر ہوئی اور اعمال لکھنے والے فرشتوں نے اِن کی تلاوت کو نامۂ اعمال میں لکھا اور اِس صورتِ مثالیہ کو صحیفوں میں نقش کیا اور وہاں سے مقدّس عالم میں لوٹے جیسے: ایک آئینے میں دوسرے آئینے سے صورت نقش ہوتی ہے اور آخر یہ اسماء الٰہی کی سلطنت ہے، عالَم کی طبیعت میں اسماء الٰہی کا اثر ہوا اور بجائے افسوں ومنتر کے اُس کی تاثیرات عالَم میں ظاہر ہوئیں زمین کی نقصان دہ چیزوں سے اُن کی حفاظت کرنے کے لئے جیسے: درندے اور زمین کے اندر رہنے والے کیڑے مکوڑے وغیرہ اور آسمانی نقصان دہ چیزوں سے حفاظت کے لئے جیسے: ستاروں کی نحوست، آسیب اور جن وغیرہ کے لئے اِس دعاء کو پڑھنا چاہئے، اور ہر نقصان دینے والی چیز کے لئے ایک خاص اسم ہے جو اُس چیز کے نقصان کو ختم کرتا ہے لیکن عارف اُن اسماء کا اجمالاً ملاحظہ کرتا ہے اور نقصان دہ چیزوں کو دور کرنے کے لئے سب کو ایک ہی بار میں اختیار کرتا ہے اسی معرفتِ عربیّہ کی طرف اِس دعاء میں اشارہ ہے۔

تیسرا ہامعہ

لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ کہا اور **لَا يَضُرُّ مَعَ شَيْءٌ** نہیں کہا اِس میں نکتہ یہ ہیکہ پہلی عبارت میں وصف ذاتِ الٰہی کا ہے اور دوسری عبارت میں وصف اسم الٰہی کا ہے سو غرض تو یہ ہیکہ اُس قہر کی نقصان دینے والی چیزوں پر علّت اور نقصان دہ چیزوں کا بیکار ہونا اِس کی نسبت ذاتِ الٰہی سے ہے اسلئے اَولیٰ کو اختیار کرنا ضروری ہوا۔

فقرہ نمبر۔ ۱۹

{وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۰}

ترجمہ: کسی میں طاقت نہیں ہے (اُس کو واپس لانے کی) اور اور کسی میں قوت نہیں ہے (کوئی کام کرنے کی) مگر اُس اللہ کی مدد سے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

پہلا لامعہ

فوائد: یہ دعاء ہر نقصان دینے والی چیز کو دفع کرنے میں بہت اثر رکھتی ہے مثلاً: درندے، کیڑے مکوڑے، ٹھنڈے مزاج والوں کو ٹھنڈے پانی سے اور گرم مزاج والوں کو گرم پانی سے جب نقصان کا اندیشہ ہو اور کوئی ایسی دوا یا غذا جس میں نقصان کا اندیشہ ہو، نظر، جادو، درد، ورم اور برے آدمی سے برائی پہنچنے کا اندیشہ ہو تو چاہئے کہ تین یا سات مرتبہ اِس دعاء کو پڑھے اور جس کا خوف ہو تو اُس پر پڑھ کر دم کرے یا اُس کی طرف پھونک مار دے اور جو شخص غائب ہو گیا ہو تو اُس کی صورت کو ذہن میں لائے اور اُسکے حاضر ہونے کی نیت سے دوبارہ پڑھے۔

دوسرا لامعہ

تشریح: یہ کلمہ بڑی معرفت کا ہے اور وہ معرفت یہ ہیکہ جب موجودات کی طبیعتیں اپنے لوازم اور مقتضیات کے ساتھ موجود ہوئیں تو قہرِ مبدأ نے اُن کو پکڑا اور اُن کو خبرِ مطلق سے مشابہت دی پھر قبض و بسط سے ہر طبیعت میں تصرّف فرمایا تو عالَم میں خرقِ عادت (خلافِ عادت کام) مقررہ پیدا ہوئی اور حقیقت میں یہ خرقِ عادت بھی ہمیشہ سے ہر زمانے میں اور ہر ملّت میں جاری ہے۔

تیسرا لامعہ

جب عارف یہ حال اپنے نفس میں نقش کرتا ہے یعنی اُس کی عقل بھی اس کو سمجھتی ہے اور وہم وخیال بھی اِس کی پیروی کرتے ہیں اور یہ حال عالَم میں ایک تاثیر پیدا کرتا ہے اور حالات کے اثر سے باز رہتا ہے جیسے تمہیں معلوم ہیکہ اعتقاد کا اثر بہت سے حالات میں ہوتا ہے اور یہ حال واعتقاد بمنزلہ دعاء کے ہے اور ایک راز ہے جو مبدأ فیاض سے فیض حاصل

کرتا ہے اور یہ معاملہ آخرت میں بہت واضح ہوگا اِسی لئے **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** پڑھنے والے کے گناہ جھاڑ دیتا ہے اور اُن گناہوں عذاب کا ذریعہ بننے سے باز رکھتا ہے اور اِسی بات کی طرف حدیث پاک میں اشارہ ہے کہ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور مغفرت کی امید ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ اللہ غفّار ہے وہ اُس شخص کے گناہ جھاڑ دیتا ہے۔

چوتھا لامعہ

یہ کلمہ نظرِ بد، اور جادو کو رد کرنے میں کسی کو لوٹانے اور بد دعاء کے رد کرنے میں بہت تاثیر رکھتا ہے اور ہمت اور اہل ہمت اور جو اُن کے مانند ہوں **بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ٥** کے نیچے بہت تاثیر رکھتا ہے اُن نقصان دینے والی چیزوں کو دفع کرنے میں جو محسوس ہوتی ہیں اور **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** کی تاثیر اکثر غیر محسوس چیزوں میں ہے جیسا کہ ہم نے **بِسْمِ اللّٰهِ** الخ اور **سِتْرُ الْعَرْشِ** کی تشریح میں بیان کیا۔

اختتامِ مقصد

اُنیس فقروں کے ضمن میں ایک سونو (۱۰۹) لامعوں پر یہاں مقصد مکمل ہوا اور جب ہم شرح حزب البحر سے یہاں پہنچے جیسا کہ ارداہ تھا اب ہم الحمدللہ فارغ ہوئے **اوّلًا و آخرًا و ظاهرًا و باطنًا** اور یہ سب ایک امرِ وجدانی (علمِ حال) تھا جو ایک ہی بار میں بجلی کی طرح چمکا اور جو یاد رہا وہ لکھ دیا گیا مگر وہ تھوڑا سا حصہ جو علمِ حدیث وعلمِ دانشمندی سے متعلق تھا اُس کے چھوڑ دیا گیا، اب کوئی حرج نہیں کہ حزب البحر کی دعوت کا طریقہ جو مشائخ عظام نے لکھا ہے اُس کو تحریر کیا جائے تاکہ حزب البحر کی سب باتیں بیان ہو جائیں اور کوئی بات باقی نہ رہ جائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خاتمہ

حزب البحر کی زکوۃ ادا کرنے کا طریقہ

بعض علماء نے کہا ہیکہ جو شخص حزب البحر کا عامل بننا چاہے تو سب سے پہلے اِس کی زکوۃ ادا کرے اور اِس کا طریقہ یہ ہیکہ ترکِ حیوانات جلالی و جمالی کرے (اپنی صفاتِ جلالی کو شریعت کے تابع کرے اور اور صفاتِ جمالی کو اعتدال کے ساتھ پروان چڑھائے) اور بدھ کے دن اعتکاف کرے اور بدھ، جمعرات و جمعہ کا روزہ رکھے اور روزانہ غسل کرکے دو رکعت نماز پڑھے پھر ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ حزب البحر پڑھے یا پھر جن دنوں میں چاند بڑھ رہا ہو تو روزانہ تیس (۳۰) مرتبہ پڑھے، یہ فقیر کہتا ہیکہ یہ عدد اِس لئے اختیار کیا گیا ہیکہ آفتاب کے تین سو ساٹھ (۳۶۰) درجے ہیں تین مثلوں یا بارہ برجوں کے ضمن میں واللہ اعلم۔

بادشاہ و حکمرانوں کے لئے عوام کے شر سے بچنے کا وظیفہ

اگر کوئی بادشاہ یہ چاہے کہ کوئی اُسے نقصان نہ پہنچائے یا وہ ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں درندے زیادہ ہوں تو اُس کے چاہئے کہ سات مرتبہ حزب البحر کو پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرکے پورے بدن پر پھیر لے اور جو شخص کسی کام میں عاجز ہو تو کسی صاف ستھری تنہائی کی جگہ میں جائے اور وہاں جا کر غسل کرکے دو رکعت نماز پڑھے پھر پانچ یا سات مرتبہ حزب البحر پڑھے۔

محبت پیدا کرنے کا وظیفہ

کسی کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لئے بارہ یا سات مرتبہ پڑھ کر عرقِ گلاب پر دم کرے اور جب هَبْ لَنَا پر پہنچے تو یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ستر (۷۰) مرتبہ اِس آیت کو پڑھ کر تین بار یہ دعاء کرے کہ اے اللہ! فلاں بن فلاں کی محبت

فلاں بن فلاں کے دل میں ڈال دے اور تین دن تک یہ عمل کرے اور جب وہ شخص سامنے آئے تو تھوڑا عرقِ گلاب اپنے ہاتھوں پر مل کر اُس کے ہاتھ اور منہ پر پھیر دے۔

دشمن کے قہر سے بچنے کا وظیفہ

دشمن کے قہر سے بچنے کے لئے تیس مرتبہ بارہ دن تک پڑھے اور جب وَاطۡمِسۡ عَلٰی وُجُوۡہِ اَعۡدَائِنَا یا شَاھَتِ الۡوُجُوۡہُ پر پہنچے تو ستر مرتبہ یَاقَاھِرُ ذَاالۡبَطۡشِ الشَّدِیۡدِ اَنۡتَ الَّذِیۡ لَا یُطَاقُ انۡتِقَامُہٗ پڑھے اس کے بعد کہے کہ اے اللہ! فلاں بن فلاں کو اپنے قہر میں مبتلا فرما اور اُس کی آنکھ، کان اور زبان کو بند کر دے اور یہ فقیر کہتا ہیکہ جو شخص دینی کاموں میں دشمنی رکھتا ہو تو اُس کے لئے شَاھَتِ الۡوُجُوۡہُ بہت مناسب ہے اور جو شخص دنیوی کاموں میں دشمنی رکھتا ہو تو اُس کے لئے بہت وَاطۡمِسۡ عَلٰی وُجُوۡہِ اَعۡدَائِنَا مناسب ہے۔

مرض سے چھٹکارا پانے کا وظیفہ

بیماری سے شفا کے لئے بارہ (۱۲) دن تک حزب البحر روزانہ بارہ مرتبہ پڑھے اور جب بِسۡمِ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ الخ پر پہنچے تو وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَاھُوَ شِفَاءٌ وَّرَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ کو ستر مرتبہ پڑھے پھر یہ دعاء کرے یاشافی فلاں کو شفاء عطا فرما دے۔

بادشاہوں اور امیروں کو مسخر کرنے کا وظیفہ

بادشاہ اور امیروں کو مسخر کرنے کے لئے بارہ دن تک روزانہ بارہ مرتبہ پڑھے اور جب یَامَنۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ پر پہنچے تو ستر مرتبہ یَاعَزِیۡزُ پڑھے پھر دعاء کرے یا اللہ! مجھے فلاں بن فلاں کی نظر میں عزت والا بنا دے پھر دعاء کے بعد اِنَّا اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ الخ تین مرتبہ پڑھے، اِس ترتیب پر جب بارہ دن مکمل ہو جائیں تو اُس شخص کے گھر

جانے سے پہلے حزب البحر کو ایک مرتبہ پڑھ کر جائے وہاں عزت پائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

سفر میں حادثے سے بچنے کا وظیفہ

جو سفر میں ہر قسم کے خوف سے سلامتی چاہے تو جانے سے پہلے مذکورہ شرائط کے ساتھ تین دن روزہ رکھے اور روزانہ بارہ مرتبہ پڑھے اور جب **بِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْنَا** پر پہنچے تو ستر مرتبہ **يَا حَفِيْظُ احْفَظْنِىْ مِنْ جَمِيْعِ الْبَلِيَّاتِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ** پڑھے پھر تین دن پورے ہونے کے بعد سفر پر روانہ ہو جائے اور جب کہیں خوف کی جگہ اترے تو اترنے سے پہلے ایک بار پڑھ لے۔

کشتی / جہاز کی حفاظت کا وظیفہ

کشتی کی حفاظت کے لئے سوار ہونے سے پہلے تین دن تک روزانہ سترہ مرتبہ پڑھے اور جب **سَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ** پر پہنچے تو ستر مرتبہ **يَا حَفِيْظُ احْفَظْنِىْ مِنْ جَمِيْعِ الْبَلِيَّاتِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ** پڑھے پھر دعاء کرے کہ اے اللہ! میں اپنے آپ کو اپنے مال و اسباب کو اور اپنے سب سفر کے ساتھیوں کو بطور امانت تیرے سپرد کرتا ہوں اے اللہ! عافیت کے ساتھ ہماری کشتی کو کنارے پر پہنچا دے اِس کے بعد کشتی میں روزانہ پانچ مرتبہ حزب البحر پڑھے اور اگر طوفان آجائے تو جب تک طوفان رُک نہ جائے تب تک مسلسل پڑھتا رہے۔

مالدار ہونے کا وظیفہ

مالداری کے لئے تین دن تک روزانہ بیس مرتبہ پڑھے اور جب **اُنْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ** پر پہنچے تو **يَا غَنِىُّ اَغْنِنِىْ يَا رَزَّاقُ اُرْزُقْنِىْ رِزْقًا طَيِّبًا وَاسِعًا بِغَيْرِ حِسَابٍ** ستر مرتبہ پڑھے اور روزانہ سات غریبوں کو اپنی حیثیت کے موافق کھانا اور کچھ میٹھا بھیجے تو اُس پر مالداری کے دروازے کھل جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

قرض کی ادائیگی کاوظیفہ

قرض کی ادائیگی کے لئے تین دن تک روزانہ پندرہ مرتبہ پڑھے اور جب اُنْصُرْنَا پر پہنچے تو اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ وَ بِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ ستر مرتبہ پڑھے۔

لڑکیوں کے رشتے کے لئے وظیفہ

لڑکیوں کے رشتے کے لئے بارش کا پانی لیں یا کنویں کا ایسا پانی جو رات میں نکالا گیا ہو اُس کو لیں اور تین دن تک روزانہ تیس مرتبہ پڑھیں اور جب وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ الخ پر پہنچے تو کو یَافَتَّاحُ پانچ سو مرتبہ پڑھ کر اُس پانی پر دم کریں پھر اُس پانی سے ہاتھ پاؤں دھو کر اُس پانی کو ایسی پاک جگہ پھینک دیں جہاں اُس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے ایسا کرنے سے بہت جلد اُس لڑکی کے لئے اچھا لڑکا مل جائیگا۔

لڑائی میں دشمنوں کو مغلوب کرنے کاوظیفہ

لڑائی میں دشمنوں کے مقابلے میں حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ کا وِرد کرے بعض جہادوں میں نبیِّ پاک ﷺ سے بھی اِس کا پڑھنا ثابت ہے اور آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اِس کی ترغیب دیا کرتے تھے اور حبیب بن سلمہؓ جب دشمن کو دیکھتے تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتے تھے اور نبیِّ پاک ﷺ کا ارشاد ہیکہ جو شخص اِس کو روزانہ ستر مرتبہ پڑھیگا وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہیکہ نبیِّ پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہے۔

سر درد کو دور کرنے کا وظیفہ

سر کے درد کے لئے یہ بہت ہی مفید ہے کہ جس کے سر میں درد ہو تو اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ والسَّمَاءِ، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ اِسْمُہٗ بَرَکَۃٌ وَّ شِفَاءٌ، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ بِیَدِہٖ شِفَاءٌ، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کو تین یا سات مرتبہ پڑھ کر دم کر دے سر کا درد ٹھیک ہو جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ڈاکوؤں سے حفاظت کا وظیفہ

اور بعض معتبر روایتوں سے ثابت ہیکہ جب سفر میں ڈاکو آجائیں تو سورۃ اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھ کر زمین پر ہاتھ مارے اور اُس مٹی کو اٹھا کر اُن کی طرف پھینک دے اور اپنا ہاتھ سر پر پھیرے اور پڑھے فَاضْرِبْ لَھُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَکًا وَّلَا تَخْشٰی ۰ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۰ راوی نے بڑی تاکید سے قسم کھا کر کہا ہے ایک دن مجھے ڈاکو ملے تو میں نے یہ عمل کیا اور درخت کے نیچے بیٹھ گیا، وہ ڈاکو میرے قریب آئے لیکن مجھے دیکھ نہ سکے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ ابھی تو وہ آدمی یہیں تھا اچانک کہاں چلا گیا اور بعض روایات میں ہیکہ جو شخص سفر کا ارادہ کرے اور وہ یہ چاہے کہ سفر میں ہر آفت سے محفوظ رہے تو اُسے چاہیئے کہ دو رکعت اِس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں اَلْحَمْدُ کے بعد قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں اَلْحَمْدُ کے بعد قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد سورۃ قریش پڑھے پھر یہ دعاء پڑھے: اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ فَاصْبَحْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا السَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ وَاخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ بِخَیْرٍ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۰ اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا سے وَلَا الْمَجِیْئَ اِلَیْنَا تک پڑھے تو بھی فائدہ ہے۔

قید خانہ رجیل سے باہر نکلنے کا وظیفہ

اگر کوئی شخص قید خانے میں ہو یا اُسے کسی نے پکڑ لیا ہو تو مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ایک ہزار مرتبہ اور حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ایک ہزار مرتبہ ایک ہی نشست میں پڑھے تو بہت جلد اللہ اُس کو رہائی عطا کر دیگا اور میں کہتا ہوں کہ اگر حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کی جگہ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پڑھے تو زیادہ بہتر ہے اسلئے کہ اِس آیت کی خاصیت یہ ہیکہ بے رحم لوگوں کے دلوں میں رحم پیدا کرتی ہے اور اور جو اِس سے بیزار ہوں وہ مہربان ہو جاتے ہیں اور مکاروں کے مکر سے بچاتی ہے، جو شخص شب ِ جمعہ میں آدھی رات کے وقت اِس آیت کو تیس مرتبہ پڑھے اور پھر کہے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ یَا رَبِّ! حَسْبِیْ عَلٰی فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یَا فُلَانَۃَ بِنْتِ فُلَانٍ وَاعْطِفْ قَلْبَہٗ / قَلْبَھَا عَلَیَّ وَذَالِلّٰہِ یَا ذِلَّھَالِیْ ۰ تو بیشک اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو اُس پر مہربان کر دیتا ہے اور مطیع کر دیتا ہے اور بعض روایات میں ہیکہ: جو شخص حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۰ روزانہ سات مرتبہ صبح وشام میں پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کی کفایت فرماتا ہے خواہ پڑھنے والا اپنے یقین میں سچا ہو یا جھوٹا۔

تمام شد

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب ''ھوامع'' یہاں ختم ہوئی، اب اِس سے آگے جو کچھ اضافہ ہے وہ سب مترجم کتاب حضرت مولانا عبد الاحد دہلویؒ کی جانب سے ہے۔

نوٹ: مترجم کی تحریر کردہ حزب البحر میں بعض الفاظ وفقرے وہ ہیں جو حضرت شاہ صاحبؒ کی ذکر کردہ اصل دعاء میں موجود نہیں ہے اور بعض چیزیں مثلاً: اعتصام و اختتام وغیرہ جن کے پڑھنے پر شاہ صاحبؒ نے خود شرح میں اظہار تعجب کیا ہے اسلئے عاجز نے اِس طرح کے غیر ضروری زوائد کو اِس نسخہ میں متروک کر دیا ہے اور جو مفید ترین مواد ہے اُس کو ذکر کر دیا ہے۔

حِزْبُ الْبَحْر

دعاء شروع کرنے سے پہلے حروف تہجی یعنی ا ب ت ث کو شروع سے آخر تک ایک سانس میں پڑھے اور شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کا تصور کرے اور اللہ سے مدد طلب کرے اِس کے بعد مندرجہ ذیل طریقے پر دعاء پڑھیں۔

{بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ}

يَاعَلِيُّ يَاعَظِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا عَلِيْمُ! اَنْتَ رَبِّیْ وَعِلْمُکَ حَسْبِیْ، فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ، وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ، تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ، نَسْئَلُکَ الْعِصْمَةَ فِیْ الْحَرَکَاتِ وَالسَّکَنَاتِ وَالْکَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّکُوْکِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ عَنْ مُّطَالَعَةِ الْغُيُوْبِ، {فَقَدِ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالاً شَدِيْداً} (لفظ شدیداً پڑھتے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی پر تھوتکار کر آسمان کی طرف اشارہ کرکے انگلی کو ۳ مرتبہ گھمائے۔) وَاِذْيَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّاوَعَدَنَااللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْراً. فَثَبِّتْنَاوَانْصُرْنَا وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَاالْبَحْرَ (لفظ هٰذَا الْبَحْرَ پر اپنے مقصد کا دل میں خیال کرے) كَمَاسَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَسَخَّرْتَ النَّارَ لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيْدَ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَسَخَّرْتَ الرِّيْحَ وَ الشَّيٰطِيْنَ وَالْجِنَّ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَسَخِّرْلَنَاكُلَّ بَحرٍهُوَلَکَ فِیْ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِوَالْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنيَاوَبَحْرَالْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْلَنَاكُلَّ شَیْءٍ، يَا مَنْ بِيَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ ... كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ (اس کلمہ کو تین مرتبہ اس طرح پڑھنا ہے کہ پہلی مرتبہ پڑھنے میں پہلے حرف کے ساتھ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی بند کرے پھر اِسی طرح ہر حرف پر ایک-ایک انگلی ترتیب وار انگوٹھے تک بند کرتا چلا جائے، پھر دوسری مرتبہ پڑھنے میں ہر-ہر حرف پر انگوٹھے کی جانب سے ترتیب وار ایک

ایک انگلی کھولتا رہے اور پھر تیسری مرتبہ پڑھنے میں ہر حرف پر انگلیوں کو اسی طرح بند کرے جیسے پہلی مرتبہ میں کی تھیں، انگلیوں کو کھولنے اور بند کرنے میں اپنے مقصد کے پورا ہونے کا خیال کرے) اُنْصُرْنَا (یہاں پہلی یعنی چھوٹی انگلی کھول دے) فَاِنَّکَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ، وَافْتَحْ لَنَا (یہاں دوسری انگلی کھول دے) فَاِنَّکَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ، وَاغْفِرْلَنَا (یہاں تیسری انگلی کھول دے) فَاِنَّکَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ، وَارْحَمْنَا (یہاں چھوتھی انگلی کھول دے) فَاِنَّکَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ، وَارْزُقْنَا (یہاں پانچویں انگلی کو کھول دے) فَاِنَّکَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ، وَاحْفَظْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الْحٰفِظِیْنَ، وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ، وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رِیْحاً طَیِّبَةً کَمَا هِیَ فِیْ عِلْمِکَ وَانْشُرْهَا عَلَیْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِکَ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْکَرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِیَةِ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۰ اَللّٰهُمَّ یَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِیَةِ فِیْ دِیْنِنَا وَدُنْیَانَا وَکُنْ لَنَا صَاحِباً فِیْ سَفَرِنَا وَخَلِیْفَةً فِیْ اَهْلِنَا وَاطْمِس (یہاں شیاطین اور اپنے دشمنوں کا خیال کرکے دائیں ہاتھ کی سب انگلیوں کو بند کرکے ہاتھ سے اُن کی طرف اشارہ کرے) عَلٰی وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلٰی مَکَانَتِهِمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْمُضِیَّ وَلَا الْمَجِیْئَ اِلَیْنَا وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ۰ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَکَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیّاً وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ۰ (یہاں انگلیوں کو کھول دے) یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ ۰ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۰ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۰ لِتُنْذِرَ قَوْماً مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآئُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۰ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی اَکْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنٰقِهِمْ اَغْلَالاً فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۰ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۰ شَاهَتِ الْوَجُوْهُ شَاهَتِ الْوَجُوْهُ شَاهَتِ الْوَجُوْهُ (اِس کو پڑھتے وقت اپنے دشمنوں کی ہلاکت کا تصور کرتے ہوئے ہر مرتبہ دائیں ہاتھ کو زمین پر مارے) وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا۔ طٰسٓ۔ طٰسٓمٓ۔ حٰمٓعٓسٓقٓ۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ۔ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ۔ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ

حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ (یہاں پہلے حٰمٓ کو پڑھ کر اپنے آگے، دوسرے میں پیچھے، تیسرے میں دائیں، چوتھے میں بائیں، پانچویں میں اوپر اور چھٹے میں نیچے کی طرف دم کرے اور ساتویں میں اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرکے جہاں تک ہو سکے پورے بدن پر پھیرے) حُمَّ الْاَمْرُ وَجَآءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ • حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ • غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اِلَيْهِ الْمَصِيْرِ • بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا يٰسٓ • سَقْفُنَا كٓهٰيٰعٓصٓ (یہاں ہر حرف کے ساتھ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف سے ایک ایک انگلی ترتیب وار انگوٹھے تک بند کرتا چلا جائے) كِفَايَتُنَا • حٰمٓعٓسٓقٓ (یہاں ہر حرف کے ساتھ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف سے ایک ایک انگلی ترتیب وار انگوٹھے تک بند کرتا چلا جائے) حِمَايَتُنَا • فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ (یہاں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو کھول دے) وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ • سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا بِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدَرُ عَلَيْنَا • وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ • بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ • فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ • فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ • اِنَّ وَلِيِّ ىَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ • (فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ سے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ تک ہر جملے کو ۳ مرتبہ پڑھے) حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ • (اس کو ۷ مرتبہ پڑھے) بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ (ان دونوں دعاؤں کو ۳-۳ مرتبہ اس طرح پڑھے کہ ہر مرتبہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے اور دعاء کی قبولیت کا امیدوار رہے)۔

{آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ}

۞ ۞ ۞ ۞

حزب البحر پڑھنے اور اُس کی زکوۃ ادا کرنے کا طریقہ

(منقول از حضرت مولانا شاہ ولی النبی نقشبندی مجددی رامپوریؒ)

زکوۃ ادا کرنے کا پہلا طریقہ

واضح رہے کہ جو شخص دعاء حزب البحر کا عامل بننا چاہے تو سب سے پہلے چند شرطوں کے ساتھ زکوۃ ادا کرے ورنہ ہلاکت اور نقصان کا اندیشہ ہے:

پہلی شرط: یہ ہیکہ صاحب مجاز سے اجازت لے،

دوسری شرط: یہ ہیکہ ترکِ حیوانات جمالی وجلالی کرے،

تیسری شرط: یہ ہیکہ سلا ہوا کپڑا نہ پہنے خواہ نیا ہو یا پُرانا دُھلا ہوا ہو،

چوتھی شرط: یہ ہیکہ مسجد میں روزے کے ساتھ اعتکاف کرے اور پڑھنے کے وقت قبلہ کی طرف رخ نہ کرے اور اگر پڑھتے وقت وضو ٹوٹ جائے تو فوراً دوبارہ وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرے اور پھر حزب کو مکمل کرے۔

پانچویں شرط: یہ ہیکہ کھانے، پینے، وضو اور غسل میں صرف دریا کا پانی استعمال کرے۔

چھٹی شرط: یہ ہیکہ کھانے کے لئے جو کے آٹے میں لاہوری نمک ملا کر روٹی اِس طرح پکائی جائے کہ سب سے پہلے جو کو دریا کے پانی سے دھو کر پیسے جائیں پھر لکڑی کی آگ سے روٹی پکائی جائے اور یہ خیال رہے کہ اُس لکڑی میں کیڑے وغیرہ نہ ہوں، مذکورہ بالا شرائط کو پورا کرنے کے بعد تین دن تک روزانہ ایک سو اکیس/۱۲۱ مرتبہ حزب البحر پڑھے اور زکوۃ ادا ہونے تک تمام شرائط کا لحاظ رکھے اور اور تین دن کے بعد اگر ممکن ہو تو ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ ورنہ نمازِ فجر، عصر اور مغرب کے بعد روزانہ ضرور پڑھا کرے؛ اور جب کوئی حاجت پیش آجائے تو اُس وقت حزب البحر کا ایک فقرہ جو مطلب کے موافق ہو یا اسماء الٰہی میں سے کوئی اسم ہو یا آیات میں سے کوئی آیت جو مقصد کے لئے مناسب ہو اُس فقرہ کے آخر میں

ملا کر ستر مرتبہ پڑھے اور مقصد کا خیال کرتے ہوئے بار- بار اِس طرح دہرائے کہ پہلے حزب کو شروع کرے اور جب اُس فقرے پر پہنچے تو مذکورہ بالا طریقے کے مطابق پڑھے اور پڑھتے وقت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کی روح کی طرف متوجہ رہے تا کہ اثر زیادہ ہو۔

زکوۃ ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

مشائخ کی ایک جماعت نے یہ طریقہ بیان کیا ہیکہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے اوراور ہر دن غسل کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کر کے ایک سو اکیس مرتبہ پڑھے یا بارہ دن تک عروجِ ماہ میں ہر دن بیس مرتبہ پڑھے۔

واللہ اعلم بالصواب

حزب البحر کے اُن فقرات کا بیان جو حاجات کی تکمیل کے لئے اسماء جلالی و جمالی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں

اسماء جمالی جیسے: **يَا نَاصِرُ، يَا فَتَّاحُ، يَا غَفَّارُ، يَا رَحِيْمُ، يَا رَزَّاقُ، يَا حَفِيْظُ، يَا وَهَّابُ** •

اسماء جلالی جیسے: **يَا قَابِضُ، يَا خَافِضُ، يَا مُذِلُّ، يَا جَبَّارُ، يَا قَهَّارُ** •

کفایت مہمّات کے لئے

فقرہ **يَا عَلِيُّ** سے **يَا رَحِيْمُ** تک اور اُس کے ساتھ **يَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ** ستر مرتبہ ملا کر پڑھے جلد حاجت پوری ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

محافظت اور ترقیات باطن کے لئے

فقرہ **نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ** سے **الْغُيُوْبِ** تک اور اِس کے ساتھ **يَا حَفِيْظُ** ستر مرتبہ ملا کر پڑھے۔

گناہوں سے باز رہنے کے لئے

فقرہ نَسْئَلُکَ الْعِصْمَةَ سے الْغُیُوْبِ تک اور اِس کے ساتھ یَاعَاصِمُ ستر مرتبہ ملا کر پڑھے۔

دل کی بے چینی دور کرنے کے لئے

فقرہ فَثَبِّتْنَا کے ساتھ یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ کو ستر مرتبہ پڑھے۔

اللہ سے مدد طلب کرنے کے لئے

فقرہ اُنْصُرْنَا کے ساتھ یَانَاصِرُ ستر مرتبہ پڑھے یا اُنْصُرْنَا سے نَاصِرِیْنَ تک پڑھے اور اِس کے ساتھ ستر مرتبہ ملا کر پڑھے۔

دلوں کو مسخر کرنے کے لئے

فقرہ سَخِّرْلَنَاکُلَّ شَيْئٍ تک اور اِس کے ساتھ یَامُسَخِّرُ ستر مرتبہ پڑھے۔

مغفرت کے لئے

فقرہ فَاغْفِرْلَنَا سے غَافِرِیْنَ تک اور اِس کے ساتھ یَاغَفَّارُ ستر مرتبہ پڑھے۔

رحمت کے نزول کے لئے

فقرہ وَارْحَمْنَا سے رَاحِمِیْنَ تک اور اِس کے ساتھ یَارَحِیْمُ ستر مرتبہ پڑھے۔

رزق میں وسعت پیدا کرنے کے لئے

فقرہ وَارْزُقْنَا سے رَازِقِیْنَ تک اور اِس کے ساتھ یَارَزَّاقُ ستر مرتبہ پڑھے یا یہ آیت رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ اور یا یَا رَزَّاقُ اُرْزُقْنِیْ رِزْقًا طَیِّبًا وَّاسِعًا بِغَیْرِ حِسَابٍ وستر مرتبہ پڑھے۔

ہر بلا سے حفاظت کے لئے کرنے کے لئے

فقرہ وَاحْفَظْنَا سے حَافِظِیْنَ تک اور اِس کے ساتھ یَاحَفِیْظُ ستر مرتبہ پڑھے۔

ہدایت حاصل کرنے کے لئے

فقرہ وَاھْدِنَا سے ظَالِمِیْنَ تک اور اس کے ساتھ یَاھَادِیُ ستر مرتبہ پڑھے۔

حصول مقاصد کے لئے

فقرہ وَھَبْ لَنَا سے قَدِیْرٌ تک اور اس کے ساتھ یَاوَھَّابُ ستر مرتبہ پڑھے۔

مشکلات میں آسانی پیدا کرنے کے لئے

فقرہ یَسِّرْلَنَا سے اَبَدَاابِنَا تک اور اِس کے ساتھ یَا مُیَسِّرُ لِکُلِّ عَسِیْرٍ ستر مرتبہ پڑھے۔

سفر کی آفتوں سے حفاظت کے لئے

فقرہ کُنْ لَنَا سے اَھْلِنَا تک اور اِس کے ساتھ یَاحَفِیْظُ کو ستر مرتبہ پڑھے۔

دشمنوں کی ہلاکت کے لئے

فقرہ وَاطْمِسْ سے یَرْجِعُوْنَ تک اور اِس کے ساتھ یَا شَدِیْدَ الْاِنْتِقَامِ یَا یَا مُذِلُّ کو ستر مرتبہ پڑھے۔

علم میں زیادتی کے لئے

فقرہ یٰسٓ سے رَحِیْمُ تک اور اس کے ساتھ یَاعَلِیْمُ کو ستر مرتبہ پڑھے۔

بیماری سے شفاء حاصل کرنے کے لئے

فقرہ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ سے عَظِیْمُ تک اور اِس کے ساتھ یَاشَافِیُ کو ستر مرتبہ پڑھے۔

معترضین کے دلوں کو نرم کے لئے

فقرہ حَسْبِیَ اللّٰہُ سے عَظِیْمُ تک جو شخص صبح شام سات۔سات مرتبہ پڑھے جس مقصد کے لئے پڑھیگا اللہ تعالیٰ اُس کو پورا کریگا۔

شرح صدر اور ذہن وفہم کو تیز کرنے کے لئے

تین دن تک کسی میٹھی چیز پر پڑھے اور جب بَلْ ھُوَ قُرْآنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ پہنچے تو سات مرتبہ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ پڑھے لیکن یہ ضروری ہیکہ ہر روز نہا کر پڑھے تاکہ

دل کشادہ اور فہم زیادہ ہو جائے۔

کمالِ معرفت اور غلبۂ حال کے لئے

تین دن تک روزانہ انیس مرتبہ پڑھے اور جب بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ پر پہنچے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَالَ مَعْرِفَتِکَ وَ حَقِیْقَةَ الْیَقِیْنِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ. کو ستر مرتبہ پڑھے۔

ایمان کی سلامتی کے لئے

تین دن تک روزانہ پڑھے اور جب حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پر پہنچے تو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا صَادِقًا وَّ یَقِیْنًا کَامِلًا ۰ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ ۰ کو ستر مرتبہ پڑھے یا یَا قَاهِرُ ذَا الْبَطْشِ الشَّدِیْدِ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ یَا قَاهِرُ کو سات مرتبہ پڑھے۔

★★★★★

حزب النصر پڑھنے کا طریقہ

حزب النصر کو بعض لوگ حزب القہر بھی کہتے ہیں اور یہ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلیؒ کی تالیفات میں سے ہے اور بعض نسخوں میں یہ ہیکہ حضرت ابو المواہبؒ کی تالیفات میں سے ہے۔

آیت حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ مؤمن کی تلوار ہے اور اِس موقع پر دعاء مانگنی چاہئے اور بعض عارفین کہتے ہیں کہ دشمنوں کے لئے نہایت سخت اور قبولیت کے زیادہ قریب اِس سے بہتر کوئی نہیں ہے۔

اِس کے عمل کا طریقہ یہ ہیکہ عشاء کے بعد جب لوگ سو جائیں تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور اور دو زانو بیٹھ کر حضور قلب کے ساتھ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۴۵۰ مرتبہ پڑھے اور اپنے مقصد کا تصور کرے جب یہ مکمل ہو جائے پھر سات مرتبہ حزب النصر پڑھے پھر جب تک مقصد پورا نہ ہو جائے ہر رات اسی ترتیب سے پڑھتا رہے۔

بعض عارفین کا بیان ہیکہ میں نے اِس کا خوب تجربہ کیا ہے اور بہت سے سرکش اور ظالم اِس کے پڑھنے کی برکت سے تباہ و ہلاک ہو گئے اور ہاں یہ بات ضرور یاد رکھے کہ جو شخص شرعاً ہلاکت کا مستحق نہ ہو اُس کی تباہی کے لئے صرف اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے نہ پڑھے ورنہ اُس کا وبال اُسی کی طرف لوٹیگا۔

بعض لوگ باطنی دشمنوں کی ہلاکت کے لئے بھی اِس کو پڑھتے ہیں لہذا دعاء پڑھتے وقت باطنی دشمنوں کا تصور کرنا چاہئے۔

جو شخص ہر نماز کے بعد حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کو ۴۵۰ مرتبہ اور حزب النصر کو تین مرتبہ پڑھیگا تو لوگوں کے دلوں میں اُس کی محبت اور وقار پیدا ہو جائیگا اور لوگ اُس سے ڈرنے لگیں گے اور اگر کسی سرکش کے غصے کے وقت حزب النصر کو پڑھے تو اُس کا غصہ ختم ہو جائیگا۔

جو شخص کسی ظالم کی قید میں ہو اُسے چاہئے کہ سوتے وقت گیارہ مرتبہ حزب النصر کو پڑھے اللہ نے چاہا تو وہ اپنے دشمن پر غالب ہو جائیگا یہ بات مجربات میں سے ہے اِس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جو شخص حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل کے نقش کو اپنے پاس لکھ کر رکھے اور اِس آیت کو ۴۵۰ مرتبہ پڑھے اور تین مرتبہ حزب النصر پڑھے تو اُمراء اور وزراء کے دلوں میں اُس کی بہت ہیبت پیدا ہو جائیگی اور جو شخص اِس آیت کو کسی مبارک وقت میں سفید ریشم کے کپڑے پر لکھے اور آیت کو ۴۵۰ مرتبہ اور تین مرتبہ حزب النصر پڑھ کر اپنے پاس رکھ لے تو اللہ تعالیٰ تمام اسباب ضروریہ اُس کے لئے مہیا فرما دیگا اور اللہ کے حکم سے وہ مستجاب الدعوات بن جائیگا۔

★★★★★

حِزْبُ النّصْر

{بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ}

اَللّٰهُمَّ بِسَطْوَةِ جَبَرُوْتِ قَهْرِکَ وَ بِسُرْعَةِ اَغَاثَةِ نَصْرِکَ وَ بِغَيْرَتِکَ لِاِنْتِهَائِکَ حُرُمَاتِکَ وَ بِحَمَايَتِکَ لِمَنْ اِحْتَمٰی بِاٰيَاتِکَ نَسْئَلُکَ يَا اللّٰهُ يَا قَرِيْبُ يَا سَمِيْعُ يَا مُجِيْبُ يَا سَرِيْعُ يَا جَبَّارُ يَا مُنْتَقِمُ يَا قَهَّارُ يَا شَدِيدَ الْبَطْشِ يَا مَنْ لَّا يُعْجِزُهٗ قَهْرُ الْجَبَابِرَةِ وَلَا يَعْظُمُ عَلَيْهِ هَلَاکُ الْمُتَمَرِّدَةِ مِنَ الْمُلُوْکِ الْاَکَاسِرَةِ اَنْ تَجْعَلَ کَيْدَ مَنْ کَادَنِیْ فِیْ نَحْرِهٖ وَمَکْرَ مَنْ مَکَرَبِیْ عَائِدًا عَلَيْهِ وَ حُفْرَةَ مَنْ حَفَرَلِیْ وَاقِعًا فِيْهَا وَمَنْ نَصَبَ لِیْ شَبَکَةَ الْخِدَاعِ اِجْعَلْهُ يَا سَيِّدِیْ مُسَاقًا اِلَيْهَا وَ مُصَادًا فِيْهَا وَاَسِيْرًا لَدَيْهَا اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ کٓهٰيٰعٓصٓ اِکْفِنَا هَمَّ الْعِدَا وَلَقِّهِمُ الرِّدَا وَاجْعَلْهُمْ لِکُلِّ حَبِيْبٍ فِدًا وَسَلِّطْ عَلَيْهِمْ عَاجِلَ النِّقْمَةِ فِی الْيَوْمِ وَ الْغَدَا، اَللّٰهُمَّ بَدِّدْ شَمْلَهُمْ اَللّٰهُمَّ فَرِّقْ جَمْعَهُمْ، اَللّٰهُمَّ قَلِّلْ عَدَدَهُمْ اَللّٰهُمَّ فُلَّ حَدَّهُمْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الدَّائِرَةَ عَلَيْهِمْ اَللّٰهُمَّ ارْسِلِ الْعَذَابَ اِلَيْهِمْ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْهُمْ عَنْ دَائِرَةِ الْحِلْمِ وَ اللُّطْفِ، وَاسْلُبْهُمْ مَدَدَ الْاَمْهَالِ وَغُلَّ اَيْدِيَهُمْ اِلٰی اَعْنَاقِهِمْ، وَارْبِطْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ، وَلَا تُبَلِّغْهُمُ الْاٰمَالَ، اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ مَزَّقْتَهٗ لِاَعْدَائِکَ ،اِنْتِصَارًا لِاَنْبِيَائِکَ وَرُسُلِکَ وَاَوْلِيَائِکَ • اَللّٰهُمَّ انْتَصِرْلَنَا اِنْتِصَارَکَ لِاَحْبَابِکَ عَلٰی اَعْدَائِکَ • اَللّٰهُمَّ لَا تُمَکِّنِ الْاَعْدَاءَ فِيْنَا • وَلَا تُسَلِّطْهُمْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا • حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حُمَّ الْاَمْرُ وَجَاءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ • حٰمٓعٓسٓقٓ حِمَايَتُنَا مِمَّا يَخَافُ • اَللّٰهُمَّ قِنَا شَرَّ الْاَسْوَاءِ وَ لَا تَجْعَلْنَا مَحَلًّا لِلْبَلْوٰی اَللّٰهُمَّ اَعْطِنَا اَمَلَ الرَّجَاءِ وَفَوْقَ الْاَمَلِ يَا هُوَ يَا هُوَ يَا هُوَ يَا مَنْ بِفَضْلِهٖ لِفَضْلِهٖ نَسْئَلُکَ اِلٰهِیْ الْعِجْلَ الْعِجْلَ الْعِجْلَ، الْاِجَابَةَ الْاِجَابَةَ الْاِجَابَةَ، يَا مَنْ اَجَابَ نُوْحًا عَلَيْهِ السَّلَام فِیْ قَوْمِهٖ، يَا مَنْ نَصَرَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَام عَلٰی اَعْدَائِهٖ، يَا مَنْ رَدَّ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَام عَلٰی يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَام، يَا مَنْ کَشَفَ الضُّرَّ عَنْ اَيُّوْبَ عَلَيْهِ السَّلَام، يَا مَنْ اَجَابَ دَعْوَةَ زَکَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَام، يَا مَنْ قَبِلَ تَسْبِيْحَ

یُوْنُس علیہ السلام بْنُ مَتّٰی، یَا مَنْ نَسْئَلُکَ بِاَسْرَارِ اَصْحَابِ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ
الْمُسْتَجَبَاتِ اَنْ تَتَقَبَّلَ مَا بِهٖ دَعَوْنَاکَ، وَاَنْ تُعْطِیَنَا مَا سَأَلْنَاکَ، وَاَنْجِزْلَنَا
وَعْدَکَ الَّذِیْ وَعَدْتَهٗ لِعِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ
الظّٰلِمِیْنَ، اِنْقَطَعَتْ آمَالُنَا، وَعِزَّتُکَ اِلَّا مِنْکَ، وَخَابَ رَجَائُنَا، وَحَقُّکَ اِلَّا
فِیْکَ، اِنِ ابْطَأَتْ غَارَتُ الْاَحْرَامِ وَابْتَعَدَتْ ٭ فَاَقْرَبُ الشَّیْئِ مِنَّا غَارَةُ اللّٰهِ ٭ یَا
غَارَةَ اللّٰهِ عَدَتِ الْعَادُوْنَ وَجَارُوْا ٭ وَرَجَوْنَا اللّٰهَ مُجِیْرًا ٭ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَلِیًّا ٭
وَکَفٰی بِاللّٰهِ نَصِیْرًا ٭ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ ٭ اِسْتَجِبْ لَنَا اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ، فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٭

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اِس آیت کے تعویذ یہ ہیں:

۱۴۷	۱۵۴	۱۴۹
۱۵۲	۱۵۰	۱۴۸
۱۵۱	۱۴۲	۱۵۳

حسبنا	الله	ونعم	الوكيل
الله	ونعم	الوكيل	حسبنا
ونعم	الوكيل	حسبنا	الله
الوكيل	حسبنا	الله	ونعم

الحمد اللہ کتاب ہوامع شرح حزب البحر و دعائے حزب البحر و دعائے حزب النصر مع فوائد
مکمل ہوئی۔

حیات وخدمات

حضرت الحاج قاری محمد اکرم صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ولادت باسعادت اورنام ونسب

آپ کی ولادت 15 جولائی 1384ھ، مطابق 1965ء موضع علی پور کلاں ضلع سہارنپور،صوبہ۔یو پی ملک ہندوستان میں ہوئی۔

آپ کا اسم گرامی محمد اکرم بن اللہ دیا حسن بن محمد حسن بن محمد یامینؒ ہے۔

اہل اللہ سے آپ کے خاندان کا قدیمی تعلق ہے، آپ کے والد ماجد جناب اللہ دیا حسن صاحبؒ چشتیہ سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت حافظ بشیر صاحبؒ کے مرید تھے اور آپ کے دادا حضرت حافظ محمد حسن صاحبؒ خلیفہ ولی محمدؒ کے مرید وتربیت یافتہ بزرگ تھے اور اِسی طرح آپ کے دادا حاجی محمد یامین صاحبؒ قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے مرید تھے۔

تعلیم وتربیت

آپ نے دینی تعلیم معروف ومشہور ادارہ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سے حاصل کی ہے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے حضرت حافظ عبدالستار مہاجر مکیؒ کے دست حق پر بیعت کی اور حضرت کی زیرِتربیت رہ کر روحانی فیض حاصل کیا پھر حضرت کے وصال کے بعد حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ سے دوبارہ بیعت کی اور مسلسل ۱۳ سال حضرت کی صحبت میں رہ کر منازل سلوک طے کرنے کے بعد خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ کے وصال کے بعد بہت سے مشائخ عظام نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ملّا معزالدین زیت پوریؒ
۲۔ حضرت اقدس مفتی افتخارالحسن صاحب کاندھلویؒ
۳۔ حضرت حافظ جمیل صاحب نانکویؒ
۴۔ حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحبؒ
۵۔ حضرت علامہ ابراہیم پرنام بٹویؒ
۶۔ حضرت مولانا حکیم قاری نسیم الدین گیاویؒ
۷۔ حضرت مولانا شاہ سید بلال حسین صاحب تھانوی دامت برکاتہم
۸۔ حضرت مولانا پیر سید محمد شاہ قریشی نقشبندی مجددی فضلی دامت برکاتہم

دعوت وخدمات

آپ ہمہ وقت دعوتِ دین و اصلاح باطن میں اپنی زندگی کو صرف کر رہے ہیں اور اشاعت دین کے لئے آپ نے کویت، ملیشیا، سنگاپور، دبئی اور حرمین شریفین کے متعدد سفر کئے ہیں اسی طرح حضرت والا نے 1995ء میں ماہانہ اصلاحی مجلس ذکر کا آغاز فرمایا جو الحمدللہ آج تک تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور کثیر تعداد میں مریدین و متعلقین آپ سے روحانی فیض حاصل کر رہے ہیں دعاء ہیکہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات عالیہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائے اور پوری عالم میں ھدایت کے عام ہونے کا ذریعہ فرمائے۔

آمین یارب العالمین!

حزب البحر کی اہمیت

حزب البحر دنیا کی مقبول ترین ،طاقتور ترین دعاؤں میں سے ہے حل المشکلات کے لئے اِس کو مجرب مانا جاتا ہے، تمام بڑے اللہ کے نیک اولیاء نے اِس دعا کو اپنا وظیفہ بنایا، محدثِ اعظم حضرت مولانا شاہ ولی اللہ فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، اور اسی طرح بڑے بڑے اولیاء اِس دعاء کو اپنے عمل میں لائے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اِس کی عالمانہ وعارفانہ شرح لکھی اور اِس کو اپنے وظیفے میں رکھا۔

آج مشکلات کا دور ہے جادو، جنات، بیماریاں، پریشانیاں ہر طرف عام ہیں اور لوگ اِس پریشانی کی گھڑی میں جب اپنی مشکلات کا حل تلاش کرتے ہیں تو حزب البحر سے مضبوط عمل کوئی نہیں ہے۔

(حضرت مولانا پیر حافظ محمد اقبال قریشی مدظلہ العالی)

Designed by:
Alimi Graphic 7536030211